زوجین کے درمیان
اسلام کا نظام معاشرت

www.KitaboSunnat.com

تالیف

ڈاکٹر راشد عبداللہ الفرحان

ترجمہ وحواشی

مولانا مفتی محمد مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی

معتمد تعلیمات: المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد

ناشر

الفاروق پبلیکشنس، کڈپہ، اے۔پی (انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

زوجین کے درمیان

اسلام کا نظامِ معاشرت

تالیف

ڈاکٹر راشد عبداللہ الفرحان

ترجمہ وحواشی

مولانا مفتی محمد مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی

(معتمد تعلیمات: المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد)

www.KitaboSunnat.com

ناشر

الفاروق پبلیکیشن کڈپہ، اے پی (انڈیا)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

281-32
راش - ز

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : زوجین کے درمیان اسلام کا نظامِ معاشرت

مصنف : ڈاکٹر راشد عبداللہ الفرحان

ترجمہ وحواشی : مولانا مفتی محمد مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی
(معتمد تعلیمات المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد)

کمپوزنگ : مفتی محمد عبداللہ سلیمان مظاہری، 9704172672

طبع اول : ۲۰۰۸ء

صفحات : ۲۲۶

قیمت : Rs.100

باہتمام : المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد

ناشر : الفاروق پبلیکشن کڈپہ، اے پی (انڈیا)

ملنے کے پتے

☆ الفاروق پبلیکشن کڈپہ (اے پی)

☆ المعہد العالی الاسلامی، تعلیم آباد، قبا کالونی، پہاری شریف روڈ، حیدرآباد

☆ ہندوستان پیپر ایمپوریم، مچھلی کمان، چار مینار حیدرآباد

☆ دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، نزد پانی کی ٹنکی، حیدآباد

☆ کتب خانہ نعیمیہ دیوبند، ضلع سہارنپور (یوپی)

☆ مجلس تحقیقات ونشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ (یوپی)

☆ نیو کتابستان، کچہری روڈ، بیگوسرائے (بہار)

☆ [illegible]

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

عرض ناشر : ۱۱
پیش لفظ : فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی حفظہ اللہ ودعاہ ۱۴
مؤلف کتاب ۱۶
حرف آغاز : مترجم ۱۸
مقدمہ : مؤلف ۲۱
مضامین کتاب ۲۳

پہلا باب

نکاح اسلام سے پہلے اور اس کے بعد ۲۴
اسلام سے پہلے معاشرتی نظامِ زندگی ۲۷
نکاح کی قسمیں ۲۹
نکاح متعہ ۳۲
نکاح شغار (ایک نکاح دوسرے نکاح کا مہر بنا کر عقد) ۳۲
نکاح بدل ۳۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

❁ اسلام کا معاشرتی نظام	۳۴
جنسی خواہشات ومیلانات	۳۵
زواج (نکاح)	۳۷
نکاح کی ترغیب	۳۷
نکاح کا حکم :	۴۰
واجب	۴۰
سنت	۴۲
حرام	۴۳
مکروہ	۴۵
مباح	۴۵
نکاح کے فوائد	۴۶
شریکِ حیات کا انتخاب	۴۹
معاشرہ کے بارے میں اسلام کا نقطۂ نظر	۵۲
❁ محرم رشتہ دار عورتیں	۵۵
پہلی قسم: دائمی طور پر حرام خواتین	۵۵
۱) سات نسبی رشتہ دار عورتیں	۵۵
۲) مصاہرت کی بنیاد پر چار حرام عورتیں	۵۶
۳) رضاعت کی بنیاد پر گیارہ حرام عورتیں	۵۸
دوسری قسم: وقتی طور پر حرام عورتیں	۶۱
کافروں سے نکاح	۶۶
❁ نکاح کا پیغام اور ارکان و شرائط	۶۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عقدِ نکاح	۷۲
صیغۂ نکاح	۷۳
زوجین	۷۴
نکاح میں بالغ ہونے کی شرط	۷۵
نکاح کی شرطیں	۷۶
صحیح شرطیں	۷۸
فاسد شرطیں	۷۹
حلالہ	۸۰
ولایت	۸۲
عقد نکاح کی ولایت	۸۲
ولی کے اوصاف	۸۳
گواہی	۸۵
مہر	۸۶
✿ عقدِ نکاح کی کیفیت وصورت	۹۱
نکاح نامہ	۹۱
نکاح کا اعلان	۹۴
ولیمہ	۹۵
لہو ولعب اور گانا بجانا	۹۷
✿ عقدِ نکاح کے بعد کے احکام	۹۹
صحیح نکاح	۹۹
اگر ہمبستری کر چکا ہو	۱۰۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اگر ہمبستری نہ کیا ہو	۱۰۰
نکاح باطل یا فاسد	۱۰۱
وطی کے بعد نکاح باطل کا حکم	۱۰۲
وطی سے پہلے نکاح باطل کا حکم	۱۰۲

دوسرا باب

۞ زوجین کے درمیان یکجائیت	۱۰۳
۞ زوجین کے درمیان حسنِ معاشرت	۱۰۵
عورت پر شوہر کے حقوق	۱۱۰
بیوی کا نافرمانی کرنا	۱۱۶
مرد پر بیوی کے حقوق	۱۲۰
خاص نفقات	۱۲۱
عام نفقات	۱۲۲
آداب مباشرت	۱۲۳
ایلاء	۱۲۶
بیویوں کے درمیان عدل	۱۲۷
۞ اسلامی معاشرہ	۱۳۱
مرد کی حیثیت و ذمہ داری	۱۳۱
عورت کی حیثیت و ذمہ داری	۱۳۳
اظہار رائے کی آزادی	۱۳۵

تیسرا باب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

❁ زوجین کے درمیان فسخ وتفریق	۱۴۱
❁ تفریق	۱۴۳
فراق کی تعریف ومعنی	۱۴۳
تفریق کا حکم:	۱۴۶
واجب	۱۴۷
مندوب	۱۴۷
حرام	۱۴۸
مکروہ	۱۴۹
مباح	۱۴۹
زوجین کے درمیان عیوب	۱۴۹
❁ تفریق کی صورتیں	۱۵۱
❁ طلاق کی قسمیں:	۱۵۱
۱) طلاق سنت	۱۵۱
طلاق کے الفاظ	۱۵۲
غیر مشروط طلاق	۱۵۳
مشروط طلاق اور اس کی قسمیں:	۱۵۴
۲) طلاق رجعی	۱۵۴
رجعت	۱۵۶
عدت میں رجعت	۱۵۷
رجعت کی صورت	۱۵۷
طلاق رجعی کے احکام	۱۵۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عدت گزرنے کے بعد رجعت کا حکم	۱۵۹
طلاقِ بائن	۱۶۰
طلاقِ بائن صغریٰ	۱۶۰
طلاقِ بائن کے اثرات واحکام	۱۶۱
طلاقِ بائن کبریٰ مغلظہ	۱۶۲
طلاقِ مغلظہ کے احکام ونتائج	۱۶۳
دخول سے پہلے فرقت	۱۶۳
دخول سے پہلے فرقت پر مرتب ہونے والے نتائج واحکام	۱۶۵
۳) طلاقِ بدعت	۱۶۵
ایک سے زائد طلاق دینے کا حکم	۱۶۶
جن کی طلاق واقع نہیں ہوتی	۱۶۷
طلاق دینے کی قسم کھانا	۱۶۸
طلاق دینے کا شرعی طریقہ اور مناسب وقت	۱۶۹
✿ خلع	۱۷۲
خلع پر مرتب ہونے والے نتائج واحکام	۱۷۴
✿ فسخِ نکاح اور اس کے اسباب	۱۷۵
فسخ پر مرتب ہونے والے احکام	۱۷۵
✿ اسبابِ فسخ	۱۷۷
۱) ایلاء	۱۷۷
۲) ظہار	۱۷۸
۳) لعان	۱۷۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لعان کے بعد زوجین سے متعلق احکام	۱۸۱
۴) ضرر	۱۸۱
۵) شوہر کا مرتد ہونا	۱۸۵
۶) موت	۱۸۶
۷) شوہر کا مفقود الخبر ہونا	۱۸۶
۸- شوہر کا غائب غیر مفقود ہونا	۱۸۸
۹) شوہر کا مجبوب ہونا	۱۸۹
۱۰) شوہر کا عنین (نامرد) ہونا	۱۹۰
شرائط تفریق	۱۹۲
۱۱) شوہر کا مجنون ہونا	۱۹۲
۱۲) شوہر کا مجذوم ومبروص یا ایسے مرض میں مبتلا ہونا جس کی وجہ سے بغیر ضرر کے ساتھ رہنا ممکن نہ ہو	۱۹۴
۱۳) نکاح کا غیر کفو میں ہونا، یا غبن فاحش کے ساتھ ہونا	۱۹۴
۱۴) نابالغ کا خیار بلوغ اختیار کرنا	۱۹۶
خیار بلوغ کے حق کے استعمال کی صورتیں	۱۹۸
طریقۂ کار اور احکام	۱۹۸
۱۵) تکلیف دہ مار پیٹ اور ظلم وزیادتی کی بناء پر فسخ نکاح	۱۹۹
۱۶) میاں بیوی کے درمیان شقاق	۲۰۳

چوتھا باب

❁ تفریق کے بعد کے احکام	۲۰۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

✿ عدت	۲۰۷
۱) حاملہ	۲۰۸
۲) بیوہ	۲۰۸
۳) حیض والی	۲۰۸
۴) غیر حائضہ	۲۰۹
۵) عارضی طور پر حیض بند ہو جائے	۲۰۹
۶) مفقود الخبر کی بیوی	۲۱۰
✿ سوگ منانا	۲۱۱
✿ معتدہ کا نفقہ	۲۱۲
✿ نسب	۲۱۳
✿ حضانت (پرورش)	۲۱۴
حضانت کی انتہاءِ مدت	۲۱۵
✿ ولایت	۲۱۶
ولایت علی النفس	۲۱۷
ولایت علی المال	۲۱۷
✿ قرابتداروں کا نفقہ	۲۱۸
✿ ضبط ولادت	۲۱۹
ضبطِ ولادت کی صورتیں	۲۲۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

اللہ تبارک وتعالی نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کئے ، ایک کے ذریعہ دوسرے کو سکون کا ذریعہ قرار دیا اور ان کے درمیان اپنی مہربانی سے مودت ورحمت پیدا فرمایا اور زوجین کے اس پورے نظام کو اپنی نشانی قرار دیا۔

واقعی انسان اشرف المخلوقات ہے اور اس اشرف وافضل مخلوق کا جوڑا پیدا کر کے اللہ نے انسان پر بہت بڑا فضل کیا اور کرم کیا ہے، ورنہ انسان کی زندگی بے مزا، بے سکون رہتی، ساتھ ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ بھی بڑا احسان ہے کہ نہ صرف مرد کے لئے عورت کا جوڑا پیدا کیا، اپنے جوڑے کے ذریعہ حقیقی سکون وراحت حاصل کرنے دنیا وآخرت کی سچی کامیابی کے لئے اپنے پیغمبروں اور کتابوں کے ذریعہ وہ راستہ دکھایا جس پر چل کر زوجین میں سے ہر ایک دوسرے کے لئے مودت ورحمت کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

آج کا معاشرہ خدا بیزاری اور اخلاق سے عاری ہو کر بے چین و بے سکون کے اندھیروں میں ڈوب چکا ہے، خاندانی نظام درہم برہم ہے، نہ شوہر سے بیوی کو پیار ہے اور نہ شوہر کو بیوی پر اعتماد ہے، پورا معاشرہ فساد کا شکار ہے، آئے دن قتل وغارت گری، خودکشی زنا وغیرہ کے سنگین واقعات ہم اخباروں میں پڑھ رہے ہیں، اور آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں ، ایسے نازک موقع پر خیر امت کہلانے والی امت مسلمہ کے علماء ومصلحین وقائدین کی ذمہ داری ہے کہ اصلاح معاشرہ کے لئے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں اور معاشرے کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بگاڑ کو درست کرنے کی کوشش کریں۔

ہمیں خوشی ہو رہی ہے کہ جہاں دنیا بھر میں اصلاح معاشرہ کے لئے ہر ملک میں اصلاحی کوشش ہو رہی ہیں، ہمارے ملک میں بھی ہر ریاست میں ہر ضلع میں علماء کرام اور قوم و ملت کا درد رکھنے والے افراد جماعتیں و تنظیمیں اپنے اپنے دائرے میں اپنی استطاعت کے مطابق کوشش کر رہے ہیں۔

اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ ہے جو کڑپہ اسلامک ویلفیر سوسائٹی کے زیر نگرانی اصلاح معاشرہ کمیٹی مردوں اور عورتوں میں معاشرہ کے بگاڑ کو دور کرنے کے لئے کوشش کر رہی ہے، کویت کے ایک باوقار علمی شخصیت سابق وزیر اوقاف ڈاکٹر راشد عبداللہ الفرحان صاحب کی ایک اہم کتاب ''النظام الاجتماعی فی الاسلام بین الرجل والمرأۃ'' جو کہ مختصر ہونے کے ساتھ بہت جامع اور اپنے موضوع پر بہت معتبر کتاب ہے، اس کو مولانا مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی صاحب نے اپنے خوبصورت ترجمہ اور احادیث کی تخریج اور فقہی مباحث و نکات کا اضافہ کر کے ایک گرانقدر کتاب بنا دیا ہے، اس پر مزید ہندوستان کے مشہور فقیہ و اسلامک فقہ اکیڈمی کے جنرل سکریٹری مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم نے اپنے قیمتی مقدمے کے ذریعہ اس کتاب کو مزید چار چاند لگا دیئے ہیں، نظر ثانی اور مفید مشورے کے ذریعہ اور بھی اس کی قدر و اہمیت میں اضافہ کیا، لہذا اس کے شائع کرتے ہوئے ہمیں بے حد خوشی ہو رہی ہے اور امید کرتے ہیں کہ اہل علم اس کتاب کی پذیرائی فرمائیں گے، اگر کوئی کمی یا خامی محسوس کریں تو ناشر کو آگاہ فرما دیں گے تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اس کی تلافی ہو سکے۔ میں سب سے پہلے اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کے اس نے ہمیں اس کتاب کو شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور ساتھ ہی مصنف، مترجم و محشی کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہماری ہمت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

افزائی فرمائی اور کتاب کے لئے مقدمہ تحریر فرمایا اور جن لوگوں نے اس کتاب کے شائع کرنے میں تعاون دیا ہم ان سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں، دعا گو ہیں کہ اللہ تعالی تمام لوگوں کی کوششوں کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو اصلاح معاشرے کے لئے مفید بنائے۔ آمین

مورخہ: ۲۸ صفر ۱۴۳۰ھ
۲۴ فروری ۲۰۰۹ء

شیخ اسحاق
(صدر: کڈپہ اسلامک ویلفیر سوسائٹی، اے پی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

(فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم)

انسانی سماج کا سب سے اہم مسئلہ نکاح ہے؛ کیوں کہ نکاح ہی سے خاندان وجود میں آتا ہے، دادیہال اور نانیہال، والدین کے نکاح سے پیدا ہوتے ہیں اور سسرالی قرابت انسان کے اپنے نکاح سے وجود میں آتی ہے، اسی لئے قرآن وحدیث میں نکاح کے احکام کو نسبتاً وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے اور فقہاء نے عبادات کے بعد سب سے زیادہ اہمیت احوال شخصیہ یعنی نکاح وطلاق وغیرہ سے متعلق مسائل کو دی ہے، عربی زبان میں اس موضوع پر بہت سی کتابیں آچکی ہیں، لیکن اردو زبان میں اس موضوع پر بہت کم لٹریچر ملتا ہے۔

اسی سلسلہ کی ایک اہم کتاب ڈاکٹر راشد عبداللہ فرحان سابق ممبر قانون ساز کونسل کویت کی تالیف ''النظام الإجتماعي في الإسلام بين الرجل والمرأة'' ہے، یہ کتاب بحمد اللہ اسلام کے نظام معاشرت پر ایک جامع کتاب ہے، جس میں نکاح کی اہمیت، نکاح کی جائز وناجائز صورتیں، موانع نکاح، ایجاب وقبول، نکاح میں شرطیں، نکاح کے آداب، نکاح سے متعلق احکام، طلاق وتفریق اور زوجین کے حقوق، تفریق وخلع پر مرتب ہونے والے اثرات وغیرہ جیسے موضوعات پر قرآن وحدیث اور کتب فقہ کے حوالہ سے روشنی ڈالی گئی ہے اور دوسرے مذاہب وقوانین سے شریعت اسلامی کا تقابل بھی کیا گیا ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ کتاب یقیناً اس لائق تھی کہ اسے اردو زبان کا جامہ پہنایا جائے، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطاء فرمائے عزیز گرامی قدر مولانا محمد مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی زیدت حسناتہ کو کہ انہوں نے محنت اور توجہ سے اس کا ترجمہ کیا، اس میں جو حدیثیں آئی ہیں، ان کی تخریج کی، ضروری حواشی لکھے اور اسباب فسخ وتفریق میں علماء ہند کے معمول کو سامنے رکھ کر اضافہ کیا، اس میں شبہ نہیں کہ اس نے کتاب کی افادیت اور جامعیت میں اضافہ کر دیا۔

مولانا ندوی سلمہ ماشاء اللہ موفق آدمی ہیں، اردو اور عربی زبان میں کئی کام کر چکے ہیں اور ان کی تحریروں نے ارباب نظر اور اصحاب ذوق کی بارگاہ میں قبولیت حاصل کی ہے، امید ہے کہ یہ کتاب بھی انشاء اللہ شوق کے ہاتھوں لی جائے گی، اردو قارئین تک اس گراں قدر تحفہ کے پہنچنے کے سلسلہ میں ہمیں محترم جناب شیخ اسحاق صاحب (صدر کڈپہ اسلامک ویلفر سوسائٹی) کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ انہیں کی تحریک پر یہ ترجمہ ہوا ہے اور انہیں کی کوششوں سے اس کی اشاعت عمل میں آئی ہے، اللہ تعالیٰ مؤلف، مترجم اور ناشر کو بہتر سے بہتر اجر عطا فرمائے اور اس خدمت کو ان سب کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ واللہ هو المستعان

۵/ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ — خالد سیف اللہ رحمانی

۱۲/ اپریل ۲۰۰۸ء — (ناظم المعہد العالی الاسلامی حیدر آباد)

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مؤلف کتاب

مؤلف کتاب ڈاکٹر راشد عبداللہ الفرحان مقام شرق، کویت میں ۱۹۳۰ء میں پیدا ہوئے، ابتدائی وثانوی تعلیم کویت ہی میں حاصل کی، اعلیٰ تعلیم کے لئے کلیۃ الشریعہ جامعہ ازہر مصر میں داخلہ لیا، وہاں قانون اور فقہ مقارن (فقہی مذاہب کا تقابلی مطالعہ) کی تعلیم حاصل کی اور ۱۹۶۱ء میں ''عالیہ'' کی سند سے سرفراز ہوئے۔

حصول تعلیم سے فراغت کے بعد وزارت خارجہ میں ملازمت اختیار کی اور ۱۶/ جنوری ۱۹۶۳ء تک اسی خدمت پر مامور رہے، جب کویت میں جمہوری نظام کا آغاز ہوا، تو اپنے منصب سے سبکدوش ہوگئے اور قومی کونسل کے امیدوار بنے اور اس کے ممبر منتخب ہوگئے، اور لگاتار ۱۹۶۷ء تک چار بار قومی کونسل (پارلیمنٹ) کے ممبر منتخب ہوتے رہے، اس دوران یعنی ۱۹۷۱ء سے ۱۹۷۴ء تک چار سال اوقاف اور مذہبی امور کے وزیر بھی مقرر ہوئے۔

تیس سال سے زیادہ عرصہ وکالت کے پیشہ سے وابستہ رہے، ادارۂ قانون سازی، فتوی، نفاذ قانون کمیٹی اور قانون سازی پر نگاہ رکھنے والی متعدد کمیٹیوں میں شریک رہے، موصوف نے بے شمار علمی کانفرنسوں میں شرکت کی ہے اور دعوت وتبلیغ کی نسبت سے دنیا کے مختلف ملکوں کا سفر کیا ہے۔

وہ مختلف تنظیموں، کمیٹیوں، کونسلوں اور اداروں سے وابستہ رہے ہیں، جیسے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایڈووکیٹ یونین ، رابطۃ الادباء ، سپریم کونسل برائے دعوت اسلامی اور سالانہ مقابلۂ حفظ قرآن کریم کی نگرانی وسرپرستی کرنے والی اعلی کمیٹی۔

آپ کی پچیس سے زیادہ تالیفات ہیں، جو کتابوں ، مقالات ، قصص اور محاضرات کی صورت میں موجود ہیں، ان میں سے گیارہ کتابیں فقہ اور تفسیر وغیرہ اہم موضوعات سے متعلق شائع ہو چکی ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حرف آغاز

از مترجم

اسلام ہی واحد مذہب ہے جس میں برق رفتار زمانہ کے ہر چیلنج کا جواب دینے کی صلاحیت ہے، بلکہ وہ زمانہ کا رخ پھیرنے کی بھی اہلیت رکھتا ہے، اور داخلی و خارجی زندگی کے ہر ہر قدم پر انسان کی رہنمائی کرتا ہے، اسلام صالح معاشرہ کی تشکیل دیتا ہے، ایک اچھا معاشرہ کیسے وجود میں آسکتا ہے؟ اس کی طرف رہنمائی کرتا ہے، اور اس بارے میں ترغیبی و ترہیبی تعلیم دیتا ہے، معاشرتی زندگی کی تعمیر و ترقی کا طریقہ بتاتا ہے، مفسد عناصر کی بیخ کنی کرتا ہے، اس کا خاص طرۂ امتیاز یہی ہے کہ بگاڑ کی جڑ پر قدغن لگاتا ہے، برخلاف دوسرے مذاہب اور اقوام کے، وہ لوگ معاشرہ کی برائی و بگاڑ کو قلع و قمع کرنے کی بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں، اور اس مقصد کے لئے سطحی قسم کی کوشش کرتے ہیں، بسا اوقات اس کی شاخوں کو تو کاٹتے ہیں، لیکن اس کی جڑوں کو یوں ہی چھوڑ دیتے ہیں، جس کی وجہ سے معاشرہ سے وہ برائی دور نہیں ہو پاتی ہے، جسے وہ دور کرنا چاہتے ہیں، بلکہ یہ مخرب اخلاق چیزوں ہی کو یہ لوگ تہذیب کا نام دیتے ہیں اور ترقی کا زینہ تصور کرتے ہیں، فطرت کے خلاف بغاوت کو فیشن سمجھتے ہیں اور اسی کو آزادی کا نام دیتے ہیں، کسی شاعر نے خوب کہا ہے:

الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوان گان عشق

یہ کتاب ''زوجین کے درمیان اسلام کا نظامِ معاشرت'' دراصل ایک عربی کتاب ''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

النظام الاجتماعی فی الإسلام بین الرجل والمرأة للدکتور راشد عبد الله الفرحان " (سابق رکن قومی کونسل کویت) کا ترجمہ ہے، مصنف نے اس میں اسلام سے پہلے روم، یونان، جرمن اور ہندوستان وغیرہ کی معاشرتی زندگی پر روشنی ڈالی، اور اس معاشرہ میں عورت کی کیا حیثیت تھی؟ کو اجاگر کیا ہے، اور اسلام نے عورتوں کو کیا حقوق دیئے ہیں اور ان کے مرتبہ کو کتنا بلند کیا ہے؟ اس کا ذکر کیا ہے، اسی طرح جنسی تقاضے اور اس کا معاشرتی فلسفہ، شریک حیات کے انتخاب کا شرعی معیار، نکاح اور معاشرتی زندگی کے آداب واحکام، حدود شرع میں رہتے ہوئے عورتوں کو اظہار رائے کی آزادی، طلاق دینے کا صحیح طریقہ اور اس کے آداب، اسباب فسخ وتفریق اور ضبط ولادت جیسے اہم اور ضروری مسائل پر روشنی ڈالی ہے۔— مصنف نے جہاں احکام ومسائل بیان کئے ہیں، وہیں معاشرتی زندگی کو کامیاب و مستحکم بنانے کے لئے بعض حکمتوں اور رموز شرع کی طرف بھی رہنمائی فرمائی ہے اور ناصحانہ اور داعیانہ اسلوب اختیار کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کی توفیق ومدد سے یہ حقیر اس کتاب کو اردو کا جامہ پہنانے کے شرف سے بہرہ ور ہوا، اور مصنف کی اجازت سے حاشیہ میں بعض چیزوں کا اضافہ بھی کیا، یہ اضافے کچھ اس طرح ہیں:

۱- احادیث کی تخریج

۲- ضروری حاشیہ، یعنی جہاں پر مصنف نے احناف کے خلاف نقطۂ نظر کو اختیار کیا ہے، وہاں حاشیہ میں حنفی مذہب اور اس کے دلائل کا اضافہ کردیا گیا ہے؛ کیوں کہ ہندوستان میں حنفی عوام کی اکثریت ہے۔

۳- اسبابِ فسخ وتفریق میں مزید اسباب کا اضافہ کیا گیا ہے، ہندوستان کے خصوصی ماحول کے پس منظر میں علماء ہند بعض مسائل میں مالکیہ کے مذہب پر عمل کرنے کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لائق ہیں، ان کو خاص طور پر بڑھایا گیا ہے، اور موجودہ دور میں ''امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ'' کا عمل جس قول پر ہے، اس کو خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے۔

آخر میں سب سے پہلے دل کی اتھاہ گہرائی سے اللہ تعالی کا شکرادا کرتا ہوں کہ بے شک اسی کے فضل وکرم اور مدد سے تخریج احادیث، اور ترجمہ وحواشی کا کام کرسکا، اس کے بعد کڈپہ اسلامک ویلفر سوسائٹی کے ذمہ داران، ان میں بالخصوص جناب شیخ اسحاق صاحب کا دل سے شکرگزار ہوں کہ انہوں نے مجھے اس خدمت کے لائق سمجھا، اور اس کا موقع عنایت کیا، بڑی ناسپاسی ہوگی اگر گرامی قدر حضرت الاستاذ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم (ناظم المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد و جنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا) کا شکریہ ادا نہ کروں، جنہوں نے اس کتاب پر نظر ثانی فرمائی، اور پیش لفظ لکھ کر اس کتاب کی قدر و قیمت میں اضافہ فرمایا، اللہ تعالی سے دعاء گو ہوں کہ آپ کا سایہ عاطفت وشفقت ہم چھوٹوں پر تادیر قائم رکھے، اور اس حقیر خدمت (کتاب ہذا کا ترجمہ وحواشی) کو قبول فرمائے، نیز لوگوں کو اس سے خوب خوب فائدہ پہونچے۔ آمین! والله المستعان وعليه التكلان۔

۱۱/صفر المظفر ۱۴۲۹ھ	محمد مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی
۱۹/فروری ۲۰۰۸ء	المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

از مؤلف

عورت اور مرد کے درمیان معاشرتی زندگی کی تاریخ کافی قدیم ہے، اس کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے ہوتا ہے، اس کے بعد سے آج تک کتنے ہی ادوار گزر چکے ہیں، اَن گنت سرد وگرم موسم اور نشیب وفراز آ چکے ہیں، ہر دور کے کچھ رسم ورواج، عادات واطوار اور عرف رہے ہیں جو دوسرے دور کے مغایر اور اس سے جداگانہ رہے ہیں، لیکن کسی بھی دور میں نظامِ معاشرت کو استحکام حاصل نہیں ہوا، نہ ہی اس میں پختگی آئی، اور نہ ہی وہ اعلی مثالی نظام بن سکا، یہاں تک کہ اسلام کا سورج طلوع ہوا، جس کے سایہ میں معاشرتی نظامِ زندگی پروان چڑھا، اور کامل ومکمل بنا۔

موجودہ زمانہ میں بعض ازدواجی اختلافات کا رونما ہونا، زوجین کے درمیان بعض ناخوشگوار واقعات کا پیش آنا اور دار القضاء تک پہنچ جانا، حتی کہ فسخ وتفریق تک نوبت آنا اسلامی نظامِ معاشرت کے ناقص ہونے کی دلیل نہیں، بلکہ اس کا حقیقی سبب اسلام کے معاشرتی نظامِ زندگی کو کما حقہ نہ سمجھنا، اور اس کو عملی جامہ نہ پہنانا ہے:

﴿بَلْ اَتَيْنَاهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُعْرِضُونَ﴾ (۱)

(۱) المؤمنون: ۷۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"بلکہ ہم نے تو ان کے پاس ان کی نصیحت (ہی کی بات) بھیجی،
سو یہ لوگ اپنی نصیحت سے بھی روگردانی کرتے ہیں"

میں نے کوشش کی ہے کہ یہ کتاب زوجین کے درمیان معاشرتی زندگی کی ابتداء سے انتہاء تک تصویر ہو، میں نے کتاب وسنت کی روشنی میں اس نظام کا جائزہ لیا ہے اور اس بات کی سعی کی ہے کہ اسلام کی معاشرتی زندگی سے متعلق ضروری احکام آجائیں، جن سے واقفیت اور ان پر عمل پیرا ہونا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے؛ تاکہ وہ سکون کی زندگی گزار سکے، ازدواجی زندگی میں خوشیاں بکھیر سکے، رشتۂ زوجیت کی نعمت سے واقعی لطف اندوز ہو سکے، اور گھر کو جہنم کی بھٹی کے بجائے جنت کا نمونہ بنا سکے۔

۴/ رجب المرجب ۱۳۸۳ھ — راشد عبداللہ الفرحان
۲۰/ نومبر ۱۹۶۳ء — کویت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

مضامین کتاب

۱) اسلام سے پہلے روم، یونان، جرمن اور ہندوستان وغیرہ کی معاشرتی زندگی کی مختصر تاریخ

۲) جنسی تقاضے اور اس کا معاشرتی فلسفہ

۳) شریک حیات کا انتخاب اور سماج میں نکاح کا پیغام دینے کی صورت

۴) نکاح اور معاشرتی زندگی کے آداب واحکام

۵) سماج میں مرد اور عورت کی ذمہ داریاں

۶) اظہار رائے میں عورت کا حق

۷) طلاق دینے کا طریقہ اور اس کے آداب

۸) شادی بیاہ میں گانا بجانا

۹) اسلام کی نظر میں ضبط ولادت کا حکم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پہلا باب

نکاح —— اسلام سے پہلے اور اس کے بعد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسلام سے پہلے معاشرتی نظامِ زندگی

جہاں تک اسلام سے پہلے معاشرتی نظامِ زندگی کی تاریخ کی بات ہے، تو یہ بڑی کڑوی تاریخ ہے، جو مصائب و آلام، ہلاکت و بربادی، لڑائی جھگڑے، مقدمہ بازی شقاوت و بدبختی، اور وحشت سے بھری پڑی ہے، اس دور جاہلی میں عورت بے چاری بڑی مظلوم، ستم زدہ اور خوشی و شادمانی سے زیادہ غم واندوہ سے دوچار نظر آتی ہے۔

جب ہم پچھلے زمانہ پر نظر ڈالتے ہیں، خصوصاً یورپ اور عرب کی جاہلیت اولی کے تاریک زمانے پر، تو دیکھتے ہیں کہ عورت کا مرد سے تعلق برائے نام ہوتا تھا وہ بھی خودغرضی پر مبنی، جیسا کہ نر و مادہ جانوروں کے درمیان ہوتا ہے، گویا انسان اور جانور کے درمیان کوئی فرق باقی نہیں رہا، سوائے شکل وصورت کے، عورت کا حال یہ تھا کہ جب عورت بچہ جنتی، اور بچہ بلوغ کی عمر کو پہنچ جاتا، تو لوگ جمع ہوتے، اور دیکھتے کہ بچہ کس شخص کے مشابہ ہے؟ جس کے مشابہ ہوتا اسی کی طرف اس بچہ کو منسوب کر دیتے، یعنی اس شخص کو اس بچہ کا باپ، اور اس بچہ کو اس کی اولاد قرار دیتے، یہ عمل جرمن قبائل کے یہاں بہت معروف تھا، جیسا کہ زمانہ جاہلیت کے بعض عرب قبائل کے درمیان بھی مشہور اور جاری تھا۔

بعض مورخین نے لکھا ہے:

تاریخ میں جو کچھ ذکر آیا ہے، اس کی تائید ہمارے ہم عصر سیاحوں کے بیانات سے بھی ہوتی ہے، کہ وہ تمام سیاح جنہوں نے آسٹریلیا کے شہر تاہیت، جزائر مرکیز وغیرہ، جدید

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نیوزلینڈ، ہندوستان (۱) اور افریقہ کے بعض شہروں کی سیاحت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ ان شہروں میں شادی کا رواج نہیں ہے، جیسا کہ قاسم امین نے اپنی کتاب ''کتاب المرأة الجدیدة'' میں تصریح کی ہے۔

جب انسان نے صحرائی زندگی کو ترک کیا، مستقل وطن ومکانات بنانے شروع کیے، زراعت شروع کی، تو خانہ آبادی وجود پذیر ہوئی، اور گھر کا نظام منصۂ شہود پر آیا اور یہ انسان کے لئے اپنی نسل وذریت کو باقی رکھنے کا سبب بنا، اس کے نتیجہ میں عورت خاندان کا جزء بنی، لیکن تصرف میں استقلال اور آزادی سے محروم، چنانچہ یونان، روم، جرمن، ہندوستان، چین اور عرب جاہلیت میں مرد اپنی بیوی کا مالک ہوتا تھا، مرد بیوی کا مالک ایسے ہوتا تھا جیسے خرید و فروخت کے ذریعہ غلام کا مالک ہوا جاتا تھا، مطلب یہ ہے کہ عقدِ نکاح خرید وفروخت کے طریقہ پر ہوتا تھا، کہ مرد عورت کو اس کے باپ سے خرید کرتا، جس کے نتیجہ میں باپ کے تمام حقوق اس کی طرف منتقل ہو جاتے، اس کے لئے روا ہوتا کہ وہ دوسرے سے اپنی بیوی کو فروخت کردے، جب وہ مرتا تو اس کے ترکہ کے ساتھ اس کی بیوی بھی اس کے ورثہ کی طرف منتقل ہو جاتی، غرضیکہ عورت کو اپنی ذات پر کچھ بھی اختیار نہیں ہوتا، اس کی ذات میں وراثت جاری ہوتی، لیکن خود وہ کسی چیز کی وارث نہیں ہو سکتی تھی، عام سامان کی طرح خرید وفروخت و غیرہ کے ذریعہ مالک ہوا جا سکتا تھا، لیکن وہ خود کسی چیز کی مالک نہیں ہوتی تھی، وہ بدکاری پر مجبور کی جاتی تھی، جس طرح نکاح پر مجبور کی جاتی تھی، یعنی اس سے زبردستی شادی کی جاتی تھی۔

ہندوستان میں عورت قانونی حیثیت سے یکسر محروم تھی، اس کو اپنی ذات پر کسی طرح کا حق نہیں تھا، البتہ یونان میں عورتیں قانونی طور پر مکلف تھیں کہ وہ مکمل پردہ میں رہیں،

(۱) ہندوستان کی قدیم تہذیب میں شادی کا رواج رہا ہے۔ (دیکھئے: کتاب أبي الريحان البيروني في تحقيق ما للهند: ص:۴۶۹) اس لئے ممکن ہے کہ اس وسیع وعریض ملک کے بعض قبائل میں شادی کے بغیر زندگی گزارنے کا رواج رہا ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اپنے گھروں سے بغیر سخت ضرورت کے نہ نکلیں، روم میں عورت بے بس انسان کے درجہ میں تھی، جس زمانہ میں یورپ کلیسا اور رومی قانون کے تابع تھا، اس وقت عورت کی بُری حالت تھی، یہاں تک کہ بعض پادریوں نے مرد کی طرح عورت کی روح کی ابدیت سے انکار کیا، نیز اس کے دین، عبادت کی صحت، دخول جنت اور آخرت میں صفت ملکوتیت میں منتقل ہونے سے انکار کیا، اٹلی میں ایک کانفرنس ہوئی تھی، جس میں طے پایا تھا کہ عورت ایک ناپاک حیوان ہے، جس میں روح نہیں ہے، اور نہ اس کے لئے ابدیت ہے، اس کے منہ کو ہنسنے اور زائد گفتگو کرنے سے بند کر دیا جائے، جس طرح کاٹنے والے کتے کے منہ کو بند کر دیا جاتا ہے؛ کیونکہ وہ شیطان کا جال ہے، ایک حد تک عورت کے ساتھ فرانس میں انصاف کا معاملہ ہوا، کہ فرانسی قوموں نے نبی کریم محمد ﷺ کی پیدائش کے پندرہ سال کے بعد ایک کانفرنس منعقدہ ۵۸۶ء میں طے کیا کہ عورت انسان ہے، ناپاک جانور نہیں، البتہ وہ مرد کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہے۔

جہاں تک عربوں کے نظام معاشرت کی بات ہے، تو ان کے نزدیک بغیر شادی اور تناسل کے خاندان کا قیام مکمل نہیں سمجھا جاتا تھا، لیکن اس کے باوجود ایسا معاشرتی نظام قائم نہیں ہو سکا جو انصاف پر مبنی ہو؛ اس لئے مرد و عورت کی یکجائی زندگی کا بنیادی مقصد — جو راحت و سکون ہے، — حاصل نہ ہو سکا؛ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسی مقصد کے لئے جوڑے بنایا، اسی طرح مرد و عورت کے درمیان شادی کے ذریعہ یکجائیت کے بعد ایک دوسرے کے لئے سہارا اور مددگار ثابت ہونے اور اخلاقی اقدار کی سرحد مضبوط ہونے میں مکمل کامیابی نہیں مل سکی، جیسا کہ اس زمانہ کے مروجہ نظام معاشرت سے معلوم ہوتا ہے، اور وہ اس کے پابند تھے، اس کی وضاحت درج ذیل سطور میں آ رہی ہے۔

نکاح کی قسمیں:

زمانۂ جاہلیت میں مختلف طریقوں کے نکاح تھے، چنانچہ امام بخاریؒ نے حضرت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عروہؒ سے روایت کیا ہے، کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے بیان کیا:

"أَنَّ النِّكَاحَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَرْبَعَةَ أَنْحَاءٍ، فَنِكَاحٌ مِنْهَا: (نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ) يَخْطُبُ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ وَلِيَّتَه، أو ابنتَه فيُصدقها ثم ينكِحُها، ونكاحُ الآخر كان الرجل يقول لامرأته إذا طهرتِ من طَمثها ارسِلي إلى فلان فاستَبضِعي منه و يعتزِلُها زوجُها و لا يَمسُّها ابدًا حتى يتبيّن حملُها من ذلك الرجل الذي تَسْتَبْضِع منه، فإذا تبيَّنَ حملُها، أصاب زوجُها إذا أحبَّ، و إنما يفعَل ذلك رغبةً في نجابةِ الولد، فكان هذا النكاحُ نكاح الاستبضاع، و نكاحٌ آخرُ: يَجتَمِع الرَّهطُ ما دُونَ العَشَرةِ، فيَدخُلونَ على المرأةِ كُلُّهم، يُصِيبُها، فإذا حملتْ ووضعتْ ومَرّ ليالٍ – بعدَ أن تضعَ حملَها– أرسلتْ إليهم فلَمْ يَستطعْ رجلُ مِّنهم أن يمتنع حتّى يَجْتَمِعُوْا عِندَهَا، تقولُ لَهُم: قَد عَرَفْتُمُ الَّذي كانَ مِن أمرِكم و قد ولدتُ و هو ابنُك يا فلانُ! تُسمِّي مَنْ أَحبَّتْ باسمِه، فَيُلحَقُ به ولدُها، و لا يستطِيعُ أن يمتنعَ به الرجلُ، ونكاحُ الرابعِ: يَجْتَمِعُ الناسُ الكثيرُ فيدخُلونَ عَلى المرأةِ لا تَمْنَع مَن جاءها و هُنّ الْبَغَايَا كُنَّ ينصبن على أبوابِهِنَّ راياتٍ و تكونُ عَلَمًا لِمَن أرادهن دخل عليهِنَّ فإذا حَملتْ إِحداهُنَّ و وَضَعَتْ حملَها، جُمِعُوا لَها ودَعَوا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لَهُمُ القافَةَ ، ثُمَّ أَلْحَقُوْا وَلَدَها بِالَّذِي يَرَوْنَ ، فالتاطته به وَ دُعِيَ ابنه ، لا يَمْتَنِعُ مِن ذلك ، فلما بُعِثَ محمدٌ ﷺ بِالحقِ ، هَدَمَ نِكاحَ الجَاهِلِيَّةِ كُلَّه إلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمَ " (۱)

" زمانہ جاہلیت میں چار طرح کا نکاح رائج تھا، ایک نکاح تو یہی تھا جو آج کل لوگ کرتے ہیں، ایک آدمی دوسرے کے پاس اس کی ولیہ یا بیٹی کا پیغام بھیجتا تھا، اور اسے مہر دے کر بیاہ لاتا تھا، نکاح اس طریقہ پر بھی ہوتا تھا کہ کوئی مرد اپنی بیوی سے کہہ دیتا، کہ جب تو ماہواری (حیض) سے پاک ہو جائے، تو فلاں مرد کے پاس چلی جانا، اور اس سے فائدہ حاصل کر لینا، پھر اس عورت کا شوہر اس سے جدا ہو جاتا تھا اور اس کے قریب نہ جاتا تھا، جب تک کہ اس مرد سے اس عورت کا حمل ظاہر نہ ہو جاتا، جس سے وہ فائدہ اٹھا رہی تھی، پس جب اس عورت کا حمل ظاہر ہو جاتا، تو اس کے شوہر کا جب دل چاہتا اس کے پاس چلا جاتا، یہ سب کچھ اس لئے کیا جاتا تھا کہ بچہ اچھی نسل کا پیدا ہو، اس نکاح کو نکاح استبضاع کہتے تھے، نکاح کی تیسری قسم یہ تھی کہ چند آدمی دس سے کم جمع ہو کر ایک عورت سے ہم بستری کرتے تھے، جب اس سے حمل رہ جاتا اور بچہ پیدا ہو جاتا، اور اسے کئی دن ہو جاتے، تو وہ سب کو بلواتی، ان میں سے کسی کو یہ طاقت نہ ہوتی کہ وہ آنے سے انکار کر دے، جب سب جمع ہو جاتے، تو وہ کہتی تم سب کو اپنا حال معلوم ہے،

(۱) بخاري ، نكاح ، باب من قال لا نكاح إلا بولي :۲/۷۶۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں نے بچہ جن دیا ہے، تو اے فلاں! یہ تیرا بیٹا ہے، وہ جس کو پسند کرتی اس کا نام لیتی اور وہ بچہ اس کا ہو جاتا تھا، اور اسے انکار کرنے کی مجال نہ ہوتی تھی، نکاح کی چوتھی قسم یہ تھی کہ بہت سے آدمی ایک عورت سے قربت کرتے اور وہ کسی آنے والے کو منع نہ کرتی تھی، دراصل یہ طوائف تھیں، انہوں نے علامت کے طور پر اپنے دروازوں پر جھنڈے نصب کر رکھے تھے، کہ جو چاہے آ کر ان سے صحبت کرے، جب ان میں سے کسی کو حمل رہ جاتا، اور بچہ پیدا ہو جاتا، تو وہ سب جمع ہو کر علم قیافہ کے جاننے والے کو بلاتے، وہ جس کے مشابہ دیکھتے اس سے کہہ دیتے، کہ تیرا بیٹا ہے، وہ اسی کا بیٹا ہو جاتا اور وہ بچہ اس شخص کا بیٹا کہہ کر پکارا جاتا، اور وہ مرد اس سے انکار نہیں کر سکتا تھا، پھر جب آنحضرت ﷺ حق کے ساتھ مبعوث ہوئے، تو زمانہ جاہلیت کی یہ تمام شادیاں باطل کر دی گئیں، صرف شادی کا موجودہ طریقہ جائز رکھا گیا''

نکاح متعہ

نکاح متعہ یہ ہے کہ عقد نکاح میں متعین مدت کے لئے نکاح کی شرط لگائی جائے، جب مقررہ مدت گزر جائے گی تو عورت اس مرد پر حرام ہو جائے گی، جس سے اس کا ایک متعینہ مدت کے لئے عارضی نکاح ہوا تھا، نکاح کی یہ صورت بھی حرام کر دی گئی۔

نکاح شغار

نکاح شغار یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے پر شرط لگائے کہ وہ (دوسرا شخص) اپنی زیر ولایت خاتون جیسے اس کی بیٹی یا اس کی بہن وغیرہ کی شادی کرا دے اس شرط پر کہ یہ (پہلا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شخص) اس سے اپنی زیر ولایت خاتون کی شادی کرا دے گا، اور دونوں کے درمیان الگ سے کوئی مہر واجب نہ ہوگا، ـــــ اسلام میں اس طرح مہر مقرر کرنے کو بھی منع کیا گیا ہے۔

نکاح بدل

نکاح بدل سے مراد یہ ہے کہ دو شخص میں سے ہر ایک اپنی بیوی سے دوسرے کے حق میں سبکدوش ہو جائے، یہ بھی شریعت اسلامی میں درست نہیں۔

غرض کہ اسلام سے پہلے عورت کا مقام نہایت ہی پست اور تحقیر پر مبنی تھا، کسی بھی قوم کا نظامِ معاشرت اخلاقی اعتبار سے کامل اور انصاف پر مبنی نہیں تھا، اس زمانہ کے فاسد نظاموں کے تحت عورت اپنے حقوق سے محروم تھی، اس کی عزت و ناموس کے ساتھ کھلواڑ کیا جاتا تھا، اس کے ساتھ اہانت آمیز سلوک روا رکھا جاتا تھا، اور اس کی انسانیت اس سے سلب کر لی گئی، وہ اپنے جائز حق میراث سے محروم تھی، اپنے مال اور حلال کمائی میں بھی تصرف سے روک دی گئی تھی، وہ عام سامان کی طرح ایک سامان سمجھی جاتی تھی، اس لئے بیچی وخریدی جاتی تھی، شیطان کی طرف سے ایک فتنہ تصور کی جاتی تھی اور انسان کے لئے اسے باعث عار خیال کیا جاتا تھا، اور آخری انجام یہ تھا کہ بعض لوگوں کے نزدیک وہ زندہ درگور کئے جانے کے لائق تھی، جیسا کہ قرآن نے کہا:

﴿ وَ إِذَا الْمَوْءُ دَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ﴾ (١)

”اور جب زندہ دفن کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور میں ماری گئی؟“

(١) التکویر:٨-٩

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا معاشرتی نظام

یہ نظام مرد اور عورت کے درمیان تعلق، ازدواجی تعلق کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے دوسرے مسائلِ نکاح وطلاق، حسنِ معاشرت اور اس سے متعلق مسائل اور اتفاق واختلاف کے دواعی سے بحث کرتا ہے، یہی واحد نظام ہے جو زندگی کی سعادت کی ضمانت دیتا ہے، مرد اور عورت کے تعلقات کو ایک ایسی لڑی میں پروتا ہے کہ باہم دونوں کے درمیان ازدواجی زندگی قائم ہونے کے بعد تعاون کے جذبہ کو فروغ ملتا ہے، اخلاقی قدریں بڑھتی ہیں، عورت کو انسانی شرافت واحترام کا مقام ملتا ہے، دونوں ہی زندگی کے بلند مقاصد کی طرف رواں دواں ہوتے ہیں، یہ معاشرتی نظام اسلامی قانون کا ایک حصہ ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کو پوری دنیا کے انسانوں کا مذہب بنایا ہے، چاہے وہ کسی زبان، جنس، ماحول اور زمانہ سے تعلق رکھتے ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ بنی نوع انسان کے خاندان کے لئے اسلام کا معاشرتی نظام ہی درست اور سب سے عمدہ ہے، کیونکہ یہ نظام فطرت انسانی سے ہم آہنگ اور نوع انسانی کے بقاء کا ضامن ہے، یہ نظام زوجین کے درمیان باہم تعاون کے جذبہ کو بڑھاتا ہے، جس کی وجہ سے معاشرہ بہتر سے بہتر بنتا ہے، دوسری طرف اخلاقی قدروں کی پوری رعایت رکھتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے نکاح کے بغیر مرد وعورت کے جنسی تعلق کو ایک بڑا جرم قرار دیا ہے، اور اس کے لئے دنیا میں بھی سخت سزا مقرر کی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

﴿ اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ﴾ (۱)

”زانیہ عورت اور زانی مرد، دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو...“

اس لئے اس کتاب میں گفتگو کا محور صرف اسلام کا معاشرتی نظام ہوگا، جیسا کہ پہلے اس کی طرف اشارہ کیا جا چکا ہے۔

جنسی خواہشات ومیلانات

خاصیتوں میں انسانی اعضاء دوسری اشیاء کے مشابہ ہیں، مثلاً: اللہ تعالیٰ نے آگ میں جلانے کی، لکڑی میں جلنے، چاقو میں کاٹنے، لوہا میں حرارت سے امتداد اور برودت سے انجماد کی خاصیت اور زندگی کی فطرت میں مالک بننے کی رغبت رکھی ہے، نیز اعضاء میں بھوک، پیاس، تکلیف اور رنج وغم وغیرہ خاصیتیں ودیعت کی ہیں، اسی طرح مردوں اور عورتوں کی طبیعت میں جنسی میلان رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں انسان میں جنسی میلان پیدا فرمایا ہے، وہیں اس کا وقت اور عمر بھی مقرر فرمایا ہے، چنانچہ یہ تقاضا بلوغ کے وقت سے شروع ہوتا ہے، اور بوقت ضرورت ہیجانی کیفیت پیدا ہوتی ہے، اس وقت اس خواہش کی سیرابی ضروری ہوتی ہے، اور سیرابی کا راستہ مرد وعورت کے تعلق کے علاوہ کوئی اور نہیں، اللہ تعالیٰ نے نفسانی خواہش کو بے لگام نہیں چھوڑا ہے کہ انسان جہاں چاہے، جس طرح چاہے اور جس جگہ سے چاہے اپنی خواہش پوری کرلے، جیسا کہ جانور اور چوپایہ کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ اس میں فساد وبربادی ہے، بلکہ بنی آدم کے لئے ایک خاص نظام بنایا ہے اور اس نظام کا اس کو پابند بنایا ہے؛ کیونکہ وہ

(۱) النور:۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چاہتا ہے کہ انسان کے وجود میں جہاں ایک طرف جذبات اور نفسانی خواہشات ومیلانات ہوں، وہیں دوسری طرف اس کے اندر عقل ودانائی، اور روحانی بلندیاں بھی ہوں، اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت کے درمیان جنسی تعلق کو جس نظام میں منحصر کیا ہے، اس کا نام ''نکاح'' ہے، پس اگر جنسی خواہش کو پورا کرنے کے لئے اس نظام کو چھوڑ کر کوئی اور نظام اور راستہ اختیار کیا گیا، جیسے: زنا اور لواطت، تو یہ بڑا جرم اور سخت سزا کا موجب ہوگا۔

اسلام نے شدت کے ساتھ زنا، لواطت اور چوپایہ کے ساتھ بدفعلی کو ممنوع اور حرام قرار دیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ سَاءَ سَبِيلًا ﴾ (۱)

''زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو، وہ بہت بُرا فعل ہے، اور بڑا ہی بُرا راستہ''

﴿ اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِي فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ﴾ (۲)

''زانیہ عورت اور زانی مرد، دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو...''

اس کا مقصد یہ ہے کہ جنسی تقاضے اپنی فطری روش پر گامزن رہیں، اور ان سے ضرر پیدا نہ ہو، جس سے معاشرہ بگڑے گا، اور معاشرہ کے بگاڑ سے قوم برباد ہوگی (۳)، کسی شاعر نے خوب کہا:

فإنما الأمم الأخلاق ما بقيت

(۱) بني إسرائيل:۳۲

(۲) النور:۲

(۳) جنسی بے راہ روی کی ایک واضح بربادی ایڈس کی شکل میں آج پوری دنیا کے سامنے عام ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فإن همو ذهبت أخلاقهم ذهبوا

''قومیں اخلاق سے زندہ رہتی ہیں، جب تک اخلاق ہے قومیں
زندہ ہیں، اخلاق رخصت ہوا تو قومیں بھی رخصت اور مردہ''

جنسی بے راہ روی سے پیدا ہونے والے مضرات و مفاسد کے بارے میں اطباء نے جو کچھ لکھا ہے، وہ اصحاب عقل و دانش کے لئے کافی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ لَا تُلْقُوْا بِأَيْدِيْكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ ﴾ (۱)

''اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو''

زواج (نکاح)

زواج کے لغوی معنی ''اتصال'' کے ہیں، شرعی اصطلاح میں ''نکاح'' کو کہتے ہیں، جو مرد اور عورت کے درمیان انجام پاتا ہے، اس کی وجہ سے بعض احکام مرتب ہوتے ہیں اور جن سے دونوں کے درمیان ازدواجی حقوق کی حدیں مقرر ہوتی ہیں۔

نکاح کی ترغیب

جنسی اتصال ہر جاندار مخلوق کے لئے ایک امر طبعی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی ودیعت کی ہوئی ایک سنت ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴾ (۲)

''اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے بنائے ہیں، شاید کہ تم اس سے سبق لو''

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں میں شادی کا رواج ایک نعمت ہے، جس کے ذریعہ

(۱) البقرۃ:۱۹۵

(۲) الذاریات:۴۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مرد و عورت کے درمیان اجتماعیت اور تعلق کو آسان کر دیا گیا ہے، تاکہ افزائش نسل ہو سکے، کائنات آباد رہے اور زندگی میں استمرار رہے، اسی وجہ سے اسلام ابتداء ہی سے نوع انسانی کی بقاء کا داعی رہا ہے، اور اس نے شادی کرنے کی ترغیب دی ہے، بلکہ بعض حالات میں حکم دیا ہے، چنانچہ حضرت انس ﷺ سے روایت ہے:

"أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بَعْضُهُمْ : لَا أَتَزَوَّجُ ، جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا ، فَقَالُوا : وَ أَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ ، قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَ مَا تَأَخَّرَ ، قَالَ أَحَدُهُمْ : أَمَا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا ، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَ لَا أُفْطِرُ ، وَ قَالَ آخَرُ : أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا ، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : أَنْتُمُ الَّذِيْ قُلْتُمْ كَذَا وَ كَذَا ؟ أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَخْشَاكُمْ وَ أَتْقَاكُمْ لَهُ ، لٰكِنِّيْ أَصُومُ وَ أُفْطِرُ ، وَأَرْقُدُ ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي " (۱)

"رسول اللہ ﷺ کے گھر میں تین آدمی آپ ﷺ کی عبادت کا حال پوچھنے آئے، جب ان سے بیان کیا گیا، تو آپ ﷺ کی عبادت بہت کم خیال کر کے انہوں نے کہا: ہم آپ ﷺ کی برابری کس طرح کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ کے تو اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں، چنانچہ ایک نے کہا: میں رات بھر نماز

(۱) بخاري ، كتاب النكاح ، باب الترغيب في النكاح :۲/ ۷۵۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پڑھا کروں گا، دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا، تیسرے نے کہا: میں نکاح نہیں کروں گا، اور عورت سے ہمیشہ الگ رہوں گا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم لوگوں نے ایسی ایسی باتیں کہی ہیں؟ اللہ کی قسم: میں اللہ تعالیٰ سے بہ نسبت تمہارے بہت زیادہ ڈرنے والا اور خوف کرنے والا ہوں، پھر بھی کبھی روزہ رکھتا ہوں، اور کبھی روزہ نہیں رکھتا ہوں، نیز سوتا بھی ہوں، اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں، یاد رکھو! جو میری سنت سے روگردانی کرے گا، وہ مجھ سے نہیں ہے"

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی درخواست (ترک نکاح) کو قبول نہیں فرمایا" (۱) اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ترک نکاح (تبتل) سے منع فرمایا ہے۔ (۲)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً ﴾ (۳)

"اور تم سے پہلے بھی ہم نے بہت سے رسول بھیجے ہیں اور ان کو ہم نے بیوی بچوں والا ہی بنایا تھا"

(۱) بخاری، نکاح، باب ما یکرہ من التبتل و الخصاء ۲/۷۵۹

(۲) ابن ماجه ۱/۱۳۳

(۳) الرعد: ۳۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نکاح کا حکم

اصل میں نکاح سنت ہے، اس کے بارے میں متعدد ترغیبی احادیث وارد ہوئی ہیں، جیسا کہ بعض گزر چکی ہیں، لیکن حالات کے لحاظ سے کبھی واجب، یا حرام، یا مکروہ، یا مباح ہو جاتا ہے، اور حالات کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے، اس حکم میں مرد وعورت دونوں برابر ہیں۔

واجب

شادی کرنا ایسے شخص پر واجب ہے، جو خوشحال ہو، نفقہ برداشت کرنے کی قدرت رکھتا ہو، نکاح کرنے کا خواہشمند ہو اور نکاح نہ کرنے کی صورت میں اپنے اوپر زنا کا اندیشہ رکھتا ہو؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" و من كان موسراً لأن ينكحَ ثم لم ينكحْ فليس منّي "(۱)

''اور جو شخص اتنا خوشحال ہو کہ وہ شادی کر سکتا ہے، پھر بھی وہ شادی نہ کرے تو وہ مجھ سے نہیں ہے''

مطلب یہ ہے کہ یہ میرے طریقہ میں سے نہیں ہے، نکاح پر قدرت رکھنے کے باوجود نہ کرنا میری اتباع کا طریقہ نہیں ہے۔

جہاں تک ایسے شخص کی بات ہے جس میں نکاح کی شدید رغبت ہو، لیکن تنگ دست ہو، تو اسلامی حکومت پر لازم ہے کہ بیت المال سے اس کا تعاون کرے اور اس کی شادی کرائے، ایسا اس لئے تاکہ عزت و ناموس اور مفاد عامہ کی حفاظت اور اسلام کے نظامِ معاشرت کی رعایت ہو سکے، اگر اسے بیت المال سے مدد نہ مل سکے گو قرض کے طور پر جسے

(۱) مجمع الزوائد: كتاب النكاح، باب الحث على النكاح، حدیث نمبر: ۷۳۰۳، بحوالہ طبرانی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ادا کرنے کی استطاعت ہو، تو اس پر روزہ رکھنا اور صبر سے کام لینا واجب ہے،(۱) جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ لْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ﴾ (۲)

''اور جو نکاح کا موقع نہ پائیں انہیں چاہئے کہ عفت مآبی اختیار کریں، یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے اُن کو غنی کردے''

نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهٗ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَ أَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَ مَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهٗ لَهٗ وِجَاءٌ'' (۳)

''اے نوجوانوں کی جماعت! جو تم میں سے عورت رکھنے کی طاقت رکھتا ہے، تو اسے نکاح کرنا چاہئے، کیونکہ یہ نظر کو جھکاتا اور شرمگاہ کو محفوظ رکھتا ہے، اور جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ روزہ رکھے، کیونکہ یہ اس کے لئے ڈھال ہے''

''الباءۃ'' سے مراد نکاح پر قدرت ہے، خواہ یہ قدرت مادی ہو یا معنوی، ''وجاء'' کے

(۱) ہندوستان اسلامی حکومت نہیں ہے، اس لئے یہاں ایسے شخص پر روزہ رکھنا ہی واجب ہوگا، جس میں نکاح کی شدید خواہش ہو، لیکن معاشی اعتبار سے تنگ دست ہو، مہر اور نفقہ برداشت کرنے کی قدرت نہ ہو۔

(۲) النور:۳۳

(۳) بخاري، نکاح، باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم، حدیث نمبر:۵۰۶۶، أبو داود، نکاح، باب التحریض علی النکاح، حدیث نمبر:۲۰۴۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معنی ہیں: ڈھال، حفاظت کرنے والی شئی، روکنے والی چیز، رسول اللہ ﷺ نے حدیث پاک میں روزہ سے صرف روزہ کی طرف اشارہ نہیں فرمایا، بلکہ روزہ کے ساتھ عفت نفس، تقویٰ، نگاہ کی پستی اور اس سلسلہ میں برائی کی طرف لے جانے والی چیزوں سے حفاظت کی طرف بھی اشارہ فرمایا، جو کہ روزہ سے حاصل ہوتی ہیں۔

سنت

نکاح — جیسا کہ گذرا — اصل میں سنت ہے، اور حدیث میں اس کی بابت ترغیب آئی ہے، یہ حکم ایسے شخص کے لئے ہے جو اپنے اندر شادی کی رغبت محسوس کرے، اس میں جنسی خواہش انگڑائی لیتی ہو، خواہ مرد ہو یا عورت، اور اگر مرد ہے تو اس کے ساتھ نان و نفقہ کی ادائیگی پر بھی قادر ہو، اور وظیفۂ زوجیت کو بروئے کار لانے کی صلاحیت رکھتا ہو، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ أَنْكِحُوا الْأَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ ﴾ (۱)

”اور تم اپنے بے نکاحوں کا نکاح کردو، اور تمہارے غلام و باندیوں میں جو اس کے (یعنی نکاح کے) لائق ہوں، ان کا بھی (نکاح کردو)

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَ مِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْا إِلَيْهَا ﴾ (۲)

”اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے

(۱) النور:۳۲

(۲) الروم: ۲۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں؛ تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو"

پہلی آیت کا مطلب یہ ہے کہ غیر شادی شدہ مرد وعورت میں سے جو شادی کے لئے لائق ہیں، ان کی شادی کراؤ نہ کہ سفیہ (کم عقل) کی، آیت بالا میں مذکور "أیامی" — کا واحد "أیم" ہے — کے معنی جہاں مطلق غیر شادی شدہ کے ہیں، وہیں ایسے مرد وعورت پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے، جو شادی شدہ تھے، لیکن اب کسی وجہ سے شریک زندگی سے محروم ہیں۔

دوسری آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تمہارے اوپر بڑا انعام ہوا کہ تم لوگوں کی شادیاں تمہاری ہم جنس میں مشروع فرمائی، اور تمہاری ہی جنس سے تمہاری بیویاں بنائیں، نہ کہ دوسری جنس سے، جیسے جانور، ایسا اس لئے کیا تاکہ زوجین کے درمیان آپس میں انس ومحبت اور الفت کا پیدا ہونا ممکن ہو، زندگی میں ٹھہراؤ ہو، اور دونوں کے درمیان محبت وبرکت کا باعث بنے، تاکہ دونوں دنیاوی زندگی سے لطف اندوز ہوسکیں۔

حرام

ایسے شخص پر شادی کرنا حرام ہے جو نفقہ برداشت کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو، حقوق زوجیت ادا کرنے پر قادر نہ ہو، یا اس سے ظلم صادر ہونے کا غالب گمان ہو، یا ایسا عیب ہو جو دوسرے کے لئے مضر ہو، جیسے: متعدی مرض، سفاہت، جنون، دائمی نشہ، بد اخلاقی، برا سلوک، اور وہ تمام عیوب وعادتیں جو زوجین میں سے کسی کے لئے نقصاندہ ہوں۔

ہاں اس وقت شادی حرام نہیں جبکہ زوجین میں سے کسی میں کوئی ایسا عیب ہو، جو دوسرے تندرست فریق کے لئے ضرر رساں نہ ہو، اور دوسرا فریق اس عیب کے ساتھ رہنے پر راضی ہو، جیسے، نامرد ہونا، یا عورت میں "رتق" یعنی پیدائشی طور پر شرمگاہ کا جڑا ہوا ہونا، یا مرد کے آلہ تناسل کٹا ہوا ہونا، یا عورت کی شرمگاہ کا بند ہوجانا؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ارشاد عام ہے:

﴿ وَلَا تُلْقُوْا بِأَيْدِيْكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوْا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ (۱)

"اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو، احسان کا طریقہ اختیار کرو کہ اللہ محسنوں کو پسند کرتا ہے"

نیز رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" لا ضرر و لا ضرار " (۲)

"یعنی آدمی اپنے بھائی کو ضرر نہ پہونچائے"

نیز ایک سے زائد شادی کرنا حرام ہے جبکہ ان کے درمیان عدل قائم نہ کرنے کا اندیشہ ہو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ أَدْنٰى أَلَّا تَعُوْلُوْا ﴾ (۳)

" لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ اُن کے ساتھ عدل نہ کرسکو گے، تو پھر ایک ہی بیوی کرو یا اُن عورتوں کو زوجیت میں لاؤ جو تمہارے قبضہ میں آئی ہیں، بے انصافی سے بچنے کے لئے یہ زیادہ قرین صواب ہے"

(۱) البقرہ :۱۹۵

(۲) ابن ماجه ، كتاب الأحكام ، باب من بنى في حقه ما يضر بجاره ، حدیث نمبر۲۳۴۰، موطا الإمام مالک ، كتاب الأقضية ، باب الأقضية في المرافق ، حدیث نمبر:۲۲۶، سنن بيهقي ، كتاب الصلح ، باب لا ضرر و لا ضرار :۶/۶۹، دار قطني ، كتاب الأقضية و الأحكام :۴/۲۲۸

(۳) النساء:۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مکروہ

ایسے شخص کے لئے نکاح کرنا مکروہ ہے جو حقوق زوجیت اور اس کے لوازم کو بروئے کار نہ لانے کا اندیشہ رکھتا ہو، یا عدل نہ کرنے کا خوف ہو، یا شادی کرنے کی وجہ سے ترک عبادت یا طاعتِ الٰہی میں خلل کا اندیشہ کرتا ہو، یا شہوت نہ ہونے کی وجہ سے بیوی کی ضرورت محسوس نہ کرتا ہو۔

مباح

ایسے شخص کے لئے شادی کرنا مباح ہے جس سے اولاد ہونے کی امید نہ ہو، اور نہ ہی عورتوں کی طرف اس کا میلان ہو، اور نہ ہی عورتوں سے استمتاع کی ضرورت و حاجت اسے ہو، جبکہ ایسے مرد سے شادی کرنے والی عورت مذکورہ تمام باتوں پر مطلع ہونے کے باوجود اس سے شادی کرنے پر راضی ہو، اسی طرح ایک سے چار تک شادی کرنا مباح ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً ...... ﴾ (۱)

”تو جو عورتیں تم کو پسند آئیں اُن میں سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کرلو، لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ اُن کے ساتھ عدل نہ کرسکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو“

البتہ یہ حکم نفقہ کی ادائیگی پر قدرت، ان کے درمیان عدل و انصاف کرنے اور ظلم کرنے کا خوف نہ ہونے کے ساتھ مشروط ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(۱) حوالہ سابق

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

﴿فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً﴾ (۱)

''لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ اُن کے ساتھ عدل نہ کرسکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو''

نیز ہوس پرستی نہ ہو، اور نہ ہی پہلے سے قائم تعلقات اور محبت کے قطع کا سبب بنے۔

نکاح کے فوائد

نکاح زوجین کے درمیان قوی رابطہ ہے، یہ ایک معاشرتی نظام ہے، جو انسان کو حیوان کے زمرہ سے نکال کر انسان کے زمرہ تک پہونچاتا ہے، اور وہ سماجی زندگی میں جانور سے ممتاز و فائق ہوتا ہے، اسی طرح نکاح انسان کو تنہائی و انفرادی زندگی سے نکال کر اجتماعی زندگی کی طرف لاتا ہے، اور اس کو انس و سعادت سے روشناس کراتا ہے، اس میں نفس کے لئے راحت وانس ہے، اکتاہٹ و بے دلی سے بچانے کا سامان ہے، جیسا کہ گلاب اور عطر کے سونگھنے سے انسان کو طبعی فرحت ہوتی ہے اور سرور حاصل ہوتا ہے، اسی طرح عورت سے نفس کو راحت ملتی ہے اور دل کو سکون ہوتا ہے، کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

إن النساء رياحين خلقن لنا

وكلنا يشتهي شم الرياحين

''عورتیں خوشبودار پھول ہیں، جو ہمارے لئے پیدا کی گئی ہیں، اور ہم میں سے ہر شخص خوشبودار پھول سونگھنے کو چاہتا اور پسند کرتا ہے''

نکاح خاندان کا بنیادی ستون ہے، جس سے انسانی معاشرہ بنتا ہے، اس کی وجہ سے انسانی سماج ہر طرح کی گندگی و آلائش سے محفوظ رہتا ہے، افزائش نسل ہوتی ہے، انسانی

(۱) النساء:۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آبادی میں اضافہ ہوتا ہے، ترقی کی راہیں کھلتی ہیں، انسانی معاشرہ آہستہ آہستہ اوج کمال تک پہونچا جاتا ہے، اس کے برخلاف زنا، انسان کو تنزلی وانحطاط کی طرف لے جاتا، ہلاکت و بربادی کے دہانے تک پہونچا دیتا ہے؛ بلکہ گرا بھی دیتا ہے، لیکن بُرائی ہلاکت و بربادی کے گڑھے سے نکال نہیں سکتی، شادی سے زوجین میں سے ہر ایک کو حقیقی راحت ملتی ہے، شوہر جب دنیا کی پریشانیاں، الجھنیں، مشکلات اور مشقتیں اٹھا کر نڈھال گھر واپس آتا ہے، تو بیوی کو گھر میں دیکھ کر انس وخوشی محسوس کرتا ہے اور اس کی ساری تھکاوٹیں کافور ہو جاتی ہیں، اسکے دل کو راحت وسکون حاصل ہوتا ہے، اپنے جذبات کو پورا کرنے کا موقع ملتا ہے، نیز وہ اپنی نفسانی خواہشات کی بھی بھرپور تکمیل کرتا ہے، جیسا کہ قرآن کریم نے اس طرف اشارہ کیا ہے:

﴿ وَ مِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ﴾ (۱)

"اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائی ہیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو، اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی ہے"

اور کسی شاعر نے خوب کہا ہے:

"ہم لوگ دنیا کے بیٹے ہیں، اور عورتیں دنیا کی بیٹیاں ہیں، دنیا کے بیٹوں کی زندگی وآسودگی دنیا کی بیٹیوں سے لقاء میں ہے"

جہاں تک عورت کی بات ہے، تو یہ ایسے مرد کے ساتھ مطمئن رہے گی جو محنتی ہو؛ کیونکہ وہ محنتی مرد سے اپنا نفقہ اور اولاد کے اخراجات لے سکتی ہے، اور اس کی جان اور عزت وناموس کی حفاظت اس کے یہاں ہوسکتی ہے، ایسی صورت میں وہ سنجیدگی اور یکسوئی کے

(۱) الروم: ۲۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ساتھ گھر کے کام میں لگ سکتی ہے، نتیجۃً گھر کا ماحول خوشگوار ہوگا، جو شوہر کے ساتھ شیر وشکر ہو کر رہنے میں معین و مددگار ثابت ہوگا، شوہر کی غیر موجودگی میں اس کے مال کی حفاظت کرنے کی طرف داعی ہوگا، یہ ماحول اس کے دل و دماغ کو فرحت و سرور بخشے گا، اور اس کے ضمیر کو سکون و راحت عطا کرے گا۔

ازدواجی زندگی سے جہاں زوجین میں سے ہر ایک کو ایک دوسرے سے نفسانی لذت حاصل ہوتی ہے، زندگی کا لطف آتا ہے، وہیں جب اولاد ہوتی ہے تو وہ دونوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتی ہے، اور دونوں کی زندگی میں ایک دوسری خوشی آتی ہے، اگر اولاد نیک ہوتی ہے، تو دنیا سے لے کر آخرت تک والدین کے لئے باعث خیر ہوتی ہے، دنیا میں ان کے لئے زینت اور بڑھاپے کا سہارا ہوتی ہے، اور آخرت میں ان کے لئے دعا گو اور طالب مغفرت ہوتی ہے، اور ان کے نام سے صدقات وخیرات کر کے انہیں فائدہ پہنچاتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ﴾ (۱)

''مال اور اولاد دنیوی زندگی کی رونق ہیں''

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿ إِذَا مَاتَ ابنُ آدمَ انقطع عملُه إلا مِن ثلاثٍ : صدقةٍ جاريةٍ أو علمٍ يُنتفَعُ به أو ولدٍ صالحٍ يدعو له ﴾ (۲)

''جب ابن آدم مرجاتا ہے، تو اس کے عمل کا تعلق اس سے ختم ہو جاتا ہے، سوائے تین چیزوں کے، صدقہ جاریہ، یا نفع بخش علم، یا

(۱) الكهف :۴۶

(۲) الموطأ للإمام محمد ، كتاب الحج ، باب تكفين المحرم، مسلم عن أبي هريرة ﷺ ، كتاب الوصية ، باب ما يلحق الإنسان الثواب ، حدیث نمبر:۴۲۲۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نیک اولاد جو اس کے حق میں دعا گو رہے“

شریکِ حیات کا انتخاب

جہاں اسلام نے ہمیں شادی کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کی ترغیب دی ہے، وہیں ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم صاحبِ ایمان، متقی، شریف النسب، کریمانہ اخلاق کی حامل، ماں بننے کی بہتر صلاحیت رکھنے والی اور محبت کرنے والی خاتون کا اپنی رفیقِ زندگی کے لئے انتخاب کریں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”تُنكَحُ النِّسَاءُ لأربعٍ : لمالِها ولحسبِها ولجمالِها ولدينِها ، فاظفرُ بذاتِ الدين ، تَرِبَتْ يداك “ (۱)

”عورتوں کے ساتھ چار وجہوں سے شادی کی جاتی ہے، اس کے مال، اس کے حسب ونسب، اس کے حسن و جمال، اور اس کے دین کے باعث، تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں کہ تو دین والی کو ترجیح دے“

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور کہا: مجھے حسین و جمیل اور حسب ونسب والی عورت ملی ہے، البتہ وہ بچہ نہیں جنے گی، تو کیا میں اس سے شادی کرلوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، وہ شخص دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کنا ہوا، آپ ﷺ نے پھر اس کو اس عورت سے شادی کرنے سے منع فرمایا، وہ شخص آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں تیسری بار حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(۱) أبو داؤد عن أبي هريرة رضي الله عنه ، نكاح ، باب ما يؤمر به من تزويج ذات الدين ، حدیث نمبر: ۲۰۴۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

" تَزَوَّجُوا الْوَدودَ الوَلودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الأُمَمَ " (۱)

" محبت کرنے والی ، اولاد دینے والی عورت سے شادی کیا کرو تا کہ میں تمہاری کثرت کے باعث دوسری امتوں پر فخر کروں"

شادی کرنے والوں پر لازم ہے کہ وہ مروجہ بدعات وخرافات ، رسوم اور گمراہیاں جیسے حسب ونسب پر تفاخر اور مالداری کو نہ دیکھے ، بلکہ اپنے حلال وحرام کو سامنے رکھے ، اور اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کو معیار بنائے ، کسی کے پاس بیٹی ہو ، شادی کی عمر کو پہنچ چکی ہو ، یعنی بالغ ہو چکی ہو ، بلوغ کی نمایاں علامتیں حیض واحتلام (بدخوابی) ہیں ، بہتر ہے کہ اس سلسلہ میں ماہر ڈاکٹر سے مراجعت کی جائے تا کہ بلوغ کا یقین ہو جائے ، اور ایسے لڑکے کا پیغام آیا ہو جس کی دینداری ، امانتداری ، اور اخلاق وکردار اچھے اور قابل اطمینان ہوں ، تو لڑکی کے باپ پر لازم ہے کہ ایسے رشتہ کو نہ ٹھکرائے ، بلکہ فوری شادی کردے ، اگر بالفرض ٹھکرایا ، تو وہ گنہگار رہوگا ، اور بچی کے ساتھ ظلم ہوگا ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" إِذَا جَاءَكُم مَن تَرْضَوْنَ دِينَه وَخُلُقَه فانكِحُوه إلا تفعَلُوا تَكُنْ فِتنَةٌ في الأرضِ وَفسادٌ كبيرٌ " (۲)

" جب تم لوگوں کے پاس ایسے شخص (کا پیغام) آئے جس کے اخلاق وکردار اور اس کی دینداری سے مطمئن وخوش ہو ، تو اس سے نکاح کردو ، اگر ایسا نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہوگا"

اگر کوئی ولی ہوائے نفس اور تعصب جاہلی کی تقلید میں اپنی بیٹی کو روکتا ہے اور آنے

(۱) حوالہ سابق ، باب النهي عن تزويج من لم يلد من النساء ، حدیث نمبر : ۲۰۵۰

(۲) ترمذي عن أبي حاتم المزني ، نكاح ، باب ما جاء فيمن ترضون دينه ... ، حدیث نمبر : ۱۸۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

والے کو یہ پیغامات کہتے ہوئے رد کر دیتا ہے کہ حسب ونسب میں لڑکی کا کفو نہیں، یا مال و دولت میں اس کے مساوی نہیں، یا مہر اتنا دے رہا ہے حالانکہ اتنا مہر ہونا چاہئے، تو ایسا کرنا ولی کے لئے حرام ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ ذٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ، ذٰلِكُمْ أَزْكٰى لَكُمْ وَأَطْهَرُ ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴾ (۱)

"تو پھر اس میں مانع نہ ہو کہ وہ اپنے زیر تجویز شوہروں سے نکاح کر لیں، جب کہ وہ معروف طریقہ سے باہم مناکحت پر راضی ہوں، تمہیں نصیحت کی جاتی ہے کہ ایسی حرکت ہرگز نہ کرنا، اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان لانے والے ہو، تمہارے لئے شائستہ اور پاکیزہ طریقہ یہی ہے کہ اس سے باز رہو، اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے"

اسلام نے عورت کو شوہر کے انتخاب کی مکمل آزادی دی ہے، اس میں اس کے باپ یا اس کے دوسرے ولی کو جبر کا حق نہیں ہے کہ فلاں کو رد کر دو اور فلاں کو قبول کر لو، ایسا اس وقت ہے جب کہ انتخاب موانع نکاح سے خالی ہو اور خالص لوجہ اللہ ہو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" لا تُنكحُ الأيِّمُ حتى تُستأمرَ ، و لا تُنكح البِكرُ حتى تُستأذنَ ، قالوا : يا رسولَ اللّٰهِ ! و كيف إذنُها ؟ قال : أن تَسكُتَ " (۲)

(۱) البقرہ :۲۳۲

(۲) بخاري عن أبي سلمة ،حديث نمبر:۵۱۳۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''کسی بیوہ کا نکاح نہ کیا جائے، جب تک اس سے مشورہ نہ کرلیا جائے، اور نہ کسی کنواری کا نکاح کیا جائے، جب تک کہ اس سے اجازت نہ لے لی جائے، صحابہ ﷺ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! اس کا اذن (اجازت) کیسے ہو؟ فرمایا: وہ خاموش ہو جائے''

معاشرہ کے بارے میں اسلام کا نقطۂ نظر

اسلام معاشرہ کو ایک ایسا ڈھانچہ تصور کرتا ہے جو قابل تقسیم نہیں، چنانچہ اسلام انسان اور معاشرہ سے گفتگو اسی اساس پر کرتا ہے، اس میں امیر وغریب اور مالدار وفقیر کے درمیان کوئی فرق نہیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمل سے اس نقطۂ نظر کی مزید تائید فرمائی اور اس خیال کو مستحکم کیا، آپ ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش قرشی رضی اللہ عنہا کی شادی اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ ﷺ سے کی، جب کہ حضرت زینب کے حقیقی بھائی حضرت عبداللہ بن جحش ﷺ نے اس رشتہ کو پسند نہیں کیا اور انکار کیا، تو آسمان سے رسول اللہ ﷺ کی تائید میں قرآنی آیت نازل ہوئی:

﴿ وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ، وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِيْنًا ﴾ (۱)

''کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی معاملہ کا فیصلہ کردے تو پھر اُسے اپنے اُس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے، تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا''

(۱) الأحزاب :۳٦

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کے نزول کے بعد حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور ان کی بہن حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے لئے اس رشتہ کے قبول کرنے میں کوئی عذر باقی نہیں رہا، اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کی، اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مہر ادا کیا، —— جب حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی، تو اللہ نے ان کے مرتبہ کو بلند کرنا اور ان کے ذریعہ ایک جاہلی رسم کو ختم کرنا چاہا، تاکہ رہتی دنیا تک تمام مسلمانوں کے لئے یکساں قانون بنے اور حکم شرعی پر لوگوں کا عمل ہو، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کی، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ أَزْوَاجِ أَدْعِيَآئِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ﴾ (۱)

”پھر جب زید اُس سے اپنی حاجت پوری کر چکا، تو ہم نے اس (مطلقہ خاتون) کا تم سے نکاح کر دیا، تاکہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے معاملہ میں کوئی تنگی نہ رہے، جبکہ وہ ان سے حاجت بھی پوری کر چکے ہوں“

رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو متبنیٰ بنایا تھا، لوگ انہیں زید بن محمد کہتے تھے، یہ بات عرب کے یہاں معروف و مروج تھی کہ ایک شخص دوسرے کے بیٹے کو اپنا متبنیٰ بناتا اور اس کی طرف وہ لڑکا منسوب ہو کر پکارا جاتا تھا، جب قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ أُدْعُوْهُمْ لِآبَآئِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ﴾ (۲)

”منہ بولے بیٹوں کو اُن کے باپوں کی نسبت سے پکارو“

(۱) الأحزاب: ۳۷

(۲) الأحزاب: ۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تو ہر بچہ اپنے حقیقی باپ کی طرف منسوب ہوا، اور اسے اپنے باپ ہی کی طرف منسوب کر کے پکارا جانے لگا، لوگ اپنے متبنی کی مطلقہ عورتوں سے شادی کرنے میں تنگی محسوس کرتے تھے، تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا ، إلخ﴾ (۱)

"پھر جب زید اُس سے اپنی حاجت پوری کر چکا الخ"

✿✿✿✿✿✿✿

(۱) الأحزاب :۳۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محرم رشتہ دار عورتیں

جن عورتوں سے مرد کے لئے شادی حرام ہے، ان کی دو قسمیں ہیں:

اوّل: محرمات ابدیہ یعنی جن عورتوں سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔

دوم: عارضی طور پر حرام عورتیں۔

پہلی قسم: دائمی طور پر حرام خواتین (محرمات ابدیہ)

مردوں کے لئے تین قسم کی عورتوں سے شادی کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہے، اور وہ یہ ہیں: اول: نسبی رشتہ دار، دوم: مصاہرت کی بنیاد پر حرام عورتیں، سوم: رضاعت کی بنیاد پر حرام عورتیں، ہر ایک کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱) سات نسبی رشتہ دار عورتیں

۱) امہات (مائیں) اس میں جدات (دادیاں، نانیاں) شامل ہیں، گو اوپر جہاں تک پہنچ جائیں۔

۲) بنات (بیٹیاں) اس میں نواسیاں بھی داخل ہیں، گو نیچے جہاں تک جائیں۔

۳) اخوات: (بہنیں) مطلقاً۔(۱)

۴) بھانجیاں

(۱) مطلقاً سے مراد یہ ہے کہ خواہ حقیقی بہنیں ہوں، یا اخیافی یا علاتی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۵) بھائیوں کی بیٹیاں۔

۶) پھوپھیاں۔

۷) اور خالائیں۔

یہ تمام رشتہ دار عورتیں مرد پر حرام ہیں، اس سلسلہ میں اصل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ﴾ الآية (۱)

"تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں"

۲) مصاہرت کی بنیاد پر چار حرام عورتیں

۱) بیوی کی مائیں (امہات): لفظ "امہات" میں جدات یعنی دادیاں، نانیاں بھی شامل ہیں گو اوپر جہاں تک پہنچ جائیں، یہ محض ان کی بیٹیوں سے عقد نکاح کرنے سے حرام ہو جاتی ہیں؛ اس لئے کہ آیت کریمہ مطلق ہے، جماع کرنے کی قید نہیں ہے۔

۲) دوسرے شوہر سے بیوی کی بیٹی (ربائب) یعنی سوتیلی بیٹیاں، ان کی حرمت ان کی ماں سے دخول (جماع) کے ساتھ مقید و مشروط ہے، پس سوتیلی بیٹی باپ پر اس کی ماں سے جماع کے بعد ہی حرام ہوگی، البتہ اس کے بیٹے پر حرام نہیں ہوگی، پس اگر کوئی شخص کسی شوہر دیدہ عورت سے شادی کرے، درانحالیکہ پہلے گھر سے عورت کو ایک بیٹی ہو، اور اس شخص کو دوسری بیوی سے بیٹا ہو، تو دونوں کے بیٹے اور بیٹی کے درمیان شادی درست ہوگی۔

۳) بیٹوں کی بیویاں، یعنی بہوئیں: بیٹے کی بیوی باپ پر محض عقد نکاح کی بناء پر حرام ہو جاتی ہے، خواہ بیٹے نے اپنی بیوی سے جماع کیا ہو، یا نہ کیا ہو، اس سلسلہ میں فقہاء

(۱) النساء:۲۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نے آیت سے ایک اصول مستنبط کیا ہے کہ:

" العقدُ علی البناتِ یُحرِّمُ الأُمھاتِ ، وَالدُّخولُ بِالأُمّھاتِ یُحرِّمُ البناتِ " (۱)

" بیٹیوں سے عقد نکاح ان کی ماؤں کو حرام کرتا ہے، اور ماؤں سے صحبت ان کی (دوسرے گھر کی) بیٹیوں کو حرام کرتی ہے"

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ ، فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ ﴾ (۲)

" اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری بیویوں کی لڑکیاں جنہوں نے تمہاری گودوں میں پرورش پائی ہے، اُن بیویوں کی لڑکیاں جن سے تمہارا تعلق زن وشو ہو چکا ہو، ورنہ اگر (صرف نکاح ہوا ہو اور) تعلق زن وشو نہ ہوا ہو تو (انہیں چھوڑ کر ان کی لڑکیوں سے نکاح کرنے میں) تم پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہے، اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری صلب سے ہوں"

۴) باپ دادا کی بیویاں گو اوپر جہاں تک چلی جائیں، (جیسے: باپ ودادا کی بیوی، یا باپ یا ماں شریک باپ کی بیوی گو اوپر تک جائیں)، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

---

(۱) اس سے ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ علامہ حصکفیؒ نے اصول لکھا ہے: " وطء الأمھات یحرم البنات ، نکاح البنات یحرم الأمھات " (در مختار مع الرد۴/۱۰۴)

(۲) النساء:۲۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَّسَاءَ سَبِيلًا ﴾ (۱)

''اور جن عورتوں سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہوں، اُن سے ہرگز نکاح نہ کرو، مگر جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا، درحقیقت یہ ایک بے حیائی کا فعل ہے، ناپسندیدہ ہے اور بُرا چلن ہے''

مطلب یہ ہے کہ تمہارے آباء جن عورتوں سے عقد نکاح کر چکے ہوں، ان سے شادی نہ کرو، کیونکہ ایسا کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ حرام ہے، البتہ اللہ تعالیٰ کا فضل ومہربانی ہے کہ جو کچھ تم لوگ اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں کر چکے اس کو معاف کر دیا گیا۔

۳) رضاعت کی بنیاد پر گیارہ حرام عورتیں

نسب اور مصاہرت کی بنیاد پر جو عورتیں حرام ہوتی ہیں وہ رضاعت کی بنیاد پر شیر خوار بچہ اور اس کے فروع (اولادی سلسلہ) پر گو نیچے جہاں تک جائے، حرام ہوتی ہیں۔(۲)

(۱) النساء:۲۲

(۲) فقہاء نے اس سے بعض عورتوں کو مستثنیٰ کیا ہے، جن میں نسب کے اعتبار سے حرمت ثابت ہوتی ہے، لیکن رضاعت کے اعتبار سے ثابت نہیں ہوتی، جیسے: نسبی پوتے کی رضاعی ماں، جس سے دادا کے لئے نکاح حلال ہے جبکہ پوتے کی نسبی ماں سے نکاح حلال نہیں، کیونکہ وہ اس کے بیٹے کی بیوی ہوگی، اور قرآن نے محرمات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ ﴾ (النساء:۲۳) ''اور تمہارے اُن بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری صلب سے ہوں'' اسی طرح رضاعی پوتے کی نسبی ماں اور دوسری رضاعی ماں دونوں سے نکاح حلال ہے، جبکہ نسبی پوتے کی نسبی ماں سے نکاح حلال نہیں، جیسا کہ اوپر گذرا۔ اسی طرح رضاعی بہن کی دوسری رضاعی ماں جس نے اسے تنہا دودھ پلایا ہو، اور نسبی بہن کی رضاعی ماں سے نکاح حلال، جبکہ نسبی بہن کی حقیقی ماں سے نکاح حلال نہیں، کیونکہ وہ =

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رضاعت سے حرمت اس وقت قائم ہوگی جبکہ اندرون دو سال کا شیر خوار بچہ نے دودھ پینا چھڑانے سے پہلے کسی عورت کا پانچ گھونٹ یا اس سے زیادہ دودھ پیا ہو(۱) اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" یحرُم مِن الرضاعِ مَا یحرُم مِن النَّسبِ " (۲)

''رضاعت سے وہ رشتے حرام ہوتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں''

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

" ولا یُحرِّمُ مِن الرَّضاعِ إلا مَا فَتَقَ الأمعَاءَ في الثديِ

═ اس کی بھی حقیقی ماں ہوگی، یا سوتیلی ماں، (النساء:۲۳) اسی طرح علامہ حصکفی اور علامہ شامیؒ نے اور بھی نسبی اور رضاعی کے درمیان فرق کی صورتیں ذکر کی ہیں۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: در مختار مع رد المحتار: ۴/۴۰۵)

(۱) پانچ گھونٹ کی قید والی حدیث حضرت ابن عباس ﷺ اور حضرت ابن مسعود ﷺ کی روایت سے منسوخ ہے، یا کتاب اللہ کے مقابلہ میں قابل رد ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے گھونٹ کی تعداد کے بغیر مطلق بچے کے دودھ پینے پر پلانے والی عورت کو رضاعی ماں قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: {وأمهاتكم اللاتي أرضعنكم وأخواتكم من الرضاعة }''اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے اور تمہاری دودھ شریک بہنیں'' اور رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں بغیر عدد کی قید کے مطلق فرمایا:" یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب " (نسائي ، باب ما یحرم من الرضاعة ،حدیث نمبر:۳۳۰۴)''رضاعت سے وہ رشتے حرام ہوتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں'' پس معلوم ہوا کہ اگر کسی عورت کا دودھ شیر خوار کے پیٹ میں ایک قطرہ بھی پہنچ گیا تو حرمت رضاعت ثابت ہوجائے گی۔ (دیکھئے: در مختار مع رد المحتار:۴/۳۹۹، ط: زکریا، دیوبند)

(۲) نسائی ، باب ما یحرم من الرضاعة، حدیث نمبر:۳۳۰۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَكَان قَبلَ الفِطامِ " (۱)

"دودھ پینا حرام نہیں کرتا مگر چھاتی کے اسی دودھ سے جو آنتوں کو کھولے اور یہ بات دودھ چھڑانے سے پہلے ہوتی ہے"

ہر وہ عورت جس کی بیٹی مرد پر، اس کی ماں، دادی اور نانی کی طرح حرام ہو، جب وہ عورت کسی اور بچی کو دودھ پلائے، تو وہ بچی اس مرد پر حرام ہو جائے گی، اس طرح جب اس مرد کی بیوی اس سے اترا ہوا دودھ کسی بچی کو پلا دے، تو وہ بچی اس مرد پر حرام ہو جائے گی، کسی نے کہا: الف کی بیوی اس کی رضاعی بہن ہے (۲) تو الف کا نکاح باطل ہو جائے گا، اگر اس نے یہ خبر جسمانی تعلق قائم ہونے سے پہلے دی، تو کوئی مہر نہیں ہوگا، جبکہ عورت مخبر کے قول کو صحیح سمجھتا ہو اور اگر مخبر کے قول کی تکذیب کرے تو اسے نصف مہر ملے گا، اور اگر مخبر نے یہ خبر جسمانی تعلق قائم ہونے کے بعد دی، تو پورا مہر لازم ہوگا، خواہ عورت اس کے قول کی تصدیق کرے یا تکذیب —— اگر کسی کو رضاعت کے بارے میں یا اس کی تعداد یعنی بچہ نے کتنے گھونٹ پیا؟ —— کے بارے میں شک ہو، تو حکم یقین کی بنیاد پر لگے گا، نہ کہ شک پر، لہذا اگر رضاعت کے بارے میں یقین حاصل ہو گیا تو حرمت رضاعت ثابت ہوگی، ورنہ نہیں، اور جتنے گھونٹ پینے کے بارے میں یقین حاصل ہوگا، اسی کے مطابق حکم مرتب ہوگا، واضح رہے کہ حرمت رضاعت ایک امانتدار دودھ پلانے والی عورت اور ایک عادل شخص کی شہادت خواہ وہ مرد ہو یا عورت، سے، ثابت ہوگی۔

(۱) ترمذي ، باب ماجاء في الرضاعة لا تحرم إلا في الصغر دون الحولين ، حدیث نمبر: ۱۱۲۵

(۲) حنفیہ کے یہاں رضاعت کے ثبوت کے لئے ضروری ہے کہ دودھ پلانے والی عورت کے علاوہ دو عادل مرد یا ایک عادل مرد اور دو عورتیں گواہی دیں کہ فلاں عورت نے اس بچہ کو دودھ پلایا ہے، پس اگر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی نہیں دیں، تو رضاعت ثابت نہیں ہوگی، خواہ نکاح سے پہلے گواہی دی جائے، یا نکاح کے بعد، (دیکھئے: در مختار و رد المحتار: ۴/۴۲۰) ہاں، احتیاط مصنف کی رائے میں ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دوسری قسم: وقتی طور پر حرام عورتیں

یہ وہ عورتیں ہیں جن کے ساتھ حرمت کا وصف لازم نہیں ہوتا، جب تک وصفِ حرمت رہے گا حرمت رہے گی، وصفِ حرمت کے ختم ہوتے ہی حرمت ختم ہو جائے گی، اس کی تفصیلات حسب ذیل ہیں:

۱) عقدِ نکاح میں دو محرم رشتہ دار عورتوں کو جمع کرنا جائز نہیں، اس سلسلہ میں فقہاء نے ایک ضابطہ ذکر کیا ہے، اور وہ یہ ہے: کل امرأة لو فرضت ذکرا و الأخری أنثی حرمت علیه بالنسب و لا یصح الجمع بینهما "یعنی عقدِ نکاح میں جمع کی جانے والی دو عورتوں میں سے ایک کو مرد اور دوسری کو عورت فرض کیا جائے تو نسبی رشتہ کی بنیاد پر ایک کا نکاح دوسرے سے حرام ہو جائے، تو ایسی دونوں کو عقدِ نکاح میں جمع کرنا درست نہیں ہوگا، جیسے: دو بہنوں کو جمع کرنا، کسی عورت کو اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ کے ساتھ جمع کرنا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ ﴾ (۱)

"اور یہ بھی تم پر حرام کیا گیا ہے کہ ایک نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرو"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" لا تُنْكَحُ المَرأةُ علی عَمَّتِها وَلا علی خَالَتِها ، و لا علی ابنةِ أخيها و لا علی ابنةِ أختها " (۲)

(۱) النساء: ۲۳

(۲) الدارمي ، نكاح ، باب الحال التي يجوز للرجل أن يخطب فيها: ۲/۱۳۶، أبو داؤد ، باب ما يكره أن يجمع بينهن من النساء ، حدیث نمبر: ۲۰۶۵، طبراني: حدیث نمبر: ۵۹۶۴، الكامل لابن عدي: ۴/۱۵۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

”کسی عورت کا نکاح اس کی پھوپھی پر نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کی خالہ پر کیا جائے گا، اور نہ ہی کسی عورت کا نکاح اس کی بھتیجی کے ساتھ کیا جائے گا اور نہ ہی اس کی بھانجی کے ساتھ کیا جائے گا“

نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

” أَنَّ رسولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلى عمتِها أو العمةُ على بنتِ أخيها ، والمرأةُ على خالتِها أو الخالةُ على بنتِ أختِها “ (١)

”کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ عورت کا نکاح اس کی پھوپھی پر، یا پھوپھی کا نکاح اس کی بھتیجی پر، عورت کا نکاح اس کی خالہ پر، یا خالہ کا نکاح اس کی بھانجی پر کیا جائے“

٢) بیک وقت عقدِ نکاح میں چار سے زیادہ عورتوں کو جمع کرنا ناجائز وحرام ہے، گو ان کے درمیان عدل قائم کرنے پر قادر ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ﴾ (٢)

”تو جو عورتیں تم کو پسند آئیں اُن میں سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کرلو“

جب کوئی کافر مسلمان ہو، اور اس کے نکاح میں چار سے زیادہ بیویاں ہوں، تو اگر سب بیویاں شرک پر باقی رہنا پسند کرتی ہیں، اور اپنے باطل مذہب پر ثابت قدم رہتی ہیں، تو

(١) سنن الترمذي ، كتاب النكاح ، باب لا تنكح المرأة على عمتها ولا على خالتها ، حدیث نمبر:١١٢٦

(٢) النساء:٣

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سب کو چھوڑ دے گا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ ﴾ (۱)

"اور نہ رکھو اپنے قبضہ میں ناموس کافر عورتوں کے"

اور اگر اس کے ساتھ اس کی تمام بیویاں اسلام میں داخل ہو جاتی ہیں، تو ان میں سے چار کا انتخاب کرے گا اور بقیہ کو چھوڑ دے گا —— یا کسی کافر نے اسلام قبول کیا اور اس کے نکاح میں دو باہم محرم رشتہ دار عورتیں ہیں، جیسے دونوں بہنیں ہوں، تو ان دو میں سے ایک کو اختیار کرے گا اور دوسری کو چھوڑ دے گا، (۲) حضرت ابو الضحاک ﷺ جب اسلام قبول کیا تو اس وقت ان کی زوجیت میں دو بہنیں تھیں آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ان دونوں میں سے جس کو چاہو اختیار کرو۔ (۳)

۳) مطلقہ ثلاثہ (یعنی وہ عورت جس کو تین طلاق دی گئی ہو) اپنے سابق شوہر— جس نے اس کو تین طلاق دی تھی، — پر حرام رہتی ہے، یہاں تک کہ وہ دوسرے مرد سے

---

(۱) الممتحنہ :۱۰

(۲) احناف کے یہاں تفصیل ہے، کہ اگر اس نے چار سے زیادہ عورتوں کو ایک ساتھ نکاح میں لایا تھا، تو سب کا نکاح باطل ہو جائے گا، اس کے بعد ایک سے چار تک انتخاب کر کے دوبارہ شادی کر سکتا ہے، اسی طرح اگر حالت کفر میں دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں لایا تھا، تو دونوں بہنوں سے نکاح باطل ہو جائے گا، از سر نو کسی ایک سے دوبارہ شادی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے، اور اگر کفر کی حالت میں چار سے زیادہ عورتوں سے بالترتیب ایک کے بعد دوسری سے شادی کی تھی، تو شروع کی چار سے نکاح باقی رہے گا، اور بقیہ سے نکاح باطل ہو جائے گا، اسی طرح اگر دو بہنوں سے نکاح بالترتیب ایک کے بعد دوسری سے شادی کیا تھا، تو جس سے پہلے نکاح کیا تھا، اس کا نکاح باقی رہے گا، اور دوسری بہن سے نکاح باطل ہو جائے گا۔ (دیکھئے: الاشباہ:۱/۱۱۱)

(۳) ترمذی، کتاب النکاح، باب في الرجل يسلم وعنده اختان، حدیث نمبر:۱۱۲۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شادی کر لے اور وہ اسے کسی عذر شرعی کی بناء پر طلاق دیدے نہ کہ پہلے شوہر کے لئے حلت کے ارادہ سے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دو طلاق کے ذکر کے بعد فرمایا:

﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ (۱)

''پھر اگر (دو بار طلاق دینے کے بعد شوہر نے عورت کو تیسری بار) طلاق دے دی، تو وہ عورت پھر اس کے لئے حلال نہ ہوگی، اِلّا یہ کہ اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہو اور وہ اُسے طلاق دے دے''

۴) عدت گزارنے والی عورت سے بھی نکاح حرام ہوتا ہے، یہاں تک کہ اس کی عدت گزر جائے؛ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ﴾ (۲)

''اور عقد نکاح باندھنے کا فیصلہ اُس وقت تک نہ کرو جب تک کہ عدت پوری نہ ہو جائے''

''أجل الكتاب'' سے مراد عدت کی مدت ہے۔

۵) عورت حالت احرام میں ہو، تو اس سے نکاح حرام ہے (۳) یہاں تک کہ وہ

(۱) البقرہ: ۲۳۰

(۲) البقرہ: ۲۳۵

(۳) احناف کے یہاں مَحرم عورت سے نکاح حلال ہے، بلکہ مرد اور عورت دونوں مُحرم ہوں، تو بھی دونوں کے درمیان نکاح درست ہے۔ (در مختار مع الرد: ۴/۱۳۶) دلیل حضرت ابن عباس ﷺ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی اس حال میں کہ آپ ﷺ احرام میں تھے۔ (بخاری، کتاب جزاء الصید، باب تزویج المحرم، حدیث نمبر: ۱۸۳۷، نکاح، باب نکاح المحرم، حدیث نمبر: ۵۱۱۴)؛ اس لئے مصنف نے جو حدیث آگے ذکر کی ہے، وہ بہ طور استحباب کے ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

احرام سے حلال ہو جائے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

" لا ینکح المحرم و لا ینکح و لا یخطب " (١)

"مُحرِم نہ نکاح کرے گا اور نہ نکاح کیا جائے گا اور نہ کسی کو نکاح کا پیغام دے گا"

٦) زانی (بدکار عورت کا نکاح) غیر زانی یعنی اس سے زنا کرنے والے مرد کے علاوہ پر حرام ہے، یہاں تک کہ وہ توبہ کر لے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلزَّانِیُ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِکَةً، وَالزَّانِیَةُ لَا یَنْکِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ ﴾ (٢)

" زنا کار مرد نکاح کسی کے ساتھ نہیں کرتا بجز زنا کار عورت یا مشرک عورت کے، اور زنا کار عورت کے ساتھ بھی کوئی نکاح نہیں کرتا، بجز زانی اور مشرک کے"

﴿ وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ﴾ (٣)

"اور یہ حرام کر دیا گیا ہے اہل ایمان پر" (٤)

(١) صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم النکاح المحرم و کراهة خطبته، حدیث نمبر: ٣٤٤٨

www.KitaboSunnat.com

(٢) النور: ٣

(٣) حوالہ سابق

(٤) یہ حکم بہ طور تنبیہ کے ہے، نہ کہ حکم شرعی، یعنی پاکباز مرد کا نکاح زانیہ (بدکار عورت) سے، اور پاکباز عورت کا نکاح زانی (بدکار مرد) سے قانونی حیثیت سے نافذ ہو جائے گا، یہی وجہ ہے کہ اگر شادی شدہ مرد یا عورت بدکاری میں مبتلا ہو جائے، تو اس کا نکاح فاسد نہیں ہوتا ہے، (قرطبی: ١٢/١١٤) حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ اور غامدیہ رضی اللہ عنہا پر حد زنا سنگساری کا جاری فرمایا، لیکن ان دونوں میں سے کسی کے نکاح فاسد ہونے ═

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۷) مشرک عورت اور اسی کے حکم میں وہ عورتیں ہیں جن کا کوئی مذہب نہ ہو، سے نکاح حرام ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ ﴾ (۱)

''اور تم مشرک عورتوں سے نکاح ہرگز نہ کرنا، جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں''

کافروں سے نکاح

اسلام کے مقابلہ میں تمام کافر ایک ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ﴾ (۲)

''یقیناً دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے''

﴿ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴾ (۳)

= کا ذکر نہیں آتا ہے کہ زنا کرتے ہی نکاح فاسد ہو گیا، اس آیت کریمہ کی ایک دوسری تفسیر کی گئی ہے، اور وہ یہ ہے کہ آیت میں لفظ نکاح لغوی معنیٰ ''وطی'' پر محمول ہے، اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ زنا کار مرد کسی کے ساتھ وطی نہیں کرتا ہے، مگر جس وقت وطی کرتا ہے تو وہ زنا کار عورت کے ساتھ کرتا ہے، اسی طرح زنا کار عورت جس وقت جنسی ملاپ کرتا ہے، تو وہ ایک زنا کار مرد سے کرتا ہے، اور یہ (زنا) اہل ایمان والوں پر حرام کر دیا گیا ہے، (دیکھئے: تفسیر رازی: ۱۱/۲۲/۴۵۵)، چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نکاح کے بجائے زنا ہی مقدر مانا ہے: ''حرم الله الزنا على المؤمنين '' (ابن کثیر: ۳/۲۵۴) یعنی: ''اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان والوں پر زنا کو حرام کر دیا ہے''۔

(۱) البقرہ: ۲۲۱

(۲) آل عمران: ۲۹

(۳) آل عمران: ۸۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"اس فرماں برداری اسلام کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے، اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد رہے گا"

لہذا جائز نہیں ہوگا کہ ایک مسلمان عورت کی شادی کسی کافر سے ہو، یا مسلمان مرد کافر عورت سے شادی کرے، یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئے...... ہاں! اسلام نے اس حکم سے کتابیہ (اہل کتاب عورت) کو مستثنیٰ کیا ہے کہ مسلمان مرد اس سے شادی کرسکتا ہے (۱) جبکہ وہ اہل کتاب کے حقیقی مذہب صحیح اہل کتاب پر قائم ہو، (۲) اہل کتاب سے مراد یہود و نصاری ہیں۔

(۱) چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور (اسی طرح تمہارے لئے جائز ہیں) مسلمان پارسائیں اور ان کی پارسائیں جن کو تم سے قبل کتاب مل چکی ہے، جب تم انہیں ان کے مہر دے دو۔ (المائدہ:۵)

(۲) یعنی: توحید و رسالت، جنت و دوزخ اور وحی وغیرہ کا قائل ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نکاح کا پیغام اور ارکان وشرائط

نکاح کا پیغام یہ ہے کہ مرد متعین عورت سے شادی کا مطالبہ کرے اور اس سلسلہ میں اس سے گفتگو کرے، اسلام میں پیغامِ نکاح دینے کے کچھ احکام و آداب ہیں، جن کی رعایت ایک مسلمان پر واجب ہے، تفصیلات درج ذیل ہیں:

۱) ایک مسلمان کے لئے حرام ہے کہ وہ اپنے بھائی کے پیغام پر پیغام دے، یعنی جس لڑکی کو کسی مسلمان بھائی نے نکاح کا پیغام دیا ہے، اسی کو وہ بھی بغیر اس کی اجازت کے پیغام نہ دے، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

" لا يخطب الرجلُ على خِطبةِ أخيه حتّٰى ينكِحَ أو يترُكَ " (۱)

"کوئی آدمی اپنے بھائی پر پیغام نہ دے یہاں تک کہ وہ اس سے نکاح کرلے یا اسے ترک کردے"

۲) منکوحۃ الغیر (ایسی عورت جو کسی کی زوجیت میں ہو) کو نکاح کا پیغام دینا جائز نہیں ہے، کہ وہ اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے، اور پیغام دینے والے سے نکاح کرلے، اس لئے کہ اس میں شوہر کو نقصان پہونچانا ہے، اور یہ مقاصد شریعت کے خلاف بھی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(۱) بخاري : باب لا يخطب على خطبة أخيه ألخ، حدیث نمبر:۵۱۴۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

" لا ضَرَرَ ولا ضِرَارَ " (۱)

''یعنی آدمی اپنے بھائی کو ضرر نہ پہونچائے''

۳) جو عورت طلاق رجعی کی عدت گزار رہی ہو، اس کو نکاح کا پیغام دینا جائز نہیں ہے، نہ ہی صراحۃً اور نہ اشارہ وکنایہ میں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذٰلِكَ ﴾ (۲)

''اُن کے شوہر تعلقات درست کر لینے پر آمادہ ہوں، تو وہ اس عدت کے دوران میں انہیں پھر اپنی زوجیت میں واپس لے لینے کے زیادہ حقدار ہیں''

۴) ہاں جو عورت طلاق بائن یا وفات کی عدت گزار رہی ہو کو اشارہ وکنایہ میں نکاح کا پیغام دیا جا سکتا ہے، صراحۃً نہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنتُمْ فِي أَنفُسِكُمْ ﴾ الآية (۳)

''زمانہ عدت میں خواہ تم اُن بیوہ عورتوں کے ساتھ منگنی کا ارادہ اشارے کنائے میں ظاہر کر دو، خواہ دل میں چھپائے رکھو، دونوں صورتوں میں کوئی مضائقہ نہیں''

۵) جس عورت کی عدت گزر چکی ہو، یا اس پر عدت ہی واجب نہ ہو، جیسے

---

(۱) ابن ماجه ، حدیث نمبر:۲۲۶، موطأ للإمام مالك ، حدیث نمبر:۲۲۶، سنن بيهقي، كتاب الصلح ، باب لا ضرر ولا ضرار:۶/۶۹، سنن الدار قطني ، كتاب الأقضية والأحكام :۴/۲۲۸

(۲) البقرہ :۲۲۸

(۳) البقرہ :۲۳۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

باکرہ، یا غیر مدخول بہا یعنی وہ عورت جس سے شوہر نے جسمانی تعلق قائم نہ کیا ہو، انہیں صراحۃً بھی نکاح کا پیغام دینا جائز ہے۔

صراحۃً پیغام دینے کا طریقہ یہ ہوگا کہ مثلاً: لڑکی کے گھر والے سے کہے: میں آپ کی فلاں بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہوں، یا اسی طرح دوسرے صریح الفاظ سے نکاح کا پیغام دے۔

اشارہ وکنایہ میں پیغام دینے کا طریقہ یہ ہوگا کہ مثلاً: یوں کہے: میں تم جیسی سے لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں، یا تمہاری بچی جیسی لڑکی سے نکاح کا ارادہ ہے، یا اس لڑکی سے کہے: تم مجھے اپنی ذات سے محروم نہ کرنا، وغیرہ جیسے الفاظ سے اشارہ وکنایہ میں نکاح کا پیغام دینا۔

٦) اگر کسی مرد کے دل میں کسی عورت کو نکاح کا پیغام دینے کا خیال آیا، تو وہ اس کو دیکھ سکتا ہے، شرعاً اس کے چہرہ، گردن، ہاتھ اور پیر دیکھنے کی بلکہ بار بار دیکھنے اور اس کے حسن وجمال پر غور کرنے کی اجازت ہے، اسی طرح اگر مرد اس سے بات کرنا چاہے تو بات بھی کرسکتا ہے، جس طرح مرد کو یہ حقوق حاصل ہیں، اسی طرح عورت کو بھی اپنے ہونے والے شوہر کے ان اعضاء کو دیکھنے اور اس سے بات کرنے کا حق حاصل ہے، البتہ دونوں کے درمیان خلوت یعنی تنہائی ناجائز ہے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" لا يَخلُوَنَّ رجلٌ بامرأةٍ إلا كان ثالثُها الشيطانُ " (۱)

”چاہئے کہ کوئی مرد کسی نامحرم عورت کے ساتھ تنہائی میں ہرگز نہ ہو، مگر ان دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے“

(۱) ترمذی، نکاح، باب ما جاء في كراهية الدخول، حدیث نمبر:۱۱۷۱، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: " لا يخلون رجل بامرأة إلا مع ذي محرم " (بخاری، نکاح، باب لا يخلون رجل إلخ، حدیث نمبر:۵۲۳۳، یعنی چاہئے کہ کوئی مرد کسی نامحرم عورت کے ساتھ تنہائی میں ہرگز نہ ہو، مگر محرم رشتہ دار کے ساتھ“

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسی لئے مرد و عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ عقدِ نکاح سے پہلے دونوں ایک ساتھ زندگی گزارے، دونوں کے درمیان خلوت ہو، یا دونوں ایک ساتھ سفر کریں، ایک متعین مدت تک دونوں ایک ساتھ ایک گھر میں رہیں، ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہو، تاکہ عقدِ نکاح سے پہلے دونوں ایک دوسرے کے اخلاق، مزاج و مذاق اور طبیعت سے واقف ہو جائیں، اور اندازہ کرلیں کہ آئندہ دونوں ایک ساتھ ازدواجی زندگی گزار سکتے ہیں؟ اس لئے کہ اس عمل سے فساد پیدا ہوگا، اخلاق بگڑیں گے، اور معاشرہ خراب ہوگا، (۱) اسی وجہ سے اسلام نے عقدِ نکاح سے پہلے اجنبی مرد و عورت کے اختلاط و اجتماع کو منع کیا ہے، ہاں، اگر درمیان میں عورت کا کوئی محرم رشتہ دار موجود ہو تو اجنبی مرد سے ملاقات اور بات چیت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

عورت کو دیکھنے اور اس کی حالت سے واقفیت حاصل کئے بغیر نکاح کا پیغام دینے میں مرد کو عائلی مشکلات اور پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے، خاص طور پر اس وقت جبکہ لڑکا ماں باپ یا کسی اور کے دباؤ میں آکر شادی کرلیتا ہے، حالاں کہ دل سے اس کو یہ رشتہ پسند نہیں تھا، تو بعد میں عائلی مشکلات اور دشواریاں پیش آتی ہیں، آپسی نبھاؤ میں رخنہ پیدا ہوتا ہے، اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے اس وقت فرمایا جبکہ انہوں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا تھا:

(۱) ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جانوروں کے درمیان جنسی ملاپ اور دیگر اخلاقی قدروں میں فرق رکھا ہے، آپ نے کبھی نہیں سنا ہوگا کہ دو نر و مادہ جانوروں کے درمیان شادی ہوئی ہو، اس کا اعلان ہوا ہو، اور لوگ تقریب میں مدعو کئے گئے ہوں، اس کے برخلاف انسانوں کی شادی کے رقعے چھپتے ہیں، اعلان ہوتا ہے، لوگ بڑی تعداد میں جمع ہوتے ہیں، ان کے بیچ میں قاضی صاحب نکاح پڑھاتے ہیں، پھر دعوت ہوتی ہے، ایسا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اشرف المخلوقات بنایا ہے، جانوروں اور دیگر مخلوقات سے ممتاز بنایا ہے؛ اس لئے طریقۂ زندگی میں انسان و جانور کے درمیان فرق ہونا چاہئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

" أَنظرتَ إليها ، قال : لا ، قال : أُنظُر إليها فإنه أجدرُ أن يؤدِمَ بينكما " (۱)

"کیا تم نے اسے دیکھا؟ عرض گزار ہوا کہ نہیں، فرمایا: اسے دیکھ لو، کیونکہ دیکھنا تم دونوں کے درمیان محبت کا باعث ہوگا"

عقدِ نکاح

جب زوجین موانع نکاح سے خالی ہوں، اور شادی کے لائق ہوں، تو ان دونوں کے لئے عقد کر لینا درست ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ ان کے اولیاء ان کا نکاح کرائیں، کیونکہ یہ زمانہ کے نشیب وفراز، معاشرتی زندگی اور شادی کے معاملہ سے زیادہ واقف ہوتے ہیں، کونسا رشتہ مناسب ہوگا، اور کونسا رشتہ مناسب نہیں ہوگا؟ اس کا ان کو زیادہ تجربہ رہتا ہے۔

نکاح نامہ تیار کیا جائے جس میں ضروری امور درج ہوں تاکہ اختلاف پیدا ہونے کی صورت میں اس کی طرف رجوع کیا جا سکے، چونکہ نکاح عقد ہے اس لئے اسے تحریر میں لانے کی ضرورت ہے، عقدِ نکاح میں بعض چیزیں واجب ہیں، جن کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوگا، اس طرح کی چیزوں پر اصطلاحی اعتبار سے ارکان یا شرائط کا اطلاق ہوتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ سے نقل کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

" لا بُدَّ فِي النكاحِ مِن أربعةٍ : الوليُّ و الزوجُ والشَّاهِدَانِ " (۲)

---

(۱) سنن نسائی، حدیث نمبر: ۳۲۳۷

(۲) سنن الدارقطنی، کتاب النکاح، حدیث نمبر: ۳۴۸۹، اسی سے ملتے جلتے الفاظ حضرت ابن عباس ﷺ سے موقوفا مروی ہے: " أدنی ما يكون في النكاح أربعة : الذی یزوّج ، والذی یتزوّج وشاهدین " (مصنف ابن أبی شیبة ، باب من قال : لا نکاح إلا بولي ، حدیث نمبر: ۱۵۹۳۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

”نکاح میں چار امور ضروری ہیں، ولی، زوج (مرد و عورت) اور دو گواہاں“

عقدِ نکاح سے متعلق ضروری باتیں درج ذیل ہیں:

صیغہ، زوجین، ولی، شہادت، مہر، عقدِ نکاح کی کتابت و کیفیت:

صیغۂ نکاح

صیغۂ نکاح سے مراد ایجاب و قبول ہیں:

ایجاب: ایجاب وہ لفظ ہے جو عورت، یا اس کے ولی، یا اس کے وکیل کی طرف سے صادر ہو، جیسے، لڑکی بولے: ”میں نے تم سے اپنی ذات کی شادی کی“، یا ولی بولے: ”میں نے اپنی بچی کی شادی تم سے کی“، یا وکیل بولے: ”میں نے اپنی موکل عورت کا نکاح تم سے کیا“۔

قبول: اس لفظ کو کہتے ہیں جو مرد یا اس کے قائم مقام جیسے وکیل اُس کی طرف سے صادر ہو، چنانچہ یوں کہے گا: ”میں نے اس عقدِ نکاح کو قبول کیا“، یا ”میں اس عقدِ نکاح سے راضی ہوں“، ”میں نے اس لڑکی سے شادی کی“، وکیل یوں کہے گا: ”میں نے اس عقدِ نکاح کو اپنے موکل فلاں کے لئے قبول کیا“۔(۱)

ایجاب و قبول درست و منعقد ہو جاتے ہیں، خواہ زبان سے اس کا تلفظ کرے، یا لکھے، یا قابل فہم اشارہ سے سمجھائے، بشرطیکہ وہ بولنے پر قادر نہ ہو جیسے زبان میں لکنت ہو، یا

(۱) حنفیہ کے یہاں ایجاب و قبول زوجین، یا ان دونوں کے ولی یا وکیل میں سے پہلے جس کی طرف سے نکاح کا پیغام و اقدام ہو، وہ ایجاب ہے، اور اس کے بعد جس کی طرف سے نکاح پر رضا کا اظہار ہو، وہ قبول ہے۔(دیکھئے: بدائع الصنائع: ۲/۴۸۹، رد المحتار: ۴/۶۹)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بالکل بولنے پر قادر نہ ہو، جیسے گونگا و بہرا۔

ضروری ہے کہ ایجاب وقبول کا عمل ایک ہی مجلس میں ہو، اگر ایک کی آواز دوسرے نے نہیں سنی، یا دوسرے شہر میں رہنے کی وجہ سے ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکے، اور لکھ کر ایجاب نامہ بھیج دیا اور مکتوب الیہ نے تنہائی میں قبول کر کیا، تو نکاح منعقد نہیں ہوگا، ہاں! اگر غائب شخص کی طرف سے روانہ کردہ ایجاب نامہ اس کے وکیل اور گواہاں کی موجودگی میں پڑھا کر سنایا اور قبول کیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔

زوجین

عقدِ نکاح میں زوجین کی تعیین ضروری ہے، خواہ دونوں عقد نکاح کی مجلس میں موجود ہوں، یا اوصاف بیان کر کے تعیین اس طور پر ہو کہ دونوں ایک دوسرے سے ممتاز ہو جائیں، اور دونوں میں سے کوئی دوسرے پر حرام نہ ہو، جیسا کہ محرمات کے باب میں گزر چکا ہے۔

زوجین کا پورا نام، (۱) اور عمر ذکر کرنا ضروری ہے، (۲) اور دونوں کی رضا بھی ضروری ہے، اس لئے کہ متفق علیہ حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) زوجین کا پورا نام ذکر کرنا ضروری نہیں ہے، اصل میں تعیین ضروری ہے، (عالمگیری: کتاب النکاح: ۱/ ۲۷۰) یہی وجہ ہے کہ اگر مجلس میں زوجین یا ان میں سے کوئی موجود ہو تو اشارے کر دینا کافی ہے، ہاں! تعیین کی ایک صورت ناموں کا ذکر کرنا بھی ہے، اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر عورت مجلس میں نہ ہو، اور گواہاں عورت کو نہ جانتے ہوں، تو پھر اس کے نام کے ساتھ اس کے باپ دادا کا نام لے کر گواہوں کو بتایا جائے گا کہ فلاں عورت کا نکاح ہو رہا ہے۔ (دیکھئے: رد المحتار: ۴/ ۷۷)

(۲) زوجین کی عمر کا ذکر کرنا بھی لازم نہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے قول وعمل سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے، اور نہ فقہاء نے اس کا ذکر کیا ہے، ہاں، نکاح نامہ میں ریکارڈ کی حفاظت کے نقطۂ نظر سے ان امور کا لکھ دینا یقیناً بہتر ہوگا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

" لا تُنكَحُ الأيمُ حتى تُستأمرَ ولا تُنكَحُ البِكرُ حتى تُستأذَنَ ، قالوا يا رسول الله و كيف إذنُها ؟ قال : أن تَسكُتَ " (۱)

"کسی شوہر دیدہ کا نکاح نہ کیا جائے ، یہاں تک کہ اس سے اجازت لی جائے، صحابہ کرام ﷺ عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! اس کا اذن (اجازت) کیسے معلوم ہو؟ فرمایا: وہ خاموش رہ جائے"

" استئمار" کے معنی ہیں: حکم طلب کرنا، مطلب یہ ہے کہ عورت کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے نہیں کیا جائے گا، اور اس کی طرف سے اجازت صریح لفظوں میں ہو کہ میں رشتہ سے راضی ہوں، جہاں تک باکرہ (کنواری) کی بات ہے تو اس سے اجازت لیتے وقت اس کی خاموشی رضامندی سمجھی جائے گی، کیوں کہ اس پر حیاء کا غلبہ ہوتا ہے، اس لئے وہ اپنی زبان سے رضا ظاہر نہیں کر پائے گی۔

نکاح میں بالغ ہونے کی شرط

نکاح کرنا ایک عقد ہے، اس لئے مباشرِ عقد کرنے والوں یعنی مرد وعورت دونوں کے لئے بالغ اور عاقل ہونا ضروری ہے، اور شوہر کے لئے مسلمان ہونا بھی ضروری ہے، بلوغ کی علامت ظاہر نہ ہونے کی صورت میں لڑکے اور لڑکی دونوں کے لئے بلوغ کی عمر پندرہ سال ہے؛ کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے فرمایا:

" عُرِضتُ على النبي ﷺ يوم أحد و أنا ابنُ أربعَ

(۱) صحيح البخاري ،باب لا ينكح الأب و غيره البكر و الثيب إلا برضاها، حدیث نمبر:۵۱۳۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عشرةَ سنةً فلم يُجِزْني ، وعُرِضتُ عليه يومَ الخندقِ و أنا ابنُ خمسَ عشرةَ سنةً فأجازني " (۱)

''میں نبی کریم ﷺ کے سامنے غزوۂ احد کے دن پیش کیا گیا، اس وقت میں چودہ سال کا تھا، تو آنحضرت ﷺ نے مجھے (جہاد میں شرکت کی) اجازت نہیں دی، پھر میں غزوۂ خندق کے دن نبی کریم ﷺ کے سامنے لایا گیا، اس وقت میں پندرہ سال کا تھا، تو آنحضرت ﷺ نے مجھے اجازت دے دی''

بلوغ کی عمر ماحول، حالات اور علاقہ جات کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے، بلوغ کی علامتیں لڑکی کے لئے حیض، نفاس اور احتلام، اور لڑکے کے لئے احتلام ہے۔

یہ حکم اس وقت ہے، جبکہ لڑکا اور لڑکی خود نکاح کر رہے ہوں، ورنہ اگر کوئی ولی عقد کرلے، تو عقدِ نکاح کے وقت زوجین کے بالغ ہونے کی شرط نہیں ہے۔

نکاح کی شرطیں (۲)

عقدِ نکاح میں زوجین میں سے ایک کا دوسرے پر بعض شرطیں عائد کرنا جائز ہے،

(۱) بخاري ، مغازي ، باب غزوة الخندق : حدیث نمبر:۴۰۹۷

(۲) عقد نکاح میں تین طرح کی شرطیں ہوسکتی ہیں:

۱- موافق شرطوں یعنی ایسی شرطیں جو عقد نکاح کی وجہ سے لازم ہونے والے حقوق و واجبات اور ذمہ داریوں کو مزید مؤکد کرتی ہوں، بالاتفاق شرعا معتبر ہیں، مثلا: بیوی کو بھلائی کے ساتھ رکھنا، حسن سلوک کرنا؛ کیوں کہ یہ بجائے خود نکاح کے مقاصد میں داخل ہیں، اور شریعت نے ان کو واجب قرار دیا ہے۔

۲- مخالف شرطیں: یعنی بوقت نکاح ایسی شرطیں لگانا جو عقد نکاح کے تقاضوں کے خلاف ہوں، مثلا: شوہر کا یہ شرط لگانا کہ عورت کا نفقہ اس کے ذمہ نہ ہوگا، یا جو شرائط شرعا =

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"أحقُّ الشروطِ أن تُوَفّی به ما استحلَلْتم به الفروجَ" (۱)

"تمام شرطوں میں وہ شرط پوری کی جانے کی زیادہ مستحق ہے جس کے ذریعہ تم نے شرمگاہوں کو حلال کیا ہے"

شرائط نکاح کی دو قسمیں ہیں: شرط صحیح، شرط فاسد۔

= ممنوع ہوں، مثلاً: پہلی بیوی کو طلاق دینے کی شرط لگانا، یہ شروط فاسد کہلائیں گی اور عقد نکاح تو صحیح ہوگا، لیکن شرائط لغو و باطل ہو جائیں گی، ہاں اگر نکاح متعہ یا نکاح موقت کی صورت پیدا ہو جائے، تو عقد نکاح بھی باطل ہو جائے گا۔

۳- مباح شرطیں: یعنی ایسی اضافہ شرطیں لگانا جو نہ تقاضائے عقد کے موافق ہوں، اور نہ اس کے خلاف، یعنی شریعت نے ان کو واجب قرار دیا ہو، اور نہ ان سے روکا ہو، البتہ ان میں عورت کا فائدہ ہو، ایسی شرطیں نکاح کے درست ہونے میں مانع نہیں، نکاح ایسی شرطوں کے ساتھ بھی منعقد ہو جائے گا، البتہ اختلاف اس امر میں ہے کہ اگر نکاح کے وقت مرد نے یہ شرط قبول کر لی اور بعد میں اس کو پورا نہ کیا تو اس کا اثر کیا مرتب ہوگا؟ جمہور فقہاء — جن میں احناف بھی شامل ہیں — کے یہاں ایسی شرطوں کو پورا کرنا لازم نہیں ہے، اور کہا جاتا ہے کہ حنابلہ کے نزدیک ایسی شرطیں لازم الایفاء ہیں، جہاں تک شرط پورا نہ کرنے کی صورت میں اس کا کیا اثر مرتب ہوگا؟ کی بات ہے، حنفیہ کے نزدیک مہر مقررہ کے بجائے مہر مثل یعنی عورت کے خاندان میں مروجہ مہر کی مقدار اگر مقررہ مہر سے زیادہ ہو تو وہ واجب ہوگا اور حنابلہ کے نزدیک عورت کو مطالبۂ تفریق کا حق ہوگا، (دیکھئے: عمدة القاری :۱۴/۱۰۶، أحكام القرآن للجصاص :۳/۲۸۶، أوجز المسالك شرح مؤطأ للإمام مالك:۲/۳۲۰، كتاب النساء لابن تيمية : ص:۲۳۰، فتح الباري :۹/۱۲۵، المجموع شرح المهذب للنووي :۱۶/۳۳۷، تحفة الفقهاء :۱/۱۳۵، فتاوى التاتار خانية: ۳/۱۰۰، المدونة الكبرى :۲/۱۶۱، المغني :۷/۱۷۱، بداية المجتهد :۲/۵۹، القواعد النورانية الفقهية :ص:۱۲۱)

(۱) بخاري ، كتاب الشروط ، باب الشروط في المهر عند عقدة النكاح ، حديث نمبر:۲۷۲۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صحیح شرطیں

عقدِ نکاح میں صحیح شرطیں وہ ہیں، جو تقاضائے عقد کے اور شریعت کی مخالف نہ ہوں، بلکہ ان شرطوں میں زوجین کا مفاد ہو، اور اسلام ان شرطوں کو تسلیم کرتا ہو، مثلاً: اس کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کرے گا، (۱) یا دوسرا نکاح کرنے کی صورت میں عورت مہر میں اضافہ کا مطالبہ کرے، یا نفقہ پر کفیل کا مطالبہ کرے، یا اس بات کا کہ اس کو اس کے میکہ سے کہیں اور نہیں لے جائے گا، یا اس کے گھر سے، یا اس کے شہر سے نکال کر باہر نہیں لے جائے گا، یا شوہر شرط لگائے کہ بیوی کنواری ہونی چاہیئے، یا دیندار اور صوم وصلاۃ کی پابند ہو، یا شرط لگائے کہ تعلیم یافتہ ہو وغیرہ۔

شرعی شرطیں جن کی ممانعت پر کوئی دلیل نہ ہو، تو وہ اپنی اصل اور وصف کے اعتبار سے مشروع ہیں۔

اس طرح کی شرطوں کی رعایت اور ان پر عمل واجب ہوتا ہے، ان کی مخالفت کرنے والا، اور ان کی حدود سے تجاوز کرنے والا تقاضائے عقد کے خلاف کرنے والا ہوگا، اور عقد فاسد ہو جائے گا، (۲) قاضی پر لازم ہے کہ وہ ان شرائط کا صحت اور عدم صحت کے اعتبار سے جائزہ لے، اور اسلامی معیار پر جانچے، اور وہ معیار اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ورضا اور عدم رضا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(۱) اور چوں کہ پہلی شادی کے بعد دوسری شادی کرنا مباح ہے نہ کہ مندوب یا واجب۔

(۲) حنفیہ کے یہاں عقد نکاح فاسد نہیں ہوگا؛ کیوں کہ اس طرح کی شرطوں کی رعایت شوہر پر دیانۃً واخلاقی اعتبار سے واجب ہوتی ہے، قضاءً وقانونی اعتبار سے نہیں، اس لئے کہ حنفیہ کے یہاں اس طرح کی شرط عہود ومواعید (عہد ومیثاق اور وعدے) کے حکم میں ہے، اور وعدے کا پورا کرنا دیانۃً واجب ہوتا ہے، قضاءً (قانوناً) واجب نہیں ہوتا ہے۔ (دیکھئے: أحكام القرآن للجصاص :۳/۲۸۶، عمدة القاري :۱۴/۱۰۶، العرف الشذي :۱/۲۱۶)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رضا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

" المُسلمونَ على شروطِهم إلا شرطاً أحلَّ حرامًا أو حرَّمَ حلالاً " (۱)

"مسلمان اپنی شرطوں پر ہیں، مگر ایسی شرط جو حرام کو حلال کر دے یا حلال کو حرام کر دے"

فاسد شرطیں

فاسد شرطیں وہ باطل شرائط ہیں جو خلاف شرع ہوں، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

" أيُّمَا شرطٍ ليس في كتابِ اللّٰه فهو باطلٌ و إن كان مائةَ شرطٍ فقضاء اللّٰه أحقُّ و شرطُ اللّٰه أوثَقُ " (۲)

"جو بھی شرط اللہ کی کتاب میں نہ ہو، وہ باطل ہے، گو سو شرطیں ہوں، اللہ کا فیصلہ زیادہ حقدار ہے اور اللہ کی شرطیں زیادہ قابل اعتماد ہیں"

فاسد شرط کی مثال: کوئی عورت شوہر پر شرط لگائے کہ وہ اس کی سوکن کو طلاق دیدے، کیوں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

" أن النبي ﷺ نهى أن يخطُبَ الرجلُ على خِطبة أخيه أو يبيعَ على بيعِه ، ولا تسألِ المرأةُ طلاقَ اختِها لتُكافِئَ ما في صفحتِها أو إنائِها ، فإنما رزقُها على اللّٰه "(۳)

---

(۱) ترمذي ، باب ما ذكر عن رسول اللّٰه ﷺ في الصلح بين الناس ،حدیث نمبر:۱۳۵۲

(۲) بخاري ، مكاتب ، باب استعانة المكاتب و سؤاله الناس،حدیث نمبر:۲۵۶۳

(۳) بخاري ، نكاح ، باب لا يخطب على خطبة أخيه حتى ينكح أو يدع ، حدیث نمبر:۵۱۴۲،مسلم ،باب تحريم الخطبة على خطبة أخيه إلخ،حدیث نمبر:۱۴۱۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''نبی کریم ﷺ نے منع کیا ہے کہ آدمی اپنے بھائی کے پیغام پر پیغام دے یا اپنی بھائی کی بیع پر بیع کرے، اور کسی خاتون کو اپنی بہن کے طلاق کا مطالبہ اس لئے نہیں کرنا چاہیئے کہ اس کا پیالہ یا برتن اپنے حق میں خالی کرالے، کیونکہ اس کے رزق کی ذمہ داری اللہ پر ہے''

یہ شرط باطل بھی ہے، کیونکہ حدیثِ رسول کے خلاف ہے، اور عقدِ نکاح کے منافی ہے، حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

" لَا يَحِلُّ أن تنكِحَ المرأةُ بطلاقِ أخرى " (۱)

''کسی خاتون کے لئے حلال نہیں ہے کہ دوسری عورت کو طلاق دلا کر خود شادی کرے''

نکاح فاسد کی مثالوں میں یہ بھی ہے، کہ زوجین میں سے کوئی نکاح متعہ، یا نکاح شغار، یا نکاح حلالہ کی شرط لگائے، یا مہر نہ ہونے کی شرط لگائی جائے۔

حلالہ

حلالہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی اس کی عدت بھی گزر گئی، اب دوسرا شخص اس سے شادی اس شرط پر کرے کہ وہ اسے پہلے شوہر کے لئے طلاق دیدے گا، ایسی صورت میں پہلا شوہر محلل لہ (جس کے لئے حلال کی گئی) ہوگا، اور دوسرا شوہر محلل (حلال کرنے والا) ہوگا، اسلام نے اس تحلیل کے عمل کو سختی سے منع کیا ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں پر لعنت فرمائی، (۲) چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا:

(۱) مسند أحمد: ۲/ ۲۳۵، حدیث نمبر: ۶۶۴۴،۱۷۱

(۲) اسی وجہ سے امام ابوحنیفہؒ نے حلالہ کی شرط کے ساتھ نکاح کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

" لَعَنَ رسولُ اللّٰه ﷺ المُحلِّلَ والمُحلَّلَ له " (۱)

" رسول اللہ ﷺ نے محلل (حلال کرنے والا) اور محلل لہ (جس کے لئے حلال کی گئی یعنی سابق شوہر) پر لعنت فرمائی "

اس طرح فاسد شرطیں دو طرح کی ہیں ، اوّل : عقدِ نکاح کے منافی ہوں ، جیسے مہر کا نہ ہونے ، گواہان نہ ہونے کی شرط ، یا ایسی شرط لگانا جس سے نکاح باطل ہو جائے ، تو شرط بھی باطل اور نکاح بھی باطل ہوگا ، اگر عملاً نکاح پڑھایا جا چکا ہو تو واجب الفسخ ہوگا ۔

دوم : عقدِ نکاح کے منافی نہیں ہیں ، یعنی شرط فاسد ہونے کے باوجود عقدِ نکاح کے خلاف نہیں ہے ، جیسے : سوکن کو طلاق دینے کی شرط ، یا کسی حرام عمل کے ارتکاب کی شرط ، یا کسی عبادت کے ترک کی شرط ، ایسی صورت میں شرط باطل ہوگی ، نکاح باطل نہیں ہوگا ، بلکہ درست اور ثابت رہے گا ۔

شرط فاسد کا یہ حکم اس وقت ہے جبکہ عملاً نکاح مکمل ہو چکا ہو ، جہاں تک عقدِ نکاح سے پہلے کی بات ہے ، تو بلا شبہ اس طرح کی شرط لگانا حرام ہے ، عاقدین اور اولیاء کو چاہیئے کہ اس سے پرہیز کریں ، اور ان کو اس سے روکا جائے ۔

= البتہ ان کے نزدیک نکاح درست ہو جاتا ہے ، اور پہلے شوہر کے لئے حِلت بھی ثابت ہو جاتی ہے ، اور اگر تحلیل کی شرط نہ لگائی گئی ہو ، بلکہ دوسرے شوہر نے دل میں چھپایا ہو کہ کچھ دن اپنے پاس رکھ کر چھوڑ دے گا ، تو ایسی صورت میں بدرجہ اولی نکاح بلا کراہت درست ہوگا ، اور پہلے شوہر کے لئے حِلت ثابت ہو جائے گی ، علامہ ابن ہمامؒ نے لکھا ہے کہ وہ ماجور بھی ہوگا ، (دیکھئے : الهدايه وفتح القدير : ۳۴/۴ ، ۳۵ ، فصل فيما تحل به المطلقة ، البحر الرائق : ۵۸/۴) دراصل حنفیہ کے یہاں منہی عنہ (جس سے شرعاً روکا گیا ہے) کے اشکال معتبر و ثابت ہوتے ہیں ، (دیکھئے : اصول الشاشي ، فصل في النهي : ص : ۴۶ – ۴۸)

(۱) ترمذي عن علي ﷺ ، باب جاء في المحلل و المحلل له ، حديث نمبر : ۱۱۱۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ولایت

عقدِ نکاح میں ولی وہ شخص ہے جس کو عورت کے نکاح کرنے کا اختیار ہو، اور اس کے تعلق سے گفتگو کرنے کا حق ہو، عقدِ نکاح میں ولی کی اہمیت اس لئے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ " (۱)

"یعنی ولی کے بغیر نکاح نہیں"

عقدِ نکاح کی ولایت

عقدِ نکاح میں ولایت اقرب فالاقرب کو ہوتی ہے، یعنی لڑکی سے جو جتنا قریب ہو گا اس کو پہلے ولایت حاصل ہوگی، جیسے لڑکی کا باپ، اس کے بعد جو اس سے قریب ہو گا، اس کو حاصل ہوگی، جیسے لڑکی کا دادا اور اس کے اوپر، پھر اس کا بیٹا جہاں تک نیچے جائے، پھر بیٹوں میں بھی جو سب سے بڑا ہو، اس کو ولایت دوسرے بیٹوں کے مقابل میں پہلے ہوگی، پھر اس کے بعد والے کو بالترتیب ہوگی، اسی طرح لڑکی کے بھائیوں میں اکبر فالاکبر (یعنی سب سے بڑے کو پھر اس کے بعد والے کو، پھر اس کے بعد والے کو) پھر لڑکی کے عصبہ رشتہ داروں کو ولایت نکاح حاصل ہوتی ہے، اس میں لڑکی سے قریب تر، اقوی اور اصلح (زیادہ قوی اور نیک) کو دوسرے پر مقدم کیا جائے گا جیسا کہ میراث میں ہوتا ہے۔

جس لڑکی کا سرے سے کوئی ولی نہ ہو، یا ولی ہو لیکن اس سے اتنی دور ہو کہ اس کا حاضر ہونا مشکل ہو، یا وہ اس کا نکاح کرنے سے گریز کرتا ہو، حالانکہ لڑکی شادی کرنے کی طرف راغب اور اس پر راضی ہو، تو اس کی شادی حاکم یا قاضی کرائے گا، جیسا کہ حدیث

(۱) مجمع الزوائد عن جابر ﷺ، باب ما جاء في الولي و الشهود :۴/ ۵۲۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شریف میں آیا ہے: ''السلطان ولي من لا ولي له'' (۱) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
﴿وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ﴾ الآية (۲) ''تو تم انہیں اس سے مت روکو''
آیت میں ''عضل'' کا معنی نکاح سے روکنے کا ہے، نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ (۳)

''اور اپنی باندیوں کو مت مجبور کرو زنا پر جبکہ وہ پاکدامن رہنا چاہیں، محض اس لئے کہ دنیوی زندگی کا کچھ فائدہ تمہیں حاصل ہو''

ولی کے اوصاف

ولی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ولایت کے مطلوبہ اوصاف سے متصف ہو، تاکہ اپنا تصرف دوسرے پر نافذ کر سکے، اور وہ اوصاف یہ ہیں کہ ولی عاقل، بالغ، نیک، مرد ہو، عورت اپنی ذات کا نکاح نہیں کر سکتی اور نہ دوسرے کا نکاح کرا سکتی ہے۔ (۴)

(۱) سنن الدار قطني عن عائشة رضي الله عنها، نكاح، حدیث نمبر: ۳۴۹۳، مجمع الزوائد: ۴/۵۲۵

(۲) البقرہ: ۲۳۲

(۳) النور: ۳۳

(۴) احناف کے یہاں بلوغ کے بعد عورت کو ولایت نکاح حاصل ہے۔ (ہدایہ: ۲/۳۱۴، بدائع الصنائع: ۲/۵۱۶، در مختار مع رد المحتار: ۴/۱۵۵، ط: زکریا دیوبند) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''جب تم طلاق دے چکو اپنی عورتوں کو پھر وہ اپنی مدت کو پہنچ چکیں، تو تم انہیں اس سے مت روکو کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کر لیں'' (البقرہ: ۲۳۲) اس حکم میں ثیبہ (شوہر دیدہ) اور باکرہ (کنواری) دونوں شامل ہیں، جیسا کہ امام بخاریؒ نے فرمایا: '' فدخل فيه الثيبت وكذلك البكر '' (بخاري، باب من قال: لا نكاح إلا بولي) نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

" أيّما امرأةٍ نكَحَتْ بِغَيرِ إِذنِ وَلِيِّها فنكاحُها باطلٌ فنكاحُها باطلٌ ، فإنْ دَخَلَ بِها فلَها المهرُ بما استحلَّ مِن فرجِها ، فإن اشتَجَرُوا فالسلطانُ وليٌّ مَنْ لا وليَّ له " (۱)

''جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو اس کا کاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے،

═══ ہے: ''پھر اگر کوئی اپنی عورت کو طلاق دے ہی دے تو وہ عورت اس کے لئے اس کے بعد جائز نہ رہے گی یہاں تک کہ وہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے'' (البقرہ: ۲۳۰)، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ليس للولي مع الثيب أمر " (مصنف عبد الرزاق ، حدیث نمبر: ۱۰۲۹۹، مسند أحمد : ۲۶۲/۳، أبو داؤد ، نكاح ، باب في الثيب ، حدیث نمبر: ۲۱۰۰، سنن الدار قطني : ۲۳۸/۳-۲۳۹) ''یعنی شوہر دیدہ عورت کے معاملہ میں ولی کو کوئی اختیار نہیں''، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بھانجی کی شادی حضرت منذر بن زبیر سے کی، (طحاوي: ۸/۳، موطا الإمام مالک ، نكاح ، باب ما لابد له من التمليک : ۲۴۳/۱)، نیز رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: " الأيم أحق بنفسها من وليها " (مسلم ، نكاح ، باب استئذان الثيب في النكاح بالنطق و البكر بالسكوت ، حدیث نمبر: ۳۴۷۶) ''یعنی وہ عورت جس کا شوہر نہ ہو، خواہ وہ شوہر دیدہ ہو یا کنواری، وہ اپنے ولی سے زیادہ اپنی ذات پر تصرف کا حقدار ہے'' (رد المحتار : ۱۵۵/۴)

(۱) مجمع الزوائد عن ابن عباس ﷺ ، نكاح ، باب ما جاء في الولي و الشهود : ۵۲۵/۴، حدیث میں بطلان نکاح سے مراد نفی کمال ہے، نہ کہ نکاح کی صحیح نہ ہونا، یعنی جس نکاح میں ولی کی اجازت و رضا شامل ہو، وہ نکاح پورے طور پر کامل و مکمل اور کامیاب ہوتا ہے، متوقع خطرہ اور نقص سے عام طور پر پاک ہوتا ہے، حدیث کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ نکاح درست نہیں ہوگا؛ اس لئے کہ اوپر متعدد حدیثیں گذر چکی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد و درست ہو جاتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اگر مرد نے اس سے صحبت کر لی تو عورت کو اتنا مہر ملے گا کہ جتنا اس کی شرمگاہ سے فائدہ اٹھایا ہے، اگر لوگ اختلاف کریں تو جس کا کوئی ولی نہ ہو تو اس کا ولی سلطان ہے"

ولی پر ضروری ہے کہ اپنے ماتحت لڑکی کے مفاد کا خیال رکھے، اور اپنی استطاعت بھر اس کی حفاظت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے، اس کا مناسب شریک حیات تلاش کر کے شادی کر دے، کیونکہ اس کے ہاتھ میں یہ امانت ہے، قیامت کے دن اس کے بارے میں سوال ہوگا، اسی طرح ولی پر لازم ہے کہ عقدِ نکاح کی بابت اس سے اجازت لے، اگر ثیبہ ہے تو صریح اجازت ضروری ہوگی، اور باکرہ ہے، تو اس کی خاموشی بھی اجازت کے لئے کافی ہوگی، حضرت خنساء بنت خدام انصاریہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ:

" أن أباها زوَّجها و هي ثيبٌ فكَرِهَت ذلک فأتَتْ رسولَ اللہ ﷺ فردَّ نِكاحَها " (۱)

"ان کے باپ نے اس کی شادی کرادی، درانحالیکہ وہ شوہر دیدہ تھیں، تو انہوں نے اس رشتہ کو ناپسند کیا، اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے نکاح کو رد کر دیا"

گواہی

نکاح میں گواہی کی صورت یہ ہے کہ عقد کے وقت دو عاقل، بالغ، عادل، متعین گواہ موجود ہوں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" أعلِنُوا هٰذَا النِّكاحَ و اجعلُوهُ فِي المَساجدِ واضرِبُوا

(۱) بخاري، نكاح، باب إذا زوج ابنته و هي كارهة فنكاحه مردود، حدیث نمبر: ۵۱۳۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علیهِ بِالدفُوفِ " (۱)

"نکاح کا اعلان کیا کرو اور یہ کام مسجد میں کیا کرو، اور اس موقع پر دف بجایا کرو"

نکاح کا اعلان اس کا اظہار واشتہار اس پر شہادت ہے، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

" لا نِكَاحَ إلا بولِيٍّ و شاهدَيْ عدلٍ ، فإن تشاجَرُوا فالسُّلطانُ وليُّ مَن لا وليَّ لَهُ" (۲)

"ولی اور دو عادل گواہ کے بغیر نکاح نہیں ہے، اگر لوگ اختلاف کریں تو جس کا کوئی ولی نہ ہو تو اس کا ولی سلطان ہے"

نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: " لا نكاحَ إلا بِشُهودٍ " (۳) "گواہان کے بغیر نکاح نہیں"

مہر

مہر وہ مال ہے جس کا عورت عقد نکاح میں اتفاق کے بعد مستحق ہوتی ہے، اسی کو "صداق، صدقہ، نحلہ، اجر، فریضہ اور علائق" وغیرہ کہتے ہیں۔

اس کا حکم یہ ہے کہ شرعاً اس کا ادا کرنا واجب ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً﴾ (۴)

(۱) ترمذي ، أبواب النكاح ، باب ماجاء في اعلان النكاح ،حدیث نمبر:۱۰۸۹
(۲) الدار قطني عن عائشة رضي الله عنها ، نكاح ،حدیث نمبر:۳۴۹۳،مجمع الزوائد عن جابر رضی اللہ عنہ :۴/۲۵
(۳) السنن الكبرىٰ ، نكاح ، باب لا نكاح إلا بولي ،حدیث نمبر:۱۳۶۴۵
(۴) النساء :۲۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''پھر جواز دواجی زندگی کا لطف تم ان سے اٹھاؤ اس کے بدلے اُن کے مہر بطور فرض کے ادا کرو''

﴿ وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً ﴾ (۱)

''اور عورتوں کے مہر خوش دلی کے ساتھ (فرض جانتے ہوئے) ادا کرو''

عقدِ نکاح میں مہر کا مقرر ہونا ضروری ہے، خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ، نقد ہو یا ادھار، اسی طرح عقدِ نکاح میں مہر کا ذکر اور دونوں فریق کا اس کی مقدار پر اتفاق ضروری ہے، البتہ کم سے کم مہر رکھنا مسنون ہے۔(۲)

(۱) النساء:۴

(۲) اس سلسلہ میں دو باتیں قابل لحاظ ہیں:

اوّل: جو چیز مہر میں مقرر ہو اس کا مال متقوم (قابل قیمت) ہونا ضروری ہے (بدائع الصنائع :۳/۵۶۴) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: {أُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاءَ ذٰلِكَ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ }(النساء :۲۴)''اور جو ان کے علاوہ ہیں، ہو تمہارے لئے حلال کر دی گئی ہیں، یعنی تم انہیں اپنے مال کے ذریعہ سے تلاش کرو''نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: {فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ ﴾ (البقرہ :۲۳۷)''تو جتنا مہر تم نے مقرر کیا ہے اُس کا آدھا واجب ہے''تو اللہ تعالیٰ نے نکاح کے بعد جسمانی تعلق قائم کرنے سے پہلے طلاق کی صورت میں مقرر کردہ مہر کا نصف ادا کرنے کا حکم دیا، ظاہر ہے کہ وہ مہر مال ہوگا تب ہی تقسیم ممکن ہوگی، ورنہ تقسیم کس طرح ہوگی؟ (بدائع الصنائع :۲/۵۶۴)۔

دوسری بات یہ ہے کہ کم سے کم مہر کی مقدار دس درہم ہے، اس سے کم مہر نہیں ہے؛ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''لا مهر دون عشرة دراهم'' (سنن بيهقي :۷/۱۳۳، دار قطني :۳/۲۴۵، اس حدیث میں مبشر بن عبید راوی متروک الحدیث ہیں (ملاحظہ ہو: نصب الرایہ :۳/۱۹۶)''دس درہم سے کم مہر نہیں ہے''نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس لئے کہ آپ ﷺ نے بعض صحابہ کرام ﷺ سے فرمایا:

" التمس و لو خاتما من حديد " (۱)

"تلاش کرو خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی ہو"

ہر وہ چیز جو شرعاً ثمن، اجرت، عوض، منفعت —— جیسے پڑھنا، لکھنا اور علم —— بن سکتی ہے، اس کا مہر مقرر کرنا اور بننا درست ہوگا (۲) اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" لو أن رجلا أعطى امرأة صداقا ملء يديه طعامًا كانت له حلالًا " (۳)

== حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے:" لا يكون المهر أقل من عشرة دراهم " (بدائع الصنائع :۲/۵۶۲)"دس درہم سے کم مہر نہیں ہوگا" —— مہر کی مقدار میں اعتدال ہونا چاہئے، نہ مہر اتنا معمولی ہو کہ اس کی کوئی قدر باقی نہ رہے، نہ اتنا زیادہ ہو کہ اس کی ادائیگی دشوار ہو جائے، اور مرد کی معاشی حالت اس کی متحمل نہ ہو، حضرت عمر ﷺ نے مہر کی کثرت میں غلو کو بہت ناپسند فرمایا ہے، اور فرمایا کہ مہر کی کثرت اگر فخر و شرافت کی بات ہوتی تو ازواج مطہرات کا مہر زیادہ ہوتا، (مجمع الزوائد ، باب الصداق :۴/۲۸۳)۔

مہر کی تعیین سونے چاندی کی صورت میں سنت سے قریب ہے؛ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ازواج مطہرات، بنات طاہرات اور حضرات صحابیات رضوان اللہ علیہن کے مہر چاندی یا سونے سے مقرر کئے جاتے تھے، نیز اس میں عورت کا فائدہ اور اس کے لئے قرین انصاف بھی ہے کہ روپے کی مالیت دن بہ دن گھٹتی جاتی ہے، اس طرح روپیوں میں مقرر کیا ہو مہر ایک عرصہ بعد اپنی قدر کھو دیتا ہے، (دیکھئے: حلال وحرام :ص:۲۷۱)

(۱) سنن أبي داؤد عن سهل بن سعد الساعدی ﷺ ، نكاح ، باب في التزويج على العمل بعمل ، حدیث نمبر:۲۱۱۱

(۲) أبوداؤد عن سهل بن سعد الساعدی ﷺ ، نكاح ، باب في التزويج على العمل يعمل ، حدیث نمبر:۲۱۱۱

(۳) مسند أحمد :۳/۳۵۱، حدیث نمبر:۱۴۸۰۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

’’اگر کسی مرد نے عورت کو اپنے ہاتھ بھر کھانا مہر میں دیا تو وہ عورت اس کے لئے حلال ہوگئی‘‘

نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" إن أعظمَ النكاحِ بركةً أيسرُه مؤُونَةً " (۱)

’’وہ نکاح اتنا ہی زیادہ برکت والا ہے جس میں بوجھ جتنا کم ہو‘‘

ابو عجفاء سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے ہوئے سنا:

" لا تغالوا صدقة النساء فإنها لو كانت مكرمة في الدنيا و تقوىً عند الله لكان أولاكم بها نبي الله إلخ " (۲)

’’عورتوں کے مہر بڑھایا نہ کرو، کیونکہ اگر یہ دنیا میں عزت کی بات ہوتی اور اللہ کے نزدیک تقویٰ کی بات ہوتی تو آپ لوگوں سے نبی کریم ﷺ اس کے زیادہ مستحق تھے‘‘

اگر مہر کی تعیین نہیں ہوئی یا عقدِ نکاح کے وقت مہر کا ذکر نہیں ہوا گو دل میں دینے اور تعیین کا ارادہ تھا، تو ایسی صورت میں عورت کو مہر مثل ملے گا، یعنی اس جیسی عورت جس کی شادی اس کے شہر میں ان ہی دنوں میں ہوئی ہو، مہر جتنا ہوگا اتنا ہی مہر اس کا ہوگا۔

شوہر اور ولی کے لئے جائز نہیں ہے کہ عورت کا مہر اس کی رضا کے بغیر لے لے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

" وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَرِيئًا " (۱)

(۱) منسد أحمد عن عائشة رضي الله عنها :۶/۸۲، حدیث نمبر:۲۴۵۲۰

(۲) ترمذي ، نكاح ، باب مهور النساء : حدیث نمبر:۱۱۱۴

(۳) النساء:۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''اور تم بیویوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دے دیا کرو، لیکن اگر وہ خوش دلی سے تمہارے لئے اس میں کا کوئی جزو چھوڑ دیں، تو تم اسے ہنسی خوشی کھاؤ''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عقدِ نکاح کی کیفیت وصورت

نکاح نامہ

عقدِ نکاح بالمشافہہ (آمنے سامنے) بغیر لکھے درست ہے، جبکہ عقدِ نکاح کے شرائط و واجبات پورے ہوں، البتہ بہتر یہ ہے کہ عقد نکاح ایسے لوگوں کی موجودگی ونگرانی میں ہو جو نکاح کے احکام وشرائط سے واقف ہوں، اور ان کی نگرانی میں ایک نکاح نامہ تیار ہو، جس میں عاقدین اور گواہان کے لئے ضروری خانے ہوں، اور وہ مجلس نکاح میں پُر کئے جائیں، تاکہ اختلاف کے وقت اس کی طرف رجوع کیا جا سکے، اور وہ شادی کے لئے ایک حجت واعلان ثابت ہو سکے، اور مرنے کے بعد ایک شہادت بن سکے، آج کل کے زمانہ میں خاص طور پر عقدِ نکاح قلم بند کرنے کی سخت ضرورت ہے، کیونکہ لوگوں پر سے یقین اٹھ چکا ہے، اور آج کل کے مسلمان پہلے کے مسلمان کی طرح نہیں رہے، لہٰذا جہاں اور معاہدات اور دوسری باتیں ضبط تحریر میں لائی جاتی ہیں، وہیں عقدِ نکاح بھی قلم بند ہونا چاہیئے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَن يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ﴾ الآية (۱)

(۱) البقرہ: ۲۸۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، جب کسی مقرر مدت کے لئے تم آپس میں قرض کا لین دین کرو، تو اسے لکھ لیا کرو، فریقین کے درمیان انصاف کے ساتھ ایک شخص دستاویز تحریر کرے، جسے اللہ نے لکھنے پڑھنے کی قابلیت بخشی ہو، اُسے لکھنے سے انکار نہ کرنا چاہئے"

نکاح کی شرائط و واجبات کی تکمیل کے بعد اور شرعی ممنوعات اور رکاوٹوں کی رعایت کے ساتھ عقد نکاح پایۂ تکمیل تک پہنچ جانے کے بعد خطبۂ نکاح کے لئے قاضی یا اس کا نائب کھڑا ہو، اور یوں کہے:

" إن الحمدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ ، وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُه "

"بے شک تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، ہم اس کی تعریف بیان کرتے ہیں، اسی سے مدد طلب کرتے ہیں، اسی سے مغفرت چاہتے ہیں، ہم اپنے نفس کے شرور اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں، اللہ جس کو ہدایت دے تو اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، اور جس کو گمراہ کرے تو اس کو ہدایت دینے والا کوئی نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں"

اس کے بعد درج ذیل تین آیات پڑھے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۱) پہلی آیت آل عمران کی ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴾ (۱)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، تم کو موت نہ آئے، مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو''

۲) دوسری آیت سورہ نساء کی ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ﴾ (۲)

''اے لوگو! اپنے پروردگار سے تقویٰ اختیار کرو جس نے تم (سب) کو ایک ہی جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا، اور ان دونوں سے بہ کثرت مرد اور عورت پھیلا دیئے اور اللہ سے تقویٰ اختیار کرو جس کے واسطہ سے ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور قرابتوں کے باب میں بھی (تقویٰ اختیار کرو) بے شک اللہ تمہارے اوپر نگراں ہے''

۳) تیسری آیت سورہ احزاب کی ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ

(۱) آل عمران:۱۰۲

(۲) النساء:۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ (۱)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو، اللہ تمہارے اعمال درست کردے گا، اور تمہارے قصوروں سے درگزر فرمائے گا، جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے اُس نے بڑی کامیابی حاصل کی"

اس کے بعد عاقدین (مرد و عورت) واضح اور آسان الفاظ میں ایجاب وقبول کریں گے، تاکہ حاضرین مجلس گواہان اور ولی سن سکیں اور سمجھ سکیں، مجلس عقد میں مہر کا ذکر کیا جائے گا، اور دلہے ودلہن کے نام صراحت کے ساتھ ذکر کئے جائیں گے، نیز دونوں کے نام کے ساتھ ولی، شاہدین اور نکاح پڑھانے والے کے نام، ان کی عمریں، حرفتیں اور پتے نکاح نامہ میں لکھے جائیں گے، اسی طرح نکاح نامہ میں عقد نکاح، مہر کا ذکر، اس کی مقدار، نقد یا مؤجل (ادھار)، مجلس عقد، دن، وقت اور تاریخ کی تصریح ہوگی اور ان امور پر مذکورہ بالا لوگوں کی دستخط لی جائے گی، اس کے بعد آخر میں قاضی یا اس کا نائب، یا محرر جو اِن تمام امور کے لکھنے پر مامور ہو، وہ دستاویزی ریکارڈ میں محفوظ کردے گا، نیز موضوع سے متعلق نوٹس اور شرائط وغیرہ بھی اس پر لکھ دے گا۔

نکاح کا اعلان:

سنت طریقہ یہ ہے کہ نکاح کا اعلان واشتہار ہو، خوشی ومسرت کا اظہار ہو، اور جوڑے کے لئے سعادت وخوش بختی کی نیک فالی لی جائے، اور دلہا ودلہن کو خیر وبرکت اور حسنِ معاشرت کی دعا دی جائے، "بارک اللہ لکما" وغیرہ الفاظ کہے جائیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "أعلنوا النکاح" یعنی نکاح کا اعلان کرو، ایک روایت میں ہے: "أظهروا

(۱) الأحزاب :۷۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

النکاح ''یعنی نکاح کا اظہار کرو، عمر بن مازنی اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پوشیدہ نکاح کو ناپسند فرماتے تھے....(۱)

ولیمہ

دعوت ولیمہ جوکہ زفاف (دلہا ودلہن کے جسمانی تعلق) کے بعد ہوتی ہے، مسنون ہے، حسب استطاعت کی جائے گی، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ سے فرمایا: ''أولم ولو بشاة ''(۲) یعنی دعوت ولیمہ کرو، گرچہ ایک بکری ہی صحیح، اور حضرت انس ؓ سے روایت ہے:

" أن النبي ﷺ أولم على صفية رضى الله تعالى عنها بِتَمرٍ وسويقٍ " (۳)

''نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے بنا (جماع) کے بعد کھجور اور ستو سے دعوت ولیمہ فرمائی''

دعوتِ ولیمہ میں شوہر کی حالت فقر وغنا، خوشحالی وتنگدستی کی رعایت کی جائے گی، کیونکہ شبِ زفاف کی مناسبت خوشی ومسرت کی ہے، اسی کا اظہار دعوت ولیمہ ہے، جس میں دوست واحباب، اہل تعلق، اہل خاندان اور اقرباء خوشی کے اظہار اور مبارکبادی کے لئے شریک ہوتے ہیں، پس اگر دعوت میں شوہر کی حیثیت سے بڑھ کر مظاہرہ ہوا تو خوشی میں تلخی پیدا ہوگی اور شوہر کے لئے بار گراں ہوگا، جو موقع ومحل کے اعتبار سے مناسب نہیں، جب آدمی دعوتِ ولیمہ کرے، تو اپنے متعارف لوگوں میں مالدار اور غریب سب کو مدعو کرے،

(۱) ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۱۵۰۵، مسند أحمد، حدیث نمبر: ۱۶۱۱۱
(۲) ترمذي، باب في الوليمة، حديث نمبر: ۱۰۹۴
(۳) حوالہ سابق، حدیث نمبر: ۱۰۹۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مالداروں کے ساتھ دعوت خاص نہ کرے، کیونکہ ایسی دعوت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک ناپسندیدہ ہے، اور شریف لوگوں کی شان کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ ایسے داعی پر غصہ ہوتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

" شرُّ الطَّعامِ الوليمةُ تُدعىٰ إليها الأغنياءُ وتُترَكُ الفقراءُ " (۱)

" دعوتِ ولیمہ کا وہ کھانا نہایت مذموم و برا ہے جس میں صرف مالدار مدعو کئے گئے ہوں اور فقراء چھوڑ دیئے گئے ہوں"

دعوت قبول کرنا واجب ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" إذا دُعِيَ أحدُكم إلى وليمةِ عرسٍ فليُجِبْ ، وفي لفظ : إذا دعا أحدُ كم أخاه فَلْيُجبْ ...... " (۲)

" جب تم میں سے کوئی شادی کی دعوت ولیمہ میں مدعو کیا جائے، تو چاہیئے کہ وہ اس دعوت کو قبول کرلے، اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ: جب تم میں کا کوئی اپنے بھائی کو دعوت دے، تو چاہیئے کہ وہ قبول کرے"

مدعو جب دعوت ولیمہ میں کوئی خلاف شرع کام دیکھے، جیسے شراب، فسق، فجور یعنی گانا بجانا وغیرہ، تو اگر وہ اسے روکنے پر قادر ہو، تو روک دے ورنہ واپس لوٹ جائے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(۱) بخاري عن أبي هريرة ﷺ ، بـاب مـن ترک الدعوة فقد عصى الله و رسوله حدیث نمبر: ۵۱۷۷

(۲) مسـلم عن ابن عمر ﷺ ، بـاب الأمـر بـإجابة الداعي إلى دعوة ، حدیث نمبر: ۳۵۱۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

" وَمَنْ كَانَ يُؤمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخرِ فلا يقعُدُ على مائدةٍ يُدارُ عليها الخمرُ " (۱)

" جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اس کو چاہیئے ایسے دستر خوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کے جام چل رہے ہوں"

لہو ولعب اور گانا بجانا

اسلام نے خوشی کے موقع پر خوشی کے اظہار سے منع نہیں کیا ہے، البتہ اس کا سلیقہ بتایا ہے اور دائرہ مقرر کیا ہے، چنانچہ شادی کی تقریب میں ایک حد تک گانے اور دف بجانے کی اجازت دی ہے، حضرت محمد بن طالب ﷜ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" فصلُ بينَ الحلالِ والحرامِ الدفُّ و الصوتُ فِي النِّكاحِ " (۲)

" حلال وحرام کے درمیان فاصل نکاح میں دف اور آواز کا ہونا ہے"

روایت میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک قریبی خاتون کو ایک انصاری صحابی ﷜ کے زفاف میں بھیجا، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

" يا عائشة ما كان معكم من لهو ؟ فإن الأنصار يُعجِبُهم اللهوُ " (۳)

(۱) مسند أحمد عن جابر ﷜: ۳/۵۳۹، حدیث نمبر: ۱۴۶۳۴

(۲) ترمذي ، نكاح ، باب في إعلان النكاح ، حدیث نمبر: ۱۰۸

(۳) بخاري ، نكاح ، باب النسوة التي يهدين المرأة حدیث نمبر: ۵۱۶۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''اے عائشہ! تم لوگوں کے پاس کوئی کھیل نہیں ہے؟ کیونکہ انصار کو کھیل بھاتا ہے''

نبی کریم ﷺ ناپسند فرماتے تھے کہ کوئی شادی کی تقریب خاموشی سے گزر جائے، اس کا اعلان واشتہار نہ ہو اور نہ کوئی آواز ہو، چنانچہ مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ خفیہ نکاح کو ناپسند فرماتے یہاں تک کہ دف بجایا جائے، اور کہا جائے: ''أتیناکم أتیناکم '' ہم تم لوگوں کے پاس آئے، ہم تم لوگوں کے پاس آئے، ''فحیونا فحیاکم ''(۱) پس تم لوگ ہمیں سلامتی کی دعا دو ہم تمہیں سلامتی کی دعا دیں گے۔

معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا منشا یہ ہے کہ شادی کی تقریب بالکل سناٹا خاموشی سے نہ گزر جائے، بلکہ خوشی، تفریح، گانے اور دفوں کی آواز کے ساتھ اپنے اتمام کو پہنچے۔ (۲)

اسلام نے ایسی گیت اور غزل سے منع کیا ہے جو بُرے خیالات کو جنم دے، سینوں میں فتنہ کا بیج بوئے، اور نفسانی شہوت کو برانگیختہ کرے، اور جس میں جام و مئے اور گناہوں کا ذکر ہو، کیونکہ یہ تمام چیزیں جس طرح دوسرے موقعوں پر حرام ہیں، اسی طرح نکاح کے موقع سے بھی حرام ہیں۔

---

(۱) دیکھیے: ابن ماجہ، باب الغناء و الدف، حدیث نمبر: ۱۹۰۰، مسند أحمد: ۳/ ۴۹۷، حدیث نمبر: ۱۵۱۹۰

(۲) البتہ چوں کہ موجودہ دور ہوی و ہوس میں اس طرح کی اجازت بہت سے مفسدات کا دروازہ کھول دیتی ہے اور بات دف سے طبلہ وسارنگی اور مزامیر تک جا پہنچتی ہے؛ اسی لئے بعد کو بعض فقہاء نے ازراہ احتیاط خود دف کے استعمال کو بھی نکاح کے موقع سے منع کیا ہے، (البحر الرائق: ۳/ ۱۴۳)، گرامی قدر حضرت الاستاذ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی رائے بھی یہی ہے، ان کے الفاظ اس طرح ہیں: ''اور خیال ہوتا ہے کہ یہی زیادہ صحیح ہے'' (قاموس الفقہ: ۳/ ۴۲۶)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عقدِ نکاح کے بعد کے احکام

عقد نکاح کی صحیح ہونے اور نہ ہونے، نیز دونوں حالتوں میں ہمبستری ہونے اور نہ ہونے کے اعتبار سے احکام ومسائل کی تفصیلات حسب ذیل ہیں:

صحیح نکاح

صحیح نکاح ایسے نکاح کو کہتے ہیں جو موانع نکاح سے خالی ہو، اور اس میں نکاح سے متعلق ضروری شرائط و واجبات پورے طور پر بروئے کار لائی گئی ہوں، اور وہ یہ ہیں کہ زوجین میں سے ایک دوسرے پر حرام نہ ہو، یا ان دونوں کے درمیان نکاح کی حلت مشتبہ نہ ہو، یا ان دونوں میں سے کسی کے اندر عقدِ نکاح کی کوئی شرط ناقص نہ ہو کہ جس کی وجہ سے نکاح صحیح نہ ہو سکے، ولی (۱)، گواہان، ایجاب وقبول اور زوجین متعین ہوں اور دونوں میں

(۱) جہاں تک ولی کی بات ہے، تو احناف کے نزدیک زوجین کے بالغ ہونے کی صورت میں عقد نکاح کے صحیح ہونے کے لئے ولی کا ہونا ضروری نہیں ہے، بغیر ولی کے بھی نکاح صحیح ہو جاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''اور جب تم طلاق دے چکو اپنی عورتوں کو پھر وہ اپنی مدت کو پہنچ چکیں، تو تم انہیں اس سے مت روکو کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کر لیں'' (البقرہ: ۲۳۲)، نیز ارشاد ربانی ہے: ''وہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے'' (البقرہ :۲۳۰) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: '' الأيم أحق بنفسها من وليها '' (مسلم ، نکاح ، باب استئذان الثيب في النكاح، حدیث نمبر ۳۴۷۶) یعنی: ''وہ عورت جس کا شوہر نہ ہو، اپنے ولی سے زیادہ اپنی ذات پر تصرف کا حقدار ہے''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے کسی کی طرف سے دوسرے پر کوئی شرط تقاضائے عقد کے خلاف نہ ہو۔

اگر ہمبستری کر چکا ہو

وطی (ہم بستری) کے بعد عقدِ نکاح کا حکم یہ ہے کہ وہ مؤکد ہو جاتا ہے اور اس کے آثار و احکام یہ ہیں:

۱) بیوی سے استمتاع کا حلال ہونا، حسنِ معاشرت کا واجب ہونا، عدل کی رعایت کا ضروری ہونا اور زوجین کے تعلق سے متعلق احکام۔

۲) حرمت مصاہرت۔

۳) بیوی کے نفقہ وسکنی کا واجب ہونا اور اس سے متعلق احکام۔

۴) پورے مہر کا واجب ہونا۔

۵) ذریعہ ثبوت نسب۔

۶) زوجین کے درمیان وراثت کا جاری ہونا۔

۷) زوجین کے درمیان تفریق سے عدت کا واجب ہونا۔

اگر ہمبستری نہ کیا ہو

عقدِ نکاح صحیح ہو، لیکن کسی مانع کی وجہ سے شوہر بیوی سے جسمانی تعلق قائم نہ کر سکا، تو ایسی صورت میں یہ احکام ہیں:

۱) نصف مہر کا واجب ہونا۔

۲) اگر شوہر ایسی عورت کو طلاق دیدے تو اس پر عدت واجب نہیں ہوگی۔

۳) اگر بچہ پیدا ہو تو نسب ثابت نہیں ہوگا۔

۴) دونوں کے درمیان وراثت جاری ہوگی۔

۵) عورت کا نان ونفقہ اور سکنی واجب ہوگا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۶) حسنِ معاشرت اور یک سے زیادہ بیویاں ہوں، توان کے درمیان عدل کا برتاؤ واجب ہوگا۔

نکاح باطل یا فاسد

نکاح باطل یا فاسد (۱) ایسے نکاح کو کہتے ہیں جس نکاح کا کوئی رکن یا اس کی کوئی لازمی شرط مفقود ہو، جیسے: زوجین میں سے ایک دوسرے پر حرام ہوں، یا بغیر مہر کی شادی

---

(۱) احناف کے یہاں نکاح فاسد اور نکاح باطل کے درمیان فرق ہے، نکاح باطل میں سرے سے نکاح ہی منعقد نہیں ہوتا ہے، اس کا وجود عدم کے درجہ میں ہے، جبکہ نکاح فاسد میں نکاح کا وجود ہوتا ہے، لیکن عاقدین (مرد وعورت) پر اس نکاح کا فسخ واجب ہوتا ہے، تا کہ فساد کی وجہ سے جو معصیت سرزد ہوکر جا گزیں ہوگئی تھی وہ دور ہوجائے۔

نکاح فاسد کی مثالیں: دو بہنوں سے ایک ساتھ شادی کرنا، ایک بہن ابھی عدت گزار رہی ہو کہ اس کی بہن سے شادی کرنا، دوسری عورت (جس کو شوہر نے طلاق دیدی، یا اس کا شوہر مرگیا) کی عدت گزار رہی ہو، ابھی عدت ختم نہ ہوئی ہو کہ اس سے شادی کرنا، کسی کے پاس چار بیویاں ہوں، اس نے ان میں سے ایک کو طلاق دیدی، ابھی وہ عدت ہی گزار رہی ہے کہ پانچویں عورت سے شادی کرنا۔

نکاح باطل کی مثالیں: محرمات یعنی وہ عورتیں جن سے نکاح کرنا حرام ہے، سے شادی کرنا، جیسے: ماں، بہن، بیٹی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، خوش دامن اور کافر عورت سے نکاح کرنا۔

نکاح فاسد میں جنسی ملاپ اور جسمانی تعلق قائم کر لینے سے حد جاری نہیں ہوگی، جبکہ نکاح باطل میں اگر حرمتِ نکاح کا علم تھا، تو حد جاری ہوگی۔

نکاح فاسد میں نسب ثابت ہوتا ہے، جبکہ نکاح باطل میں نسب ثابت نہیں ہوتا ہے۔

اگر دخول (ہمبستری) کے بعد تفریق عمل میں آئے، تو نکاح فاسد میں عدت لازم ہوگی اور مرد پر متعین مہر اور مہر مثل میں سے جو کمتر ہوگا، وہ لازم ہوگا، اور نکاح باطل میں عدت لازم نہیں ہوگی اور نہ ہی عورت کو مہر ملے گا۔ (دیکھئے: درمختار ورد المحتار: ۴/۲۷۴-۲۷۷)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوئی ہو، یا مرد نے اپنی مطلقہ ثلاثہ (جس عورت کو تین طلاق دی گئی ہو) سے بغیر حلالہ کے شادی کر لی ہو، یا بغیر ولی یا گواہان کے شادی ہوئی ہو۔

وطی کے بعد نکاح باطل کا حکم

اگر کوئی مرد اپنی ایسی بیوی سے جسمانی تعلق قائم کرے جس کا نکاح اس سے باطل وفاسد ہوا تھا، تو اس پر درج ذیل احکام مرتب ہوں گے:

۱) دونوں کے درمیان تفریق واجب ہوگی۔

۲) دونوں کے درمیان مصاہرت حرام ہوگی۔

۳) جدائیگی کے وقت عورت پر عدت واجب ہوگی۔

۴) اگر عورت اس مرد سے حاملہ ہو جائے تو دونوں کے درمیان نسب ثابت ہوگا۔

۵) سکنی اور نفقہ نہیں ہوگا، اور اس سے متعلق احکام۔

٦) دونوں کے درمیان میراث کا قانون جاری نہیں ہوگا۔

وطی سے پہلے نکاح باطل کا حکم

جہاں تک وطی سے پہلے نکاح باطل کے حکم کی بات ہے، تو اس پر کوئی حکم مرتب نہیں ہوگا، یہ عقد باطل معدوم کی طرح ہے، عقد کے باطل ہونے کے علم کے بعد مرد پر عورت سے وطی کرنا اور اس سے اتصال حرام ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دوسرا باب

زوجین کے درمیان یکجائیت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زوجین کے درمیان حسنِ معاشرت

اسلام نے شادی کا حکم دیا، اس کی لوگوں کو ترغیب دی، اس پر بڑے فوائد اور بڑی نعمتوں کے حصول کو منحصر کیا، جن سے زوجین خاص طور پر دنیا و آخرت میں متمتع ہوں گے، اور عمومی طور پر انسانی معاشرہ بہرہ ور ہوگا، نیز اسلام نے زوجین کے درمیان رشتہ ازدواج کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے پر ابھارا ہے، تاکہ ان فوائد کو بقاء حاصل ہو، اس کے پھل چنے جاتے رہیں، اور وہ مقصد حاصل ہوتا رہے، جس کے لئے عقد نکاح مشروع ہوا ہے، اسلام نے زوجین کے درمیان معاشرتی زندگی کے حدود مقرر کئے، شروط وضع کیں، اور احکام مشروع کئے، ہر صاحبِ حق کا حق بیان کیا، اور اس کا پورا حصہ دیا؛ کیونکہ اسلام کا منشا یہ ہے کہ زوجین کے درمیان حسنِ معاشرت قائم ہو، اور دنیا و آخرت میں یہ رشتہ باعث راحت ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾(۱) ''اور بیویوں کے ساتھ خوش اسلوبی سے گزر بسر کرو'' ﴿وَلَا تُضَارُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ﴾ (۲) ''اور انہیں تنگ کرنے کے لئے ان کو نہ ستاؤ'' ﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ﴾ (۳) ''تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہے''

(۱) النساء:۱۰

(۲) الطلاق:٦

(۳) البقرہ:۲۲۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معروف: معاشرہ میں مروّج و مانوس اور اچھے کام کو کہتے ہیں، خواہ وہ کام ظاہر ہو یا پوشیدہ، جس سے زندگی سنورتی ہے، سعادت بخش بنتی ہے، اور زندگی میں سکون آتا ہے، اسلام چاہتا ہے کہ دونوں کے درمیان تعلقات بہتر رہیں، آپس میں مودت و رحمت کی فضا قائم رہے، ایک کا دوسرے پر بھرپور اعتماد و اطمینان رہے، امن و سلامتی اور چین کی زندگی بسر ہو، ایک طرف دنیوی سعادت اور زندگی کے لطف اٹھائیں اور دوسری طرف آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضا ان پر سایہ فگن ہو۔

اللہ تعالیٰ نے عورت کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ مرد کے لئے دلی سکون کا سامان بنے، سکون ایک نفسیاتی اور وجدانی شئی ہے، جس کا تعلق محسوس کرنے سے ہے، نہ کہ چھونے اور دیکھنے سے، سکون انسان کے لئے معنوی ضروریات میں سے ہے، جو کہ عورت کے سایہ میں حاصل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے دونوں میں سے ہر ایک کے اندر ایک دوسرے کو چاہنے اور محبت کرنے کا جذبہ ودیعت فرمایا ہے، مرد عورت کو دل و جان سے چاہتا ہے، اس کے ساتھ مودت و رحمت کا معاملہ کرتا ہے، اور عورت بھی اسی طرح مرد کے ساتھ معاملہ کرتی ہے، درج ذیل آیت کریمہ کا مفہوم یہی ہے:

﴿ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَّ رَحْمَةً إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴾ (١)

”اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں، تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی، یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں، اُن لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں“

(١) الروم :٢١

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

﴿ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ﴾ (۱)

''وہ تمہارے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو''

زوجین کے درمیان حسن معاشرت میں سے یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی شرط کو بروئے کار لائے، اور ہر ایک دوسرے کے حقوق کو پورے طور پر ادا کرے، جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ مذکور بالا طریقہ پر زندگی گزارے، وہ حقیقی مسلمان ہے، اپنے معاملات میں راہ راست پر ہے، اللہ تعالیٰ کے حدود کو قائم کرنے والا ہے، جس نے اس میں کوتاہی کی، یا مخالفت کی اس طور پر کہ اس نے اپنی بیوی پر سختی و تنگی برتی، یا اس کے ساتھ برا سلوک کیا، اور اس کو نقصان پہونچایا، تو اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، وہ شخص اسلام کے نظام ازدواج کا باغی سمجھا جائے گا، اللہ تعالیٰ کی حدود کو پامال کرنے والا متصور ہوگا، اور اسلام کے قائم کردہ حسنِ معاشرت کے نظام کا مخالف کہلائے گا، (۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ﴾ (۳)

''اور یہ حدیں ہیں باندھی ہوئی اللہ کی، اور جو کوئی بڑھے اللہ کی حدوں سے تو اس نے برا کیا اپنا''

﴿ وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴾ (۴)

''اور جو کوئی اللہ کے ضابطوں سے باہر نکل جائے گا سو ایسے لوگ

(۱) البقرہ:۱۸۷

(۲) اسی طرح اگر عورت شوہر کے ساتھ برا سلوک کرے، حقوق زوجیت ادا کرنے میں کوتاہی برتے، شوہر کو گالی گلوچ کرے اور ناروا بنیاد پر شوہر کو ذہنی ایذا پہونچائے تو اس کا حکم بھی یہی ہوگا۔

(۳) الطلاق:۱

(۴) البقرہ:۲۲۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تو (اپنی حق میں) ظلم کرنے والے ہیں“

یعنی اس نے اپنی بیوی کو ضرر پہنچا کر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنے اوپر ظلم کیا، اگر اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ حدود کی مخالفت عورت کی طرف سے پائی گئی تو یہ نشوز (شوہر کی نافرمانی) کہلاتا ہے، اور اگر مرد کی طرف سے پائی گئی تو اس کو اضرار (بیوی کو ضرر پہونچانا) کہا جاتا ہے۔

حسنِ معاشرت کے قبیل سے یہ ہے کہ زوجین میں سے ہر کوئی دوسرے کو تکلیف پہونچانے سے احتراز کرے، سخت کلامی گالی گلوج، بے رخی، منہ بسوڑنے اور مار پیٹ سے پرہیز کرے۔

نیز حسنِ معاشرت کے قبیل سے یہ بھی ہے کہ شوہر اپنی بیوی کی زندگی میں خوشیاں لانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

” كُنتُ أَلْعَبُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكُنَّ إذا رأينَ رسولَ الله ﷺ ينقمعن منه ، كان رسول الله ﷺ يسير بهن إليّ تَلْعَبْنَ معي “ (۱)

”میں عہد رسالت میں کھیلا کرتی تھی، جب میری سہیلیاں رسول اللہ ﷺ کو تشریف لاتے دیکھتیں تو سب چھپ جاتیں، پھر رسول اللہ ﷺ ان سب کو لے کر میرے پاس تشریف لاتے او وہ سب میرے ساتھ کھیلتیں“

حسنِ معاشرت یہ بھی ہے کہ زوجین میں ہر کوئی دوسرے کی بابت تجسس نہ کرے، دوسرے کی غلطی اور لغزش سے درگزر کرے، بعض لوگ غیرت میں سوء ظن (بدگمانی) کا شکار

(۱) مسند أحمد :۶/۲۳۳، حدیث نمبر:۲۵۹۵۷، مسلم ، فضائل الصحابة ، حدیث نمبر:۶۲۸۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتے ہیں، اس کے بعد شریک حیات کی باتوں یا اس کی حرکتوں کی فاسد تاویل کرتے ہیں، جس کی وجہ سے ازدواجی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے، اور ایک دوسرے کے بارے میں تجسس کو جنم دیتی ہے، یہ سب شیطانی وسوسہ اور بہکاوا ہے، شیطان تعلقات کو توڑنا چاہتا ہے اور زوجین کے درمیان حسنِ معاشرت کی دیوار کو گرانا چاہتا ہے، اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اس مذموم اخلاقی عیب سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے:

" نهى رسولُ الله ﷺ أن يطرُقَ الرجلُ أهلَه لئلا يتخونَهم أو يطلُبَ عثراتِهم " (۱)

" رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہے کہ آدمی اپنے اہل کے پاس (رات میں) آئے، تا کہ ان کے ساتھ خیانت نہ کرے، یا ان کی لغزشوں کو تلاش کرے"

یہ اسلام کے حسنِ آداب میں سے ہے کہ اس سے دوسروں کے ساتھ حسنِ ظن قائم رہتا ہے اور معاشرہ صاف ستھرا رہتا ہے۔

لیکن افسوس کی بات ہے کہ ایک طرف بعض جاہل مسلمان بیوی پر سختی اور اس کے ساتھ بدسلوکی کو اپنی بہادری اور مردانگی سمجھتے ہیں، اور دوسری طرف بعض دوسرے جاہل مسلمان بیوی کو پوری آزادی دے کر اپنے کو روشن خیال سمجھتے ہیں کہ جہاں چاہے جا سکتی ہے، بے محابا جس سے چاہے ملاقات و بات کر سکتی ہے، اور بلا اختلاف مکمل آزادی کو عورت کا حق تصور کرتے ہیں، دونوں ہی نوع کے رجحانات کی مثالیں اور واقعات بہت ہیں، ظاہر ہے کہ اس کے انجام بہت بھیانک اور بُرے رونما ہوں گے اور ہوئے ہیں، اور اس کی بربادیاں اکثر ناکامی پر ختم ہوتی ہیں، بلاشبہ یہ اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت اور عدم بصیرت کا نتیجہ ہے، جو کہ یکسر شریعت اسلامیہ کے خلاف اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا موجب ہے۔

(۱) مسلم، باب كراهية الطروق و هو الدخول ليلاً، حدیث نمبر: ۱۴۲۱۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پس جو شخص اس کا شکار ہو تو اس کو چاہیے کہ اپنی غلطی کی اصلاح کر لے، ازدواجی زندگی رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق گزارے، اور اللہ تعالیٰ کے اس قول پر عمل کرے:

﴿ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾ (۱)

''اور بیویوں کے ساتھ خوش اسلوبی سے گزر بسر کرو''

عورت پر شوہر کے حقوق

اسلامی نقطۂ نظر سے عورت پر شوہر کے چند حقوق وواجبات ہیں، جنہیں بروئے کار لانا اس پر واجب ہے، اور وہ یہ ہیں:

۞ ان شرائط کو پورا کرنا جو کہ شوہر نے دوران عقد اس پر لگائے تھے، اس لئے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: '' المُسلِمُونَ علٰى شُروطِهم '' (۲) یعنی مسلمان اپنی شرطوں پر ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

'' المسلمونَ عندَ شروطِهِمْ ما وافقَ الحق '' (۳)

''مسلمان اپنی شرطوں پر ہیں، جبکہ وہ شرطیں حق کے موافق ہوں''

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''مقاطع الحقوق عند الشروط '' (۴) یعنی

(۱) النساء:۱۹

(۲) سنن الترمذی ، کتاب الأحکام ، باب ما ذکر فی الصلح بین الناس حدیث نمبر ۱۳۵۲، أبوداؤد ، کتاب الأقضیة ، باب فی الصلح، حدیث نمبر:۳۵۹۴

(۳) المستدرک للحاکم ، کتاب البیوع حدیث نمبر:۲۳۱۰، السنن الکبری للبیهقی ، کتاب الصداق ، باب الشروط فی النکاح حدیث نمبر:۱۴۲۱۳

(۴) صحیح البخاری ، معلقا عن عمر رضی اللہ عنہ ، کتاب الشروط ، باب الشروط فی المهر عند عقد النکاح ،باب نمبر۶ ،وکتاب النکاح ، باب الشروط فی النکاح ، باب نمبر۵۳ ،مصنف ابن ابی شیبه ، کتاب البیوع والأقضیة ، باب من قال ==

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"شرطوں کے مطابق حقوق کی حدیں متعین ہوں گی"۔

❁ اسی طرح شرعی حدود کی رعایت اور اس کی حفاظت عورت پر واجب ہے، خواہ وہ عبادات سے متعلق ہوں، یا دوسرے احکام یا اخلاقیات سے متعلق، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ﴾ (۱)

"اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور دکھلائی نہ پھرو جیسا کہ دکھانا دستور تھا پہلے جہالت کے وقت میں اور قائم رکھو نماز اور دیتی رہو زکاۃ اور اطاعت میں رہو اللہ کی اور اس کے رسول کی"

پس شرعی حدود میں سے ایک گھروں میں رہنا بھی ہے۔

❁ اسی طرح عورت پر لازم ہے کہ ان امور میں شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری کرے جن سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ راضی ہوں، اور ان امور میں شوہر کی بات نہ مانے جن سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ ناراض ہوتے ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" لا طاعة لمخلوق في معصية الله " (۲)

"جہاں اللہ کی نافرمانی ہو وہاں کسی مخلوق کی اطاعت درست نہیں"

چونکہ شوہر اپنے گھر کا نگراں ہے، اور نگراں اپنے ماتحت کے بارے میں ذمہ دار ہے، پس رعیت کے لئے لازم ہے کہ اپنے نگراں کی فرمانبرداری کرے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

═ المسلمون عند شروطهم ،حدیث نمبر:۲۲۰۳۱،السنن الکبری للبیهقی ، کتاب الصداق ، باب الشروط فی النکاح ،حدیث نمبر:۱۴۲۱۶

(۱) الأحزاب :۳۳

(۲) مسند أحمد عن علي ﷺ:۱/۱۶۱،حدیث نمبر:۱۰۹۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

﴿ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ﴾ (۱)
"پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنے لگیں تو ان کے خلاف بہانے نہ ڈھونڈو"

اسلام نے عورت پر شوہر کے علاوہ شوہر کے رشتہ داروں میں سے کسی اور کے حقوق کا ذکر نہیں کیا ہے، پس شوہر کے باپ ماں یعنی خسر اور خوشدامن وغیرہ کا عورت پر کوئی حق نہیں، البتہ اس پر لازم ہے کہ شوہر سے ہشاش بشاش ملے، اس کا کہا مانے، اخلاق حسنہ و فاضلہ اچھی عادتوں اور کریمانہ اقدار کے ذریعہ سے آراستہ ہو، شوہر کے سامنے شوہر کا احترام کرے، اس کے غائبانہ میں اس کی کرامت و شرافت کی حفاظت کرے، اپنے گھر، اپنے مال اور اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرے ہے، اور اپنی اولاد کو اپنے سینہ سے لگائے، قول و عمل میں سچی ہو، شوہر کے مال کی محافظ اور اس پر امین ہو، شوہر کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے، کم سخن و کم گو ہو، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

" الدنيا متاعٌ وخير متاعِها المرأةُ الصالحةُ التي إذا نظرتَ إليها سرّتک و إذا أمرتَها أطاعتک و إذا دعوتها أجابتک و إذا أقسمتَ عليها أبرّتک و إن غِبتَ عنها حفظتک في نفسهاو مالک " (۲)

"دنیا دولت ہے، اور دنیا کی بہترین دولت ایسی نیک بیوی ہے، کہ اس کی طرف دیکھو تو تمہیں خوشی ہو، جب تم حکم دو، وہ تمہارا کہا مانے، جب تم اس کو بلاؤ، تو وہ لبیک کہے، جب تم اس پر قسم کھاؤ، تو

(۱) النساء: ۳۴

(۲) ابن ماجه، نكاح، باب أفضل النساء: ۱/۱۳۳، نسائي، نكاح، باب أى النساء خير: ۲/۶۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وہ تمہاری قسم کی لاج رکھے، اور جب تم اس کو گھر میں چھوڑ کر غائب رہو، تو وہ اپنی ذات اور تمہارے مال کی حفاظت کرے“

۞ عورت پر لازم ہے کہ گھر کے کام انجام دے، یعنی: کھانا پکانا، آٹا گوندھنا، روٹی بنانا، شوہر کے کپڑے دھونا، بچوں کی نگہبانی، انہیں دودھ پلانا اور تربیت کرنا، (۱) شوہر کے

---

(۱) ان سارے کاموں کا کرنا عورت پر اخلاقی حیثیت سے اور دیانۃً واجب ہے، اس لئے قانونی طور پر عورت کو ان کاموں کے کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا ہے، (در مختار ورد المحتار: ۵/۲۹۱) دیانۃً واجب ہونے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر عورت شوہر کی خدمت کرتی ہے اور اس کے گھر کا کام کرتی ہے، تو آخرت میں اسے اس کا بڑا اجر و ثواب ملے گا، رسول اللہ ﷺ نے امت کو یہ اسوہ و نمونہ پیش کیا ہے کہ مرد و عورت زندگی کے دو پہیے ہیں، جس طرح گاڑی چلنے کے لئے دونوں پہیے کے کارآمد اور صحیح رہنے ضروری ہیں، اسی طرح ازدواجی زندگی خوشکن اور مثالی ہونے کے لئے مرد و عورت دونوں کا اشتراک ضروری ہے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کاموں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان تقسیم فرما دیا تھا کہ باہر کا کام حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ڈالا اور گھر کے اندر کا کام حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ڈالا، (در مختار ورد المختار: ۵/۲۹۱) اور عورتوں کو گھر کے کام کرنے کی طرف توجہ دلائی اور ترغیب فرمائی، چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ صحابیات رضی اللہ عنہن رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتی ہیں، اور عرض کناں ہوتی ہیں کہ یا رسول اللہ! مرد اللہ کے راستہ میں جہاد کر کے فضل و کمال میں (ہم عورتوں سے) سبقت لے گئے، ہمارے لئے کونسا عمل ہے جسے کر کے مجاہدین کے عمل (درجہ) کو پا سکیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم عورتوں میں کسی کا اپنے گھر میں خدمت کرنا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے مجاہدین کے عمل کو پالے گی، (مجمع الزوائد، نکاح، باب ثواب المرأة علي طاعتها لزوجها الخ: ۴/۳۰۴) یعنی اس درجہ کو پہنچ جائے گی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ مشہور ہے کہ کس حد تک گھر کے کاموں میں مشغولیت رہتی تھیں، خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

”چکی چلاتے چلاتے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ═══

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لئے روا ہے کہ اگر بیوی کو سفر میں ساتھ لے جانے کی ضرورت محسوس کرے تو ساتھ لے جائے، اور عورت کے لئے سفر سے انکار کرنا درست نہیں، ہاں! جب کہ عورت نے مرد پر عقد نکاح کے وقت سفر میں نہ لے جانے کی شرط لگائی ہو، تو شوہر اسے سفر میں ساتھ نہیں لے جائے گا، اور عورت کے لئے سفر کرنے سے انکار کرنا درست ہوگا، جیسا کہ عورت پر لازم ہے کہ اپنے شوہر کے گھر سے باہر نہ نکلے، اور نہ ہی اس کی اجازت کے بغیر کہیں کا سفر کرے، اس لئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے:

" و من حقِّه ... ألَّا تخرُجَ مِن بيتِه إلا بإذنِه و لا تُدخِلَ أحدًا بيتَه إلا بإذنه " (۱)

= ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے تھے، پانی کی بھری مشک لادکر لاتیں، اس کی وجہ سے گلے میں نشان پڑ گیا تھا، گھر میں جھاڑو صفائی کی وجہ سے دونوں نے مشورہ کیا کہ حضور ﷺ سے خادم مانگا جائے، حضرت فاطمہ رضی اللہ تشریف لے گئیں، تو آپ ﷺ گھر پر نہ تھے، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آنے کا مقصد بیان کرکے واپس چلی گئیں، جب آپ ﷺ تشریف لائے تو حضرت رضی اللہ عنہا نے (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنے اور ان کے مقصد کی خبر) آپ ﷺ کو دی، تو آپ ﷺ خود ان کے گھر تشریف لائے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ضرورت کا تذکرہ کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: فاطمہ! اللہ سے ڈرو، اپنے رب کی فرائض کو ادا کرتی رہو، اور گھر والوں کا کام کیا کرو، اور سوتے وقت سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر پڑھ لیا کرو، یہ خادم سے کہیں بہتر ہے، (مجمع الفوائد :۱/۲۲۷، جامع الأصول لابن الأثير :۶/۵۰۱-۵۰۲، بخاري ، نفقات ، باب عمل المرأة في بيت زوجها :۲/۸۰۷)

(۱) بخاري ، باب لا تأذن المرأة في بيت زوجها إلا بإذنه :۲/۷۸۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

”شوہر کے حقوق میں سے یہ ہے...... کہ عورت اپنے شوہر کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر نہ نکلے اور نہ ہی کسی کو شوہر کے گھر اس کی اجازت کے بغیر آنے دے“

ایک روایت میں یوں ہے:

” و الذي نفسي بيده لا تؤدي المرأة حقَّ ربِّها حتى تؤدِّي حقَّ زوجِها ، و لا تذوق حلاوةَ الإيمانِ حتى تُؤدِّيَ حقَّ زوجها لعِظَمِ حقِّه عليها “ (۱)

”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، عورت اپنے رب کا حق اس وقت تک ادا نہیں کرسکتی جب تک کہ وہ اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے، اور عورت ایمان کی مٹھاس اس وقت تک نہیں پا سکتی یہاں تک کہ وہ شوہر کا حق ادا نہ کرے، اس لئے کہ اس پر شوہر کا حق بڑا ہے“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ ﴾(۲)

”مرد عورتوں پر قوّام ہیں“

یعنی مردوں کو عورتوں پر غلبہ وتفوق حاصل ہے، کہ عورتوں کے امور کا انتظام کرے، اوران پر احکام نافذ کرے۔

﴿ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِه بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ، وَ بِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا

(۱) ابن ماجه ، نكاح ، باب حق الزوج على المرأة ،حدیث نمبر:۱۸۵۲

(۲) النساء :۳۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حَفِظَ اللّٰهُ ﴾ (۱)

''اس لئے کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر بڑائی دے رکھی ہے، اور اس لئے کہ مردوں نے اپنا مال خرچ کیا ہے، سو نیک بیویاں اطاعت کرنے والی اور مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت ونگرانی میں اُن کے حقوق کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں''

۞ عورت پر لازم ہے کہ استمتاع (شوہر کا بیوی سے بذریعہ جماع اور اس کے دواعی سے متمتع ہونا) کی بابت شوہر کی فرمانبرداری کرے، ٹال مٹول نہ کرے، اور بلا عذر شوہر کے جسمانی استمتاع کے لئے پیش ہونے سے کراہت خاطر محسوس نہ کرے؛ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

" إذا دعا الرجلُ امرأتَه إلى فراشِه فأبتْ أن تجيءَ لَعَنَتْهَا الملائكةُ حتى تُصبِحَ " (۲)

''جب مرد اپنی بیوی کو ہم بستری کے لئے بلائے اور وہ آنے سے انکار کردے، تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں''

بیوی کا نافرمانی کرنا

۞ عورت کا بلا عذر شرعی کے اپنے شوہر کی اطاعت نہ کرنا، یا شوہر کی اجازت کے بغیر اس کی اطاعت سے گریز کرنا نشوز ہے، جب شوہر کو اپنی بیوی کی نافرمانی کا اندیشہ ہو اور اس سے نافرمانی کے بعض آثار ظاہر ہوئے ہوں، تو اوّلاً اس کو نصیحت کرے، سمجھائے، اس کے شرعی فرائض و ذمہ داری کی تذکیر کرے، لیکن وہ نافرمانی سے باز نہ آئے، اپنی ضد پر جمی

(۱) النساء :۳۴

(۲) بخاري : نكاح ، باب إذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها :۷۸۲/۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رہے، تو اپنی خوابگاہ الگ کر لے، پھر بھی بے حس ثابت ہو اور نافرمانی سے باز نہ آئے، تو عورت کا ولی (۱) اس کی سرزنش کرے، البتہ "مُبَرِّح" یعنی ایسی سرزنش نہ ہو، جس سے بدن پر نشانات آجائیں یا زخم وغیرہ آجائے) نہیں ہے، جیسا کہ چھوٹے بچے کی ڈرانے اور تادیب کے لئے سرزنش کی جاتی ہے، پس اگر عورت اپنی غلطی پر نادم ہو جائے، نافرمانی کو ترک کر دے، بطیب خاطر شوہر کی اطاعت شروع کر دے، تو ٹھیک ہے، ورنہ اگر دونوں کے درمیان نزاع شدید ہو جائے، اور اختلاف ختم ہونے کے بجائے مزید بڑھنے کا اندیشہ ہو، تو حاکم مرد و عورت دونوں کے اہل خاندان میں سے ایک ایک حکم کو دونوں کے پاس بھیجے، دونوں حکم ایسے ہوں جو معاملات سے آگاہ ہوں، شریعت کے مطابق جوڑنے اور علاحدہ کرنے کے اصول سے واقف ہوں، دونوں حکم زوجین کے درمیان موجود اختلافات، اس کے اسباب اور دونوں کے درمیان اتحاد میں پیدا ہونے والی رکاوٹوں کو دور کرنے کی کوشش کریں اور ہر ممکن مصالحت کی سعی کریں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ ، فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا ، وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا ، إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴾ (۲)

(۱) ویسے قرآن نے شوہر کو بھی تادیب کا اختیار دیا ہے، ارشاد ربانی ہے: "اور جو عورتیں ایسی ہوں کہ ان کی سرکشی کا علم تم رکھتے ہو تو انہیں نصیحت کرو اور انہیں خوابگاہوں میں تنہا چھوڑ دو اور انہیں مارو" (النساء: ۳۴)

(۲) النساء: ۳۴-۳۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

”اور جو عورتیں ایسی ہوں کہ تم ان کی سرکشی کا علم رکھتے ہو تو انہیں نصیحت کرو اور انہیں خوابگاہوں میں تنہا چھوڑ دو اور انہیں مارو، پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنے لگیں تو ان کے خلاف بہانہ نہ ڈھونڈو، بے شک اللہ بڑا ہی رفعت والا بڑا ہی عظمت والا ہے، اور اگر تمہیں دونوں کے درمیان کشمکش کا علم ہو تو تم ایک حکم مرد کے خاندان سے ایک حکم عورت کے خاندان سے مقرر کردو، اگر دونوں کی نیت اصلاحِ حال کی ہوگی تو اللہ دونوں کے درمیان موافقت پیدا کردے گا، بے شک اللہ بڑا ہی علم رکھنے والا ہے ہر طرح باخبر ہے“

اگر دونوں حکم ناکام ہوجائیں، زوجین کے ایک ساتھ جھگڑنے اور بددلی جیسے جہنم نما ماحول میں رہنے سے طلاق کو بہتر سمجھیں اور دونوں اس کا فیصلہ کریں تو جائز ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ إِنْ يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهِ وَ كَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴾(۱)

”اور اگر دونوں جدا ہی ہوجائیں تو اللہ ہر ایک کو اپنے (فضل کی) وسعت سے بے نیاز کردے گا، اور اللہ ہے ہی بڑا وسعت والا بڑا حکمت والا“

یہ سیدھا اور متوازن راستہ ہے، جسے اسلام نے طلاق یا فراق سے پہلے اختیار کرنے کا حکم دیا، یعنی اوّلاً: وعظ و نصیحت، اس کے بعد زجر و توبیخ، پھر تحکیم (حکم بنانا)، آخر میں طلاق۔

(۱) النساء: ۱۳۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عورت پر بلا عذر شرعی کے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرنا حرام ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"مَن سألت زَوجها الطّلاق مِن غيرِ ما بأس فحرامٌ عليها رائحةُ الجنة" (۱)

"جو عورت بغیر کسی وجہ کے اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے"

اس حدیث میں واضح اشارہ ہے کہ قاضی کے لئے روا نہیں ہے کہ ایسے مرد کو بیوی سے علیحدہ کرے جو بیوی کو رکھنا چاہتا ہو، اسی طرح اس عورت کو طلاق دلوا کر الگ کرے جو شوہر سے بلا عذر شرعی کے طلاق کی طالب ہو، اس جیسی عورت شرعی اصطلاح میں "ناشزہ" (نافرمان) کہلاتی ہے، جو شوہر کو خواہ مخواہ ضرر پہونچانا چاہتی ہے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "لا ضَرَرَ ولا ضِرَارَ" (۲) یعنی: "آدمی اپنے بھائی کو ضرر نہ پہونچائے" ناشزہ (جو شوہر کے گھر سے بلا اجازت وعذر چلی گئی ہو) عورت کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں رہتا۔

(۱) "أيما امرأة سألت زوجها طلاقا في غير ما بأس فحرام عليها رائحة الجنة" (أبو داؤد، كتاب الطلاق، باب في الخلع، حدیث نمبر ۲۲۲۶، سنن الترمذی، کتاب الطلاق، باب المختلعات، حدیث نمبر: ۱۱۸۶)

(۲) ابن ماجة، أحكام، باب من بنى في حقه ما يضر بجاره، حدیث نمبر: ۲۳۴۰، الموطأ للإمام مالک، عن يحى بن المازني عن أبيه، كتاب الأقضية، باب القضاء في المرفق، حدیث نمبر ۱۴۲۹، مسند أحمد بن حنبل، عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر: ۲۸۶۷، الدارقطني، عن أبي سعيد الخدري رضی اللہ عنہ، كتاب البيوع، حدیث نمبر: ۲۸۸)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ عورت پر شوہر کے حقوق کا بیان تھا، شوہر کے علاوہ دوسرے رشتہ داروں کا عورت پر کوئی قانونی حق نہیں، ہاں دیانت واخلاق کا تقاضا ہے کہ ساس وسسر کی بھی خدمت کرے، شوہر کی بہن، یا اس کا بھائی، یا اس کے دوسرے رشتہ میں سے کسی کا عورت پر کوئی حق نہیں، اور نہ ہی شوہر کے لئے جائز ہے ان میں سے کسی کی خدمت کرنے پر مجبور کرے، ہاں اپنی طبیعت ومرضی سے چاہے تو خدمت کرسکتی ہے۔

مرد پر بیوی کے حقوق

اسلام نے جس طرح عورت پر شوہر کے حقوق کو بیان کیا ہے، اسی طرح مرد پر عورت کے حقوق کو بھی بیان کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ﴾ (۱)

''اورعورتوں کا (بھی حق) ہے جیسا کہ عورتوں پر (حق) ہے موافق دستور (شرعی) کے''

اوّل : ان شرائط کو پورا کرنا جو عقدِ نکاح کے وقت زوجین کے درمیان طے پائی ہوں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' أحقُ الشُّروطَ أن تُوفُوا به ما استحلَلْتُم به الفروجَ '' (۲)

''تمام شرطوں میں وہ شرط پوری کیے جانے کی زیادہ مستحق ہے، جس کے ذریعہ تم نے شرمگاہوں کو حلال کیا''

(۱) البقرہ :۲۲۸

(۲) بخاري ، كتاب الشروط ، باب الشروط في المهر عند عقد النكاح ، حدیث نمبر:۲۷۲۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خاص نفقات

مرد عورت پر نگران اور ذمہ دار ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ ﴾ (۱) ''مرد عورتوں پر ذمہ دار ہیں'' گھر کی قیادت و ذمہ داری اور اہل خاندان کی سر پرستی مرد کے کندھے پر ڈالی گئی ہے، اسی طرح گھر اور خاندان کی حفاظت، دیکھ بھال اور زندگی گزران کی ذمہ داری اس کے سر ہے، اسی وجہ سے حسب حال واستطاعت بیوی کا نفقہ اور رہائش کا انتظام مرد پر واجب ہے:

﴿ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ﴾ (۲)

''خوشحال آدمی اپنی خوشحالی کے مطابق نفقہ دے، اور جس کو رزق کم دیا گیا ہو، وہ اسی مال میں سے خرچ کرے، جو اللہ نے اسے دیا ہے، اللہ نے جس کو جتنا کچھ دیا ہے، اُس سے زیادہ کا وہ اسے مکلف نہیں کرتا، بعید نہیں کہ اللہ تنگ دستی کے بعد فراخ دستی بھی عطاء فرما دے''

یہ حکم اس وقت ہے جبکہ عورت ناشزہ نہ ہو، یعنی بلا اجازت وعذر شوہر کا گھر چھوڑ کر چلی نہ گئی ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ أَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ﴾ (۳)

(۱) النساء: ۳۴

(۲) الطلاق: ۷

(۳) الطلاق: ۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"ان کو (زمانہ عدت میں) اسی جگہ رکھو، جہاں تم رہتے ہو، جیسی
کچھ بھی جگہ تمہیں میسر ہو، اور تنگ کرنے کے لئے ان کو نہ ستاؤ"

مسکن سے مراد مسکن شرعی ہے، جیسے: شوہر کا اپنا خاص گھر، یا اس کا مہیا کیا ہوا کرایہ کا مکان، یا موروثی گھر، جیسے اس کے باپ، یا اس کی ماں، یا اس کے دادا یا اس کے فروع میں سے کسی کا ہو اور وہ اس کے حصہ میں آیا ہو، یا اس کو اس میں قیام کی اجازت ہو، شوہر کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنی بیوی کو اس کی رضا کے بغیر اس کے غیر محرم رشتہ دار کے ساتھ بسائے: کیونکہ اس میں عورت کے لئے ضرر اور اس پر تنگی برتنا ہے، نیز اس میں اس کی حق تلفی بھی ہے، حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دیور کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "دیور موت ہے" (۱) جب دیور کے بارے میں یہ حکم ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس سے نفرت دلا رہے ہیں، یہاں تک کہ اس کو موت سے تعبیر فرمایا، تو دوسروں سے دوری اور اجتناب بدرجہ اولی ضروری ہوگا، اگر بیوی کو لے کر غیر محرم رشتہ کے ساتھ رہنے کے علاوہ مرد کے لئے کوئی چارہ نہ ہو، اور عورت اس پر راضی ہو، تو عورت کا الگ اور غیر مشترک گھر میں رہنے کا حق ساقط ہو جائے گا، اور اگر عورت راضی نہ ہو، تو اللہ تعالیٰ کی حدود زیادہ اہمیت کے حامل اور عمل کے لائق ہیں، اور شرعی محرمات سے بچنا زیادہ اہم ہے، باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ﴾ (۲)

"یہ اللہ کے ضابطے ہیں سو اس (سے نکلنے) کے قریب بھی نہ جانا"

عام نفقات

خاص نفقات یعنی خورد ونوش، رہائش اور لباس و پوشاک کے علاوہ عام نفقات جیسے

(۱) بخاري عن عقبة بن عامر ﷺ، نكاح، باب لا يخلون رجل بامرأة إلا ذو محرم، حدیث نمبر: ۵۲۳۲

(۲) البقرہ: ۱۸۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعلیم کے اخراجات شوہر پر لازم نہیں ہیں، جس طرح شوہر پر بیوی کے علاج و معالجہ اور دوا کے اخراجات اور اسی طرح دوسرے اخراجات لازم نہیں، بلکہ یہ حکومت کے فرائض میں سے ہیں کہ وہ بیت المال سے پورے کرے۔(۱)

آداب مباشرت

جماع (ہم بستری) سے پہلے تسمیہ یعنی بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" لو أن أحدكم حِينَ يأتي أهلَه قال : بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ، فَوُلِدَ بينهُما ولدٌ لَّمْ يضرّه الشيطانُ " (۲)

"اگر تم میں کوئی اپنی بیوی سے ہمبستری کے لئے آئے تو یہ پڑھے:

" بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا " — میں اللہ کا نام لے کر یہ کام کرتا ہوں، اے اللہ ہمیں شیطان سے بچا اور جو اولاد تو ہم کو دے اس سے بھی شیطان کو دور

(۱) ظاہر ہے کہ یہ حکم اسلامی ملک سے متعلق ہے، لیکن غیر مسلم ممالک میں اس پر عمل ممکن نہیں، لہٰذا عورت کے علاج و معالجہ اور دوا کے اخراجات شوہر پر لازم ہوں گے، جیسا کہ ماضی قریب کے محقق علامہ ابن عابدین شامی نے تصریح کی ہے، (رد المحتار: ۵/۲۸۹) نیز اسلام نے مرد پر عورت کے خورد و نوش کو لازم قرار دیا ہے، تا کہ وہ زندہ رہے، اور بیماری کی وجہ سے عورت کی جان خطرہ میں ہوتی ہے، اس لئے خیال ہوتا ہے کہ عورت کے علاج اور دوا کا خرچ شوہر پر لازم ہو۔

(۲) بخاري عن ابن عباس ﷺ ، بدأ الخلق ، باب صفة إبليس و جنوده ، حديث نمبر: ۳۲۷۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رکھ —تو (اس وقت کی ہمبستری سے) جو اولاد ان دونوں کے درمیان پیدا ہوگی، شیطان اسے کبھی ضرر نہ پہونچا سکے گا“

مکمل بے لباس (برہنہ) ہوکر بیوی سے جسمانی تعلق قائم کرنا مکروہ ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

” إذا أتيَ أحدُكم أهلَه فلْيَستَتِرْ ، ولا يتجرَّدْ تَجرُّدَ العِيرَينِ “ (۱)

”جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے ملنے کا ارادہ کرے، تو وہ پردہ کے ساتھ ملے، نہ کہ گدھوں کی طرح بے لباس (برہنہ) ہوکر “

شوہر کے لئے جائز نہیں ہے کہ لوگوں کے سامنے اپنی بیوی سے ہم بستری کرے، یا بوس و کنار ہو، یا مباشرت (بیوی میاں دونوں برہنہ ہوکر ایک دوسرے سے جماع کئے بغیر لطف اندوز ہونا) کرے، یا میاں بیوی کے درمیان جماع سے متعلق نجی گفتگو کرے، اسی طرح ہم بستری کے وقت زیادہ باتیں کرنا مکروہ ہے، مستحب یہ ہے کہ مرد ہم بستری کرنے سے پہلے عورت کے ساتھ ملاعبت (جیسے: بوسہ لینا، پستان پکڑنا وغیرہ) کرے، تاکہ عورت کی شہوت برانگیختہ ہو، اور وہ جماع کی لذت سے محروم نہ رہے۔

مرد عورت کے فطری راستہ یعنی آگے سے وطی کرے نہ کہ پیچھے کے راستہ (دبر) سے، بلکہ پیچھے سے وطی کرنا حرام ہے؛ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

” إنَّ اللّٰهَ لا يَستَحيِي مِنَ الحقِّ لا تأتُوا النِّسَاءَ في أعجازِهِنَّ “ (۲)

(۱) ابن ماجه ، نكاح ، باب التستر عند الجماع ، حدیث نمبر:۱۹۲۱

(۲) ابن ماجہ:۱/۱۳۸، ابوداود، نکاح:۲/۴۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

”بے شک اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتے ہیں کہ عورت کے پیچھے کے راستہ سے قربت نہ کرو“

اور نہ ہی حالت حیض میں وطی کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴾ (۱)

”پس تم عورتوں کو حیض کے دوران میں چھوڑے رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں اُن سے قربت نہ کرو، پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو اُن کے پاس آؤ جس جگہ سے اللہ نے تمہیں اجازت دے رکھی ہے، بے شک اللہ محبت رکھتا ہے توبہ کرنے والوں سے اور محبت رکھتا ہے پاک صاف رہنے والوں سے“

عورت کا مرد پر ایک حق یہ ہے کہ مرد اس کی رضا کے بغیر اس سے وطی نہ کرے، اسی طرح جب عورت بیمار ہو غمزدہ ہو، یا ایسی جگہ ہو جو اسے ناپسند ہو تو وہاں اس سے ہم بستری نہ کرے، نیز نامناسب اوقات واحوال اور جگہوں پر بھی جسمانی تعلق قائم نہ کرے۔

شوہر پر حرام ہے کہ عورت کو اس کی رضا کے بغیر اسے بلا عذر شرعی کے چھوڑے رہے، اور اس کا حق نفس پورا نہ کرے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اپنی رعایا کی خبر گیری کی بڑی فکر تھی، وہ اس مقصد کے لئے راتوں کو بھی گشت فرماتے تھے، چنانچہ ایک دفعہ رات کو گشت کر رہے تھے، ایک عورت اپنے بالا خانہ پر بیٹھی یہ اشعار گا رہی تھی:

تطاول هذا الليل و أزور جانبه

(۱) البقرہ :۲۲۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وليـــس إلـــى جـنـبـي خـلـيـل ألاعـبـه

و والـلّـــه لـو لا خشية الـلّــه وحـده

لـحـــرک مـن هـذا السـريـر جـوانـبـه

رات کالی ہے اور لمبی ہو تی جاتی ہے ،

اور میرے پہلو میں یار نہیں جس سے خوش فعلی کروں

خدا کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ کا ڈر نہ ہوتا

تو اس چار پائی کے چہار سو جنبش میں ہوتے

اس عورت کا شوہر جہاد پر گیا تھا، اور وہ اس کے فراق میں یہ دردانگیز اشعار پڑھ رہی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سخت قلق ہوا، اور کہا کہ: میں نے زنانِ عرب پر بڑا ظلم کیا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور پوچھا کہ عورت کتنے دن مرد کے بغیر بسر کرسکتی ہے، انہوں نے کہا: چار مہینے، صبح ہوتے ہر جگہ حکم بھیج دیا کہ کوئی سپاہی چار مہینے سے زیادہ باہر نہ رہنے پائے۔

ایلاء

ایلاء بمعنی قسم کھانا، یہاں ایلاء سے مراد یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی سے وطی نہ کرنے کی قسم کھائے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

" لا إيلاءَ إلا بحلفٍ " (۱) یعنی قسم کے بغیر ایلاء نہیں"

ایلاء کرنے والے کا حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اختیار دیا ہے کہ:

(الف) چاہے ایلاء کی انتہائی مدت چار ماہ کے اندر اپنی قسم سے رجوع کرلے،

(۱) مصنف ابن أبي شيبه ، طلاق ، باب لا أيلاء إلا بحلف ،حدیث نمبر:۱۸۶۲۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی بیوی سے ہم بستری کرے، اور قسم میں حانث ہونے کی وجہ سے قسم کا کفارہ ادا کرے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ﴾ (۱)

''اللہ نے تم لوگوں کے لئے اپنی قسموں کی پابندی سے نکلنے کا طریقہ مقرر کر دیا ہے''

اس طرح وہ ایلاء کے گناہ سے بری ہو جائے گا، قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا کپڑے پہنائے، یا ایک غلام آزاد کرے، اگر کسی کو اس کی قدرت نہ ہو تو تین روزے رکھے۔

یا اپنی بیوی کو طلاق دے کر اسے راحت بخشے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَاءُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ (۲)

''جو لوگ اپنی بیویوں سے (ہم بستری کرنے کی) قسم کھا بیٹھے ہیں، ان کے لئے مہلت چار ماہ تک ہے، پھر اگر یہ لوگ رجوع کر لیں تو اللہ بخشنے والا ہے، بڑا مہربان ہے''

بیویوں کے درمیان عدل

بیویوں کے حقوق میں سے یہ ہے کہ مرد ان کے درمیان باری، نفقہ، کسوہ (لباس و پوشاک)، مسکن (رہائشی مکان) اور بقیہ امور میں حق المقدور ظاہر و باطن دونوں اعتبار

(۱) التحریم:۲

(۲) البقرہ:۲۲۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے برابری کرے، ہر بیوی کا الگ گھر ہو اور ہر ایک کا گھر دوسرے سے دور بنائے یا کرایہ پر لے، کوئی مرد قلبی رجحان کی بابت چاہتے ہوئے بھی مکمل طور پر انصاف نہیں کر سکتا؛ کیونکہ یہ انسانی طاقت سے باہر ہے، البتہ ایسا بھی نہ ہو کہ بعض کی طرف مائل ہو اور بعض کو ظاہری محبت کا دم بھرتے ہوئے اور دل سے ناپسند کرتے ہوئے معلق چھوڑ دے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" اللّٰهُمَّ هٰذِهِ قِسمتي فيما أملِكُ و لا تلُمنِي فيما تملِكُ و لا أملِكُ " (۱)

"اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے، اس چیز میں جس کا مالک ہوں، اور جس کا تو مالک ہے میں مالک نہیں ہوں، کے بارے میں مجھے ملامت نہ فرما"

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا أَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَ أَنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾ (۲)

"اور تم سے یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ تم بیویوں کے درمیان (پورا پورا) عدل کرو خواہ تم اس کی (کیسی ہی) خواہش رکھتے ہو، تم تو بالکل ایک ہی طرف مائل نہ ہو جاؤ اور اسے ادھر میں لٹکی ہوئی کی طرح چھوڑ دو، اور اگر تم (اپنی) اصلاح کر لو اور تقویٰ اختیار کرو تو اللہ بے شک بڑا بخشنے والا ہے بڑا مہربان ہے"

(۱) ترمذي، نكاح، باب ماجاء في التسوية بين الضرائر، حدیث نمبر:۱۱۰۴

(۲) النساء :۱۲۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی کسی بیوی سے قلبی بے رخی زیادہ نہ ہو ورنہ گنہگار ہوگے، اور اگر ظاہری طور پر اصلاح کرلو کہ ان کے درمیان عدل برتو، اور باطنی طور پر قلبی رجحان میں بے انصافی —— اس طور پر کہ ایک دوسرے کو اس کا احساس نہ ہو، —— کی بابت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، تو اللہ تعالیٰ کو بڑا بخشنے والا اور بڑا مہربان پاؤ گے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

" مَن كانَ له امرَأتانِ يَميلُ لإحداهُما على الأخرى جاءَ يومَ القيامةِ و شقُّه مائلٌ " (۱)

"جس شخص کی دو بیویاں ہوں، وہ ان میں سے ایک کو دوسری پر ترجیح دیتے ہوئے اس کی طرف جھک جائے، تو قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوا ہوگا"

اور حضرت حکیم ؓ بن معاویہ ؓ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ بیوی کا شوہر پر کیا حق ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

" أن يُطعِمَها إذا طَعِم، وأن يكسُوَها إذا اكتسىٰ، ولا يضرِبَ الوجهَ، ولا يُقبِّحَ ولا يَهجُرَ إلا في البيت " (۲)

"جب کھائے تو اسے کھلائے، جب وہ پہنے تو اسے پہنائے، چہرہ پر نہ مارے، گالی نہ دے، اور گھر کے علاوہ کہیں تنہا نہ چھوڑے"

خلاصہ یہ ہے کہ شوہر پر واجب ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ خوشگوار زندگی گزارے اور

---

(۱) سنن أبي داؤد، كتاب النكاح، باب في القسم بين النساء، حدیث نمبر: ۲۱۳۳، سنن الدارمي، كتاب النكاح، باب في العدل بين النساء، حدیث نمبر: ۲۲۰۶، نسائي، كتاب عشرة النكاح، حدیث نمبر: ۳۳۹۴

(۲) ابن ماجه، نكاح، باب حق المرأة على الزوج، حدیث نمبر: ۱۸۵۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس بارے میں شرعی حدود کا پاس ولحاظ رکھے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع سے فرمایا:

" استوصوا بالنساء خیرا " (۱)

''تم لوگ عورتوں کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنے کی وصیت قبول کرو''

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''خیارکم خیارکم لنسائھم ''(۲) ''تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی گھر والیوں کے لئے بہتر ہوں''

(۱) حوالہ سابق، حدیث نمبر: ۱۸۵۱

(۲) ترمذي، نكاح، باب ماجاء في حق المرأة على زوجها، حديث نمبر: ۱۱۶۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

اسلامی معاشرہ

اس فصل میں اسلامی نقطۂ نظر سے امور خانہ داری اور مرد وعورت کے بنیادی فرائض وذمہ داریوں کا جائزہ لیا گیا ہے، نیز ناصحانہ انداز میں مرد وعورت کی ازدواجی زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ دونوں شیر وشکر ہوکر رہیں اور نیک زوجین کا کردار پیش کریں۔

مرد کی حیثیت وذمہ داری

اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت دونوں کو ایک دوسرے سے مختلف طریقہ پر پیدا کیا، اور سماج میں مرد کو باپ کا درجہ دیا ہے، اور باپ ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ محنتی وجفاکش ہو، اہل خاندان کا نگہبان اوران کے گزر اوقات کا ذمہ دار ہو، اس لئے کہ ہر نگراں اپنے ماتحت لوگوں کے بارے میں ذمہ دار اور جوابدہ ہے۔

مرد صاحب خانہ ہے، اس پر گھر کی تعمیر، حفاظت اوراس کا خرچ لازم ہے، وہ بچوں کا باپ ہے، اس کی طرف بچے منسوب ہوتے ہیں، اوراس سے نسب چلتا ہے، لہذا اگر خاندان کی قیادت اور گھر کی حکومت مرد کے حوالہ ہو تو عورت پر کوئی ظلم وزیادتی نہیں، اسی وجہ سے اسلام نے شوہر کو حق دیا ہے کہ گھر میں کسی کے آنے اور نہ آنے کی بابت (قرآن و حدیث کے دائرہ میں) اس کا حکم چلے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

" لا تأذن المرأةُ في بيت زوجِها إلا بإذنِه " (۱)

"عورت اپنے شوہر کے گھر کسی کو آنے کی اجازت نہ دے، مگران کی اجازت سے"

اللہ تعالیٰ نے عورت کے مقابلہ میں مرد کے اندر قیادت کی صلاحیت پیدائشی طور پر ودیعت فرمائی ہے، جس کا فطری تقاضا ہے کہ مرد عورت پر قوام اور اس کا سربراہ ہو، وہ زندگی کے معرکہ کو سر کرے، اپنی بہادری و شجاعت سے زندگی کی مشکلات سے نبرد آزما ہو، اور بزور بازو حوادث زمانہ کا سامنا کرے، اور اس کے نان و نفقہ، مسکن اور کسوہ یعنی رہائشی مکان اور لباس و پوشاک کے اخراجات برداشت کرے۔

اس اعتبار سے مرد خاندان کا سربراہ اور کنبہ کا سردار ہوگا کہ وہ محافظ، نگراں اور ضروریات زندگی کا کفیل ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کے عورتوں پر قوام ہونے کی علت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِه بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ﴾ (۲)

"مرد عورتوں کے قوّام ہیں اس لئے کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر بڑائی دے رکھی ہے، اور اس لئے کہ مردوں نے اپنا مال خرچ کیا ہے"

یہی مرد کی عورت پر فضیلت کا سبب ہے، جس کو قرآن نے دوسری آیت میں "درجہ" سے تعبیر کیا ہے:

﴿ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لِلرِّجَالِ

(۱) الجامع الصغیر: ۴/۱۹۱۴، حدیث نمبر: ۹۷۱۷

(۲) النساء: ۳۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ﴾ (۱)

''عورتوں کے لئے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں، جیسے مردوں کے حقوق اُن پر ہیں، البتہ مردوں کو ان پر ایک گونہ فضیلت حاصل ہے''

عورت کی حیثیت وذمہ داری

جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت کو ایک دوسرے سے مختلف انداز میں پیدا کیا، اس خلقی فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے دونوں کی حیثیت اور ذمہ داری میں بھی قدرے فرق رکھا گیا ہے اور عورت کی طبعی نزاکت اور جسمانی ضعف کا لحاظ رکھتے ہوئے، اس کی ذمہ داریاں مقرر کی گئی ہیں، چنانچہ عورت کو حمل، ولادت، اور دودھ پلانے کا محل بنایا مرد کو نہیں بنایا، اس لحاظ سے عورت کی طبیعت کو مرد کی طبیعت سے بالکل مختلف بنایا، پس ضروری تھا کہ عورت ماں بنے، گھر کی مالکہ اور خاندان کی اساس قرار پائے، بچوں کی تربیت کی، گھر چلانے اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری اس کے کندھے پر آئے، گھر سے باہر کی ذمہ داریاں مرد کے کندھے پر ہوں، پس اس طرح بچوں کی تربیت وصیانت، گھر اور باہر اس کی نگہداشت ونگرانی، قدم قدم پر اس کے مفاد کی حفاظت ورعایت اور بہتر طریقہ پر اس کی نشو ونما کے لئے اچھا گھر اور خوشگوار ماحول فراہم ہوگا، —— واقعہ یہی ہے کہ ماں بچوں کا پہلا مدرسہ ہے، جہاں بچے اپنی تعلیم وتربیت کا آغاز کرتے ہیں، ماں سے جہاں ایک طرف اس کی زندگی کی شروعات ہوتی ہیں، وہیں وہ اس کے علم وعمل کا نقطۂ آغاز بھی ہے۔

پس عورت کی بنیادی وفطری ذمہ داری ماں اور گھر کی مالکہ ہونے کی ہے، اس کی تمام تر کوششیں کنبہ کے لئے وقف ہیں، اس کے لئے اپنے شوہر اور گھر کے حقوق کی ادائیگی میں

(۱) البقرہ :۲۲۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سستی و کاہلی کرنا روا نہیں، کیونکہ یہ حقوق اس پر ایک اسلامی فریضہ ہے، اسی لئے اسلام نے عورت کو اس بات سے روکا ہے کہ وہ شوہر سے اجازت حاصل کئے بغیر گھر سے باہر نکلے۔

عورت ان فرائض کو بروئے کار لاتے ہوئے دوسرے میدان کار میں حصہ لے سکتی ہے، جیسے: اصلاح معاشرہ، دعوت و تبلیغ، دینی و عصری علوم و فنون اور ٹکنالوجی کا حصول، بلکہ وہ ملک و ملت اور قوم کے مفاد عامہ کے میدان میں بھی حصہ لے سکتی ہے، اگر دشمن ملک پر حملہ آور ہو، تا کہ اس پر قبضہ کر لے، اور دشمن سے مقابلہ کی طاقت حکومت میں نہیں ہو، اس لئے حکومت نے مرد و عورت کے بہ شمول سبھوں کے دشمن کے مقابلہ کے لئے نکلنے کا فرمان جاری کر دیا ہو، تو ایسی صورت میں عورت پر بھی جہاد فرض ہو جاتا ہے، اور وہ شوہر کی اجازت کے بغیر بھی نکل سکتی ہے، ایسی صورت میں شوہر کی نافرمان شمار نہیں ہوگی؛ اس لئے کہ امت صرف مردوں کا نام نہیں ہے، بلکہ اس میں عورت بھی شامل ہے، دونوں صنف سے مل کر امت کامل و مکمل ہوتی ہے۔

عورت ہر ایسا کام کر سکتی ہے جو اس کے اصل وظائف اور بنیادی ذمہ داریوں کے مغائر نہ ہو، پس وہ شوہر کی اجازت سے کاروبار کر سکتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ ﴾ (۱)

"مردوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ (ثابت) ہے اور عورتوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ (ثابت) ہے"

یہ حکم اس وقت ہے جبکہ عورت منکوحہ (شادی شدہ) ہو، بچہ کی ماں ہو اور گھر کی ملکہ ہو، اور اگر عورت غیر شادی شدہ ہو، اور ماں اور بیوی کے فرائض و ذمہ داریوں سے بری ہو، تو وہ والد کی اجازت سے خلیفہ و حاکم بننے کے علاوہ وہ تمام کام کر سکتی ہے جو اس کے بس میں ہو؛

(۱) النساء: ۳۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"و لن يفلح قوم ولّوا أمرهم امرأة" (۱)

''وہ قوم ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتی جس نے اپنا حاکم عورت کو بنالیا ہو''

کیوں کہ عورت قیادت، سیادت اور حکومت وولایت کی فطری اہلیت نہیں رکھتی ہے اور وہ اپنی طبیعت ومزاج کے اعتبار سے اس کی اہل نہیں ہے —— اور جہاں تک یہ مشاہدہ ہے کہ عورت وہ بڑے بڑے کام کرنے کی قدرت رکھتی ہے جو مرد کرتے ہیں، تو یہ تمام عورتوں کی بات نہیں ہے، اور نہ ہر عورت کے بارے میں کوئی قاعدہ کلیہ ہے، بلکہ ایسا شاذ و نادر ہوتا ہے، اور شاذ معدوم کے درجہ میں ہوتا ہے، اور کسی بھی قاعدہ کلیہ کے درست ہونے پر شاذ کا اثر نہیں پڑتا۔

عورت کے لئے کاشتکاری، تجارت اور صنعت کا کام کرنا جائز ہے، اسی طرح وہ اموال منقولہ (یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کئے جانے والے مال) اور غیر منقولہ (جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہیں کئے جاسکتے) جیسے: زمین، باغات اور کارخانے وغیرہ کا مالک بن سکتی ہے، اور اسے اپنے مال کے خرچ کرنے کا پورا اختیار ہے، جس طرح چاہے وہ اپنی ضروریاتِ زندگی میں خرچ کرے۔

اظہار رائے کی آزادی

یقیناً عورت کو بھی حق حاصل ہے کہ وہ سماجی معاملات میں اپنی رائے دے، اور مسلمانوں کے امور میں خطاً اور لغزشوں پر نقد کرے، اس کی دلیل حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

(۱) بخاري، كتاب الفتن، حدیث نمبر:۷۰۹۹، كتاب المغازي، باب كتاب النبي ﷺ إلى كسرى وقيصر، حدیث نمبر:۴۴۲۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا اثر ہے کہ جب کبھی انہیں کوئی نیا مسئلہ پیش آتا، تو وہ اس کے بارے میں مسلمانوں کی رائے لینا چاہتے، اور وہ اس مقصد کے لئے لوگوں کو مسجد بلاتے، اور وہ مرد وعورت دونوں سے یکساں سوال کرتے، اور ان کی رائے لیتے، اور اس پر کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے کوئی نکیر منقول نہیں، چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مہر کی مقدار متعین کر دینا چاہا، تو ایک خاتون نے اعتراض کیا، اس پر اپنی رائے سے رجوع فرمالیا، معلوم ہوا کہ عورت کے لئے بھی حق گوئی سے کوئی شئ مانع نہیں، مہر بلا تعیین عورت کا حق ہے، جو کہ اسلام نے اس کے لئے مقرر کیا ہے، اور یہ عہدِ رسالت سے چلا آرہا ہے، امہات المومنین رضی اللہ عنہن حکومت کے سیاسی معاملہ میں رائے دیا کرتی تھیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا موقف مشہور ہے، لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں ان پر کوئی نقد نہیں فرمایا، اسی طرح دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بھی کسی نے ان پر اعتراض نہیں کیا کہ وہ سیاست میں حصہ کیوں لے رہی ہیں؟ بلکہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے ساتھ مل کر تبادلہ خیال کرتے تھے، جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قاتلانِ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تلاش و جستجو میں نکلیں تو عشرہ مبشرہ میں سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ تھے، نیز دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تھے، لیکن کسی نے واپسی کا مشورہ نہیں دیا، اور نہ یہ کہا کہ آپ واپس چلی جائیں، آپ کے جانے کی ضرورت نہیں ہے، اور آپ کے لئے سیاست میں حصہ لینا موزوں نہیں ہے، بلکہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ان ہی کی رائے پر ان کے ساتھ رہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی ناپسندیدہ بات نہیں تھی، بلکہ یہ معروف عمل چلا آرہا تھا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الزَّکَاۃَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ أُولٰئِکَ سَیَرْحَمُھُمُ اللّٰہُ إِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ﴾ (۱)

"اورایمان والے اورایمان والیاں ایک دوسرے کے (دینی) رفیق ہیں، نیک باتوں کا (آپس میں) حکم دیتے ہیں، اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں، اور زکاۃ دیتے رہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ ان پر ضرور رحمت نازل کرے گا، یقیناً اللہ سب پر غالب اور حکیم ودانا ہے"

عورت کے لئے مزدوری و ملازمت اختیار کرنے، کسی بھی ریسرچ کام کو انجام دینے، کاروبار یا طبی خدمات یا حلال روزی کے حصول کی خاطر کسی بھی پیشہ کے اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، بشرطیکہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے ہو۔

امن اور جنگ کے وقت فوج میں بھی شریک ہوسکتی ہے، البتہ اس کے ذمہ تیمار داری، ایمرجنسی مدد اور خدمت وغیرہ جیسے کام ہوں گے، اس کی دلیل فقہی قاعدہ ہے:

" الأصل في الأشياء الإباحة مالم يرد دليل التحريم والمنع " (۲)

"یعنی اشیاء میں اصل مباح ہونا ہے، جب تک کہ اس کے خلاف کوئی دلیل حرمت وممانعت کی نہ ہو"

مزید دلائل یہ ہیں:

۱) بعض صحابیات خیاطت (سلائی) کا کام کرتی تھیں، بعض تاجر تھیں، بعض

---

(۱) التوبہ :۷۱

(۲) الأشباہ والنظائر مع الحموی :۱/۲۰۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کاریگر(۱)اور معلمات تھیں۔

۲) صحیح بخاری اور مسند احمد میں حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شریک ہوتے تھے، لوگوں کو پانی پلاتے تھے اوران کی خدمت کرتے تھے، نیز شہداء اور زخمیوں کو مدینہ اٹھا کر لاتے تھے۔(۲)

۳) حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شریک ہوئی،— میں مجاہدین صحابہ کے پیچھے کجاوے میں رہتی تھی، اوران کے لئے کھانا بناتی تھی، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھی اور معذور لوگوں کی نگرانی کرتی۔(۳)

جہاں تک عورتوں کی تعلیم کی بات ہے،تو اسلام نے عورتوں کے لئے تمام نفع بخش

(۱) چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابن مسعود ﷺ کی زوجہ ذاتی صنعت وکاریگری اور اس کی کمائی ہی سے اپنے علاوہ شوہر اور بچوں کی کفالت کرتی تھیں،حضرت اسماء بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا عطر فروخت کرتی تھیں اور ادھار رقم کا کھاتا کرتی تھیں،(طبقات ابن سعد : ۸/۲۱۲)۔حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا خنجر بنانا جانتی تھی،(مسلم ، کتاب الجهاد ، باب غزوة النساء مع الرجال:۲/۱۱۶)۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بڑی ماہر طبیبہ تھیں،اور ماہر علم فلکیات بھی تھی،(سیر اعلام النبلاء :۳/۴۶۲،اصابہ:۴/۶۰،استیعاب بہا مشہا : ۴/۳۵۸،نساء أهل البيت :ص:۱۴۷)۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد نبوی نقل کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:عورتوں کو سوت کاتنا سکھاؤ،(درمنثور:۵/۳۶)مبشر حافی کی بہن مُخہ متورع خاتون تھیں،سوت کاتنا جانتی تھیں(صفة الصفوة :۲/۲۱۷،احکام النساء: ص:۳۰۵)۔

(۲) بخاري ، باب رد النساء الجرحى و القتلى ،حدیث نمبر:۲۸۸۳

(۳) مسلم ، كتاب المغازي ، باب النساء الغازيات ،حدیث نمبر:۴۶۹۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علم کو مباح قرار دیا گیا ہے، وہ جو بھی نفع بخش علم چاہیں حاصل کر سکتی ہیں، اور بقدر ضرورت دینی علوم کے حصول کو ان پر واجب قرار دیا گیا ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" طلبُ العلمِ فریضةٌ علی کلِّ مسلمٍ " (۱)

شوہر کے لئے بیوی کو طلب علم سے روکنا حرام ہے، جبکہ وہ شوہر کے حقوق بروئے کار لاتی ہو، اور تعلیمی مراحل میں سے کسی مرحلہ میں ہتک عزت وعفت کا اندیشہ نہ ہو۔

جہاں تک عورتوں سے خدمت لینے کی بات ہے، تو شرعی حدود میں رہتے ہوئے درست ہے، وہ شرعی حدود حسب ذیل ہیں:

۱) ماحول کی پاکیزگی، جس میں اس کی عزت مقدس محفوظ رہ سکے۔

۲) مردوں سے اختلاط نہ ہو، عورت عورتوں کے ساتھ کام کرے، اور مرد مردوں کے ساتھ کام کرے، عورتوں کا ماحول مردوں کے ماحول سے علاحدہ ہو گو سب ایک ہی مقام پر کام کریں، جیسا کہ نماز میں اگر عورتیں مردوں کے ساتھ مسجد میں نماز با جماعت پڑھنی چاہیں تو ان کی صفیں مردوں کے پیچھے ہوں گی، جیسا کہ عہد نبوی میں ہوا کرتی تھیں۔

۳) عورتیں مردوں کے ساتھ عام مجالس میں نہ بیٹھیں، اور نہ ہی ان کے ساتھ تنہائی ہو، اس سلسلہ میں اسلام نے کس حد تک احتیاط اپنایا ہے؟ اس کا اندازہ درج ذیل باتوں سے ہو سکتا ہے:

۱) اسلام چاہتا ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان باہم تعاون کا ربط عمومی انداز کا ہو، نہ کہ خصوصی انداز کا، کیونکہ اس تعاون کا مقصد امت مسلمہ کا مفاد ہے۔

۲) اسلام چاہتا ہے کہ عورتوں کا ماحول اور ان کا اجتماع مردوں کے ماحول اور ان کے اجتماع سے علاحدہ ہو، گو مسجد میں ہو، جہاں عہد نبوی میں عورتیں مردوں کے پیچھے نمازیں

(۱) ابن ماجہ، کتاب السنة، باب فضل العلماء و الحث علی طلب العلم، حدیث نمبر: ۲۲۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پڑھا کرتی تھیں۔

۳) اسلام نے عورتوں کو ساتر اور کامل لباس زیب تن کرنے کا حکم دیا، جو سوائے ظاہری زینت کے پورے جسم کو ڈھکنے والا ہو، اور نیز برقع پہننے کا حکم دیا۔

۴) اسلام نے عورتوں کو ایک شہر سے دوسرے شہر چوبیس گھنٹے کی مسافت تنہا سفر کرنے سے روکا، ہاں! اگر ان کے ساتھ محرم رشتہ دار ہو تو کوئی حرج نہیں؛ کیوں کہ عورت کا تنہا سفر کرنا اپنے آپ کو فتنہ کے حوالہ کرنا ہے؛ اس لئے کہ اس میں فتنہ کا اندیشہ غالب ہوتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" لا يحل لامرأةٍ تُؤمِنُ باللّٰهِ واليومِ الآخرِ أن تُسافِر مسيرةَ يومٍ واحدٍ ليسَ لها ذوحُرمةٍ " (۱)

" اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والی عورت کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ ایک دن کا سفر بغیر محرم کے کرے"

۵) اسلام نے عورتوں کو گھروں سے نکلنے سے روکا ہے، ہاں! باپ کی اجازت سے جبکہ کنواری ہو، اور شوہر کی اجازت سے جبکہ شادی شدہ ہو، نکل سکتی ہے، کیونکہ گھر میں عورت پر شوہر کے حقوق ہوتے ہیں، اس لئے (اگر کوئی معتبر عذر شرعی نہ ہو تو) شوہر کی اجازت کے بغیر نکلنے میں شوہر کے حقوق متاثر ہوں گے، پس شوہر کی اجازت کے بغیر نکلنا درست نہیں ہوگا، اگر وہ اس کے باوجود نکلتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی حد کو پار کرنے والی ہوگی او رگنہگار ہوگی، جس کے پاداش میں اللہ تعالیٰ کے یہاں عذاب کی مستحق ہوگی۔ (۲)

---

(۱) سنن ابن ماجه، باب المرأة تحج بغير ولي، حديث نمبر:۲۸۹۹، ابوداؤد، كتاب الحج، باب في المرأة تحج بغير ولي، حديث نمبر:۱۷۲۳

(۲) یہ تو آخرت کی بات ہوئی، جہاں تک دنیا کے شرعی حکم کی بات ہے، تو وہ ناشزہ (شوہر کی نافرمان) متصور ہوگی، اور جب تک وہ شوہر کے گھر واپس نہ آجائے، شوہر کے ذمہ سے اس کا نفقہ ساقط ہوجائے گا۔ (الدر المختار ورد المحتار:۵/۲۸٦)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تیسرا باب

زوجین کے درمیان فسخ وتفریق

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تفریق

فراق کی تعریف ومعنی

لغوی اعتبار سے ''فراق'' کے معنی افتراق، عدم اجتماع، اور شرعی معنی: زوجین کے درمیان فرقت یعنی بیوی میاں کے درمیان موجود رشتۂ نکاح کی گرہ کو کھول کر دونوں کے درمیان جدائی پیدا ہو جانے کے ہیں۔

عقدِ نکاح کی حکمت خاندان کو وجود بخشنا، افزائش نسل، اور عورت کو زندگی کی سعادت سے بہرہ ور کرنا ہے، پس جب ازدواجی زندگی میں رخنہ پڑ جائے اور صورت حال یہاں تک بگڑ جائے کہ ازدواجی زندگی کی بقاء مشکل ہو جائے، تو گھر کو جہنم کا نمونہ بننے سے بچانے کے لئے ضروری تھا کہ کوئی خلاصی کا ذریعہ ہو، تاکہ دونوں فریقین کو راحت مل سکے، اسی کو قرآن نے ''فراق'' کا نام دیا ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَإِنْ يَتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهِ ﴾ (۱)

''اور اگر دونوں جدا ہی ہو جائیں تو اللہ ہر ایک کو اپنے (فضل کی) وسعت سے بے نیاز کر دے گا''

(۱) النساء: ۱۳۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مقصد یہ ہیکہ گھر نفرت اور جہنم کی بھٹی نہ بن جائے، بلکہ خوشگوار ازدواجی ماحول باقی رہے، اگر ازدواجی زندگی کو باقی رکھنا دشوار ہو جائے، خواہ اس کی وجہ یہ ہو کہ دونوں کی طبیعتیں میل نہ کھاتی ہوں، یا کوئی اور وجہ ہو، جس نے دونوں کی زندگی کو اجیرن بنا کر رکھ دیا ہو، تو اس وقت دونوں کے لئے یہی مناسب ہے کہ ایک دوسرے کو خیر باد کہدیں اور کسی دوسرے کے ساتھ از سر نو ازدواجی زندگی استوار کرنے کی کوشش کریں۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ اسلام نے زوجین کے درمیان محض کراہت ونفرت کو فراق کا سبب بنانے کو پسند نہیں کیا ہے، بلکہ تحمل اور بردباری اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے کہ شاید اس میں کوئی خیر پوشیدہ ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى أَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴾ (۱)

''اور بیویوں کے ساتھ خوش اسلوبی سے گزر بسر کرو، اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو عجب کیا کہ تم ایک شئی کو ناپسند کرو اور اللہ اس کے اندر کوئی بڑی بھلائی رکھ دے''

نیز مردوں کو ان وسائل اور تدابیر کے اختیار کرنے کا حکم دیا گیا، جو عورتوں کی نافرمانی کے جذبہ کو ختم یا کم کردے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاللَّاتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ ﴾ (۲)

''اور جو عورتیں ایسی ہوں کہ تم ان کی سرکشی کا علم رکھتے ہو تو انہیں نصیحت کرو اور انہیں خوابگاہوں میں تنہا چھوڑ دو''

(۱) النساء:۱۹

(۲) النساء:۳۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس طرح اسلام نے مرد کو نرم وگرم وہ تمام تر اسباب اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، جو زوجین کے درمیان رونما ہونے والے اختلافات کو حل کر سکے اور دونوں کے درمیان فرقت واقع ہونے کو روک سکے، اگر بالفرض یہ بھی سود مند ثابت نہ ہو اور نفرت کی چنگاری بڑھتی جا رہی ہو، نیز عورت کے رویہ میں کوئی تبدیلی نہ آتی ہو، بلکہ مزید بڑھ کر نزاع اور جھگڑے کی حد تک معاملہ پہنچ جائے، بلکہ شدید اختلاف اور مشکلات کا سامنا ہو، پھر بھی اسلام مرد کو طلاق دینے کا حکم نہیں دیتا ہے اور معاملہ حکمین کے حوالہ کرنے کا حکم دیتا ہے، یہ دونوں حکم زوجین کے علاوہ زوجین ہی کے رشتہ دار میں سے ہوں گے، جو دونوں کے درمیان اصلاح کی کوشش کریں گے کہ زوجین سابق کی طرح دوبارہ زندگی گزارنے لگیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِن يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا ، إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ﴾ (۱)

''اور اگر تمہیں دونوں کے درمیان کشمکش کا علم ہو تو تم ایک حکم مرد کے خاندان سے ایک حکم عورت کے خاندان سے مقرر کر دو، اگر دونوں کی نیت اصلاحِ حال کی ہوگی تو اللہ تعالیٰ دونوں کے درمیان موافقت پیدا کر دے گا، بے شک اللہ بڑا ہی علم رکھنے والا ہے، ہر طرح باخبر ہے''

اگر یہ دونوں حکم زوجین کے درمیان صلح کرانے میں ناکام رہے، تو دونوں کے درمیان ازدواجی زندگی کی بقاء کی کوئی صورت نہیں، پس دونوں کے درمیان تفریق کر دینا ضروری ہوگا، تاکہ دونوں کہیں اور رشتہ کر کے ازدواجی زندگی استوار کر سکیں، شاید کہ دونوں

(۱) النساء: ۳۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے لئے تفریق ہی بہتر ہو، اور باعث سکون ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَإِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهِ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴾ (۱)

''اور اگر دونوں جدا ہی ہو جائیں تو اللہ ہر ایک کو اپنے (فضل کی) وسعت سے بے نیاز کر دے گا، اور اللہ ہے ہی بڑا وسعت والا اور بڑا حکمت والا''

www.KitaboSunnat.com

تفریق کا حکم

زوجین کے درمیان تفریق شرعاً مکروہ اور از روئے عرف مذموم ہے، اسلام نے عورت کو طلاق نہ دینا بلکہ اسے روکے رکھنا اور اس کے ساتھ حتی الامکان حسن سلوک کرنے کو تقوی اور نیکی کی ایک قسم قرار دیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے اس عمل کو سراہا اور فرمایا:

﴿ وَإِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْ أَنْعَمَ اللّٰهُ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ ﴾ (۲)

اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا، رہنے دے اپنے پاس اپنی بیوی کو اور ڈر اللہ سے۔

لیکن حالات کے اعتبار سے تفریق کا حکم مختلف ہوگا، کبھی واجب، کبھی مندوب، کبھی حرام، کبھی مکروہ اور کبھی مباح۔

---

(۱) النساء: ۱۳۰

(۲) الأحزاب: ۳۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

واجب

تفریق اس وقت واجب ہوتی ہے جبکہ ایک ساتھ زندگی گذارنے کی صورت میں زوجین میں سے ہر ایک کو یا کسی ایک کو جسمانی نقصان پہنچ رہا ہو، یہ ضرر یا مرض لامتناہی ہو، یعنی اس سے شفایابی کی امید نہ ہو، اس کی تشخیص کوئی مسلمان ماہر عادل ڈاکٹر کرے گا۔

یا دونوں کے ایک ساتھ رہنے سے عورت کو مادی یا معنوی ضرر پہنچ رہا ہو اور وہ شوہر سے علاحدگی کی طالب ہو، یا دونوں کے درمیان دائمی اختلاف جاری ہو اور دونوں کی طرف سے مقرر کردہ حکم دونوں کے درمیان صلح کرانے میں کامیاب نہ ہو سکے ہوں، جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، اس سلسلہ میں اصل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ﴾ (۱)

"اور ان کو تکلیف پہونچانے کی غرض سے نہ روکے رہو، اور جو کوئی ایسا کرے گا وہ اپنی ہی جان پر ظلم کرے گا"۔

مندوب

تفریق اس وقت مستحب ہوتی ہے، جبکہ ازدواجی رشتہ کو باقی رکھنے کے مقابلہ تفریق زیادہ قرین مصلحت ہو، مثلاً عورت بدچلن ہو، اور اس پر وعظ ونصیحت اثر انداز نہ ہو سکے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" إياكم وخضراء الدمن ، فقيل : يا رسول الله ! و ما خضراء الدمن ؟ قال : المرأة الحسناء في

(۱) البقرة :۲۳۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

المنبت السوء " (۱)

''کوڑی پر اُگے ہوئے سبزے سے بچو، حضرات صحابہ ﷺ نے عرض کیا یا رسول اللہ! خضراء الدمن (کوڑی پر اُگے ہوئے سبزے) کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حسین عورت، جو بُرے کردار کی حامل ہو''

یعنی ایسی ظاہر حسن والی عورت جس کا باطن خراب ہو، سے بچنا چاہیئے، اور جب رسول اللہ ﷺ ایسی عورت سے نکاح کرنے سے ڈرا رہے ہیں، تو ایسی عورت سے تفریق بدرجہ اولیٰ درست ہوگی۔

حرام

مرد میں کوئی ایسی بیماری نہ ہو، جس کی وجہ سے تفریق کی اجازت ہے، اور نہ کوئی معقول عذر ہو، پھر بھی عورت محض شوہر کو پریشان کرنے اور ضرر پہونچانے کے لئے تفریق چاہتی ہو، تفریق کی یہ صورت حرام ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَلَا تُضَارُّوْهُنَّ ﴾ (الطلاق :٦) یعنی: ''ان کو ایذا دینا نہ چاہو'' اور نبی کریم ﷺ کا عام ارشاد ہے:

" لا ضرر و لا ضرار " (۲)

''آدمی اپنے بھائی کو ضرر نہ پہونچائے''

(۱) مسند الشهاب للقضائی، حدیث نمبر:۹۵۷

(۲) الموطأ للإمام مالک، عن یحی بن المازنی عن أبیه، کتاب الأقضیة، باب القضاء فی المرفق، حدیث نمبر ۱۴۲۹، مسند أحمد بن حنبل، عن ابن عباس ﷺ، حدیث نمبر:۲۸۶۷، الدارقطنی، عن أبي سعید الخدری ﷺ، کتاب البیوع، حدیث نمبر: ۲۸۸، ابن ماجه، کتاب الأحکام، باب من بنی فی حقه ما یضر بجاره، حدیث نمبر: ۲۳۴۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

مکروہ

تفریق اس وقت مکروہ عمل ہے جبکہ بلا سبب یا بلا عذر شرعی کے واقع ہو، حالانکہ زوجین کے حالات مستقیم اور اچھے ہیں؛ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" ما أحل اللّٰهُ شيئا أبغض إليه من الطلاق " (۱)

''اللہ تعالی کسی شی کو حلال نہیں کیا جو کہ اللہ تعالی کے نزدیک طلاق سے زیادہ مبغوض ہو''

مباح

زوجین کے درمیان اس وقت تفریق مباح ہوتی ہے، جبکہ دونوں میں سے کوئی عائد کردہ شرعی حقوق کو بروئے کار نہ لاتا ہو، یا عقد میں لازم درست شرائط کو پورے نہ کرتے ہوں، تو ان میں سے صاحب حق کو اختیار ہوگا کہ چاہے علاحدگی اختیار کرے، یا اس کے ساتھ رہنا گوارا کرے اور اپنے حق کے مطالبہ سے باز رہے، یعنی اپنے حق کے سقوط پر راضی ہو۔

زوجین کے درمیان عیوب

اسی طرح مرد جب اپنی بیوی میں ایسا عیب دیکھے جسے شریعت میں عیب تسلیم کیا گیا ہو، نیز اس کا علم اسے پہلے سے نہیں تھا، اگر عقد نکاح کے وقت اس عیب پر مطلع ہوتا تو وہ راضی نہیں ہوتا، جیسے: جنون، جذام، برص، یا شرمگاہ کے دونوں کناروں کا ملا ہونا، اور عورت کا قابل مجامعت نہیں ہونا شوہر کو تفریق کا حق ہے، اور عورت پر مہر کی واپسی لازم ہوگی اگر مہر لے چکی تھی، ہاں! مرد کو مہر معاف کرنے کا بھی حق ہے، اور اس کا بھی حق ہے

(۱) ابوداؤد، باب فی کراهية الطلاق، حدیث نمبر: ۲۱۷۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ اسی حال میں عورت کے ساتھ زندگی بسر کرے، ایسی صورت میں تفریق کا حق ساقط ہو جائے گا۔(۱)

اسی طرح جب عورت اپنے شوہر میں ایسا عیب پائے جس کا علم اسے پہلے سے نہیں تھا، جیسے: جنون، جذام، برص، جبّ یعنی آلہ تناسل کا پورے طور پر یا بعض کا اس طور پر کٹا ہوا ہونا کہ جماع ممکن نہ ہو، یا مرد عنین ہو، یعنی کسی مرض یا درازیٔ عمر وغیرہ کی وجہ سے وطی کرنے پر قادر نہ ہو، اس صورت میں اگر عورت علاحدگی کی طالب ہو، تو مرد کو ایک سال کی مہلت دی جائے گی، (۲) اگر وہ اس مدت میں صحیح ہو گیا، تو ٹھیک ہے، ورنہ اگر صحیح نہ ہو سکا، تو عورت کا مطالبہ قبول کیا جائے گا، اور قاضی تفریق کردے گا گو مرد طلاق نہ دے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁

(۱) یہ حنابلہ وشوافع کا نقطۂ نظر ہے، (رحمة الأمة: ص:۲۷، کتاب الفقه على المذاهب الأربعة: ۴/۱۸۰) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عورت میں عیب کی وجہ سے فسخ نکاح نہیں ہے؛ کیوں کہ مرد کے لئے گنجائش ہے کہ طلاق دے کر اس سے خلاصی حاصل کرلے، البتہ طلاق دے گا، تو اصول شرع کے مطابق مہر بھی دینا ہوگا (دیکھئے: البحر الرائق: ۴/۱۲۶)۔

(۲) یہ مہلت اس وقت ہے، جب کہ ڈاکٹروں کی رائے کی مطابق مرض قابل علاج ہو، اگر قابل علاج نہ ہو، تو پھر مہلت نہیں دی جائے گی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تفریق کی صورتیں

تفریق کی مختلف صورتیں ہیں: اکثر وبیشتر تفریق طلاق کے ذریعہ ہوتی ہے، کبھی خلع کے ذریعہ بھی ہوتی ہے، اور کبھی فسخ نکاح کی صورت میں بھی، اسی زمرہ میں ایلاء، ظہار اورلعان بھی آتے ہیں، اسی طرح زوجین میں سے کسی کی موت یا رِدّت یعنی اسلام سے ارتداد کی وجہ سے بھی تفریق ہوتی ہے۔

طلاق کی قسمیں

فقہاء نے طلاق کے مشروع ہونے نہ ہونے، واقع ہونے، نہ ہونے کے لحاظ سے دو قسمیں کی ہیں: اوّل: طلاق سنت، دوسری: طلاق بدعت، یعنی حرام، ابھی گفتگو طلاق سنت سے ہوگی، اور طلاق بدعت کی بحث آگے آئے گی۔

۱) طلاق سنت

طلاق سنت سے مراد وہ طلاق ہے جو درست اور اللہ اوراس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق ہو، اور وہ طریقہ وہی ہے جو صحیح سند سے سلف امت صحابہ ؓ اورتابعین سے منقول چلا آرہا ہے۔

اس کا حکم یہ ہے کہ اصل میں طلاق دینا مکروہ اورناپسندیدہ عمل ہے، شریعت میں اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی حوصلہ افزائی اور ترغیب منقول نہیں ہے، جب کہ نبی کریم ﷺ سے منقول ہے:

" أبغض الحلال إلى الله عز وجل الطلاق " (۱)

”اللہ تعالی کے نزدیک طلاق سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی حلال چیز نہیں ہے“

البتہ طلاق دینے سے بالاتفاق طلاق واقع ہو جاتی ہے اور اس کے احکام مرتب ہوتے ہیں۔

طلاق کے الفاظ

طلاق پر دلالت کرنے والے ہر صریح لفظ سے طلاق پڑ جائے گی، جیسے: لفظِ طلاق، اور اس سے مشتق الفاظ، اسی طرح کنائی الفاظ یعنی جو طلاق اور طلاق کے علاوہ دوسرے معنی کا بھی محتمل ہو، کنائی لفظ سے طلاق نہیں پڑتی ہے، ہاں، اگر اس سے طلاق کی نیت کی جائے، یا طلاق کے معنی پر واضح قرینہ ہو تو واقع ہو جائے گی۔

جس طرح سنجیدگی اور حالت اختیار و بیداری میں طلاق پڑ جاتی ہے، اسی طرح مذاق میں بھی طلاق پڑ جاتی ہے، چنانچہ کوئی کہے: میری بیوی کو طلاق، یا (بیوی سے مخاطب ہو کر کہے) تجھے طلاق، اور اس جیسے الفاظ، تو طلاق واقع ہو جائے گی؛ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

" ثلاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ و هزلُهن جِدٌّ : النكاحُ والطلاقُ والرجعةُ " (۲)

”تین چیزیں ایسی ہیں جن کا قصد بھی قصد ہے اور مذاق بھی قصد

(۱) أبو داؤد عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، باب في كراهية الطلاق، حديث نمبر: ۲۱۷۸

(۲) أبو داؤد، باب في الطلاق على الهزل، حديث نمبر: ۲۱۹۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے: نکاح، طلاق اور رجعت"

جہاں تک غلطی، بھول، یا اکراہ کی بات ہے تو ان حالات میں طلاق نہیں پڑے گی، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"إن اللّٰه وضعَ عن أمتي الخطأَ والنسيانَ وما استُكرِهُوا عليه" (۱)

"بیشک اللہ تعالی نے میری امت پر سے غلطی، بھول اور جس پر مجبور کئے جائیں، کو اٹھا دیا ہے"

مشروط اور غیر مشروط ہونے کے اعتبار سے طلاق کی دو قسمیں ہیں: طلاق منجز اور طلاق معلق، یعنی غیر مشروط طلاق اور مشروط طلاق۔

غیر مشروط طلاق

یعنی جس سے فوری طلاق دینے کا ارادہ کیا گیا ہو، کسی قید یا شرط کے ساتھ مقید نہ ہو، جیسے: أنت طالق "(تجھے طلاق) یا" أنت مطلقة "(تو مطلقہ ہے) یا" فلانة طالق" (فلاں طلاق) یا" أنت طلاق "(تجھے طلاق) یا" طلقتک" (میں نے تجھے طلاق دی) ان جیسے الفاظ سے طلاق کے چاہے قواعد کے اعتبار سے فعل کا صیغہ ہو، مصدر ہو، اسم فاعل ہو، مفعول، کسی ایسی شرط پر معلق کیا گیا ہو، جو پہلے سے موجود ہے، جیسے: کوئی کہتا ہے: "اگر آسمان میرے سر کے اوپر ہے تو تجھے طلاق" کو طلاق منجز (غیر مشروط طلاق)، یا طلاق مرسل، یا طلاق مطلق کہا جاتا ہے، اس طرح کے الفاظ سے فوری طلاق پڑ جاتی ہے، اور اسی وقت سے عورت مطلقہ اور اپنے شوہر سے جدا ہو جاتی ہے۔

(۱) ابن ماجه، باب طلاق المكره و الناسي، حديث نمبر: ۲۰۴۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مشروط طلاق اور اس کی قسمیں:

مشروط طلاق کی ایک صورت یہ ہے کہ اس کے واقع ہونے کو کسی شرط کے پائے جانے پر موقوف کیا گیا ہو، جیسے کوئی کہے: ''اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق''، اس طرح کی مشروط طلاق کا حکم بولنے والے کے قصد وارادہ پر موقوف ہے، (۱) اگر اس کا طلاق واقع کرنے کا ارادہ ہے، تو گھر میں داخل ہونا پائے جانے کے بعد طلاق پڑ جائے گی، اور اگر متکلم کا ارادہ قسم کھانے اور عورت کو گھر میں داخل ہونے سے روکنے کا ہے، تو وقوع طلاق مکروہ ہوگا، اور اس طرح کی طلاق، طلاق بہ صفت کہلاتی ہے۔

دوسری قسم: وہ طلاق جسے کسی صفت کے پائے جانے پر معلق کیا گیا ہو، اور اس صفت کے حصول کے وقت ایقاعِ طلاق کا ارادہ ہو، جیسے کسی نے کہا: ''تجھے طلاق ہے مہینہ کی ابتداء کے وقت یا سال کی ابتداء کے وقت''، اور اس جیسے الفاظ، تو اس جیسی صفت کے پائے جاتے وقت طلاق پڑے گی، یعنی مہینہ یا سال کے پہلے دن طلاق پڑے گی۔

علاحدگی کی نوعیت اور رجعیت کا حق باقی رہنے اور نہ رہنے کے اعتبار سے طلاق کی دو قسمیں ہوتی ہیں: طلاق رجعی، طلاق بائن۔

طلاقِ رجعی

ایسے طریقہ پر طلاق دینے کو کہتے ہیں، جس طریقہ پر طلاق دینے کی شریعت نے اجازت دی ہے اور وہ یہ ہے کہ متفرق مجلس میں زیادہ سے زیادہ ایک کے بعد ایک طلاق دی

---

(۱) یہاں مصنف سے سہو ہوا ہے، صحیح بات یہ ہے کہ اگر طلاق صریح ہو، تو وقوع طلاق متکلم کے قصد وارادہ پر موقوف نہیں ہوگا: '' الصريح لا يحتاج إلى النية '' (رد المحتار: ۴/۴۶۱)''خواہ طلاق معلق ہو یا منجز، جس طرح لفظ کنائی سے وقوع طلاق متکلم کے قصد ونیت پر موقوف ہوتا ہے، خواہ لفظ کنائی معلق ہو یا معلق نہ ہو''

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جائے، ایک ساتھ ایک ہی مرتبہ جمع کر کے طلاق نہیں دی جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ أَوْ تَسْرِيْحٌ بِإِحْسَانٍ ﴾ (۱)

"طلاق تو دو ہی بار کی ہے اس کے بعد (یا تو) رکھ لینا ہے قاعدے کے مطابق یا پھر خوش عنوانی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے"

اسی طرح کے طلاق کو (طلاق رجعی) سے موسوم کیا گیا ہے؛ اس لئے کہ اس میں شوہر اپنی بیوی کو طلاق دینے کے بعد عدت کے اندر رجعت کا حق رکھتا ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ رجعت واجب ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّآ أَنْ يَّأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ، وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَه، لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا، فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ أَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَأَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَأَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِه مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّه مَخْرَجًا ﴾ (۲)

(۱) البقرہ:۲۲۹

(۲) الطلاق :۲-۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"اے نبی! جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو انہیں اُن کی عدت کے لئے طلاق دیا کرو، اور عدت کے زمانے کا ٹھیک ٹھیک شمار کرو، اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے، (زمانۂ عدت میں) نہ تم انہیں اُن کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ خود نکلیں، الّا یہ کہ وہ کسی صریح برائی کی مرتکب ہوں، یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں، اور جو کوئی اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے گا، وہ اپنے اوپر خود ظلم کرے گا، تم انہیں جانتے، شاید اس کے بعد اللہ (موافقت کی) کوئی صورت پیدا کر دے، پھر جب وہ اپنی (عدت کی) مدت کے خاتمہ پر پہنچیں تو یا انہیں بھلے طریقے سے (اپنے نکاح میں) روک رکھو، یا بھلے طریقے پر اُن سے جدا ہو جاؤ، اور دو ایسے آدمیوں کو گواہ بنالو جو تم میں سے صاحب عدل ہوں، اور (اے گواہ بننے والو) گواہی ٹھیک اللہ کے لئے ادا کرو، یہ باتیں ہیں جن کی نصیحت کی جاتی ہے، ہر اُس شخص کو جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا، اللہ اُس کے لئے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا"

رجعت

رجعت یعنی طلاق کے بعد عورت کا اپنے شوہر کے پاس لوٹ کر آنا اور از سرِ نو دونوں کے درمیان ازدواجی زندگی کی ابتداء، کتاب اللہ — جیسا کہ گزر چکا ہے — سنتِ رسول اور اجماع سے ثابت ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

اس کا حکم یہ ہے کہ رجعت مستحب ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس وقت جبکہ ان کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی تھی، فرمایا: ''اس کو حکم دو کہ اس (بیوی) سے رجعت کرلے''(۱)۔

عدت میں رجعت

جب مرد اپنی بیوی کو پہلی بار طلاق دے، تو اس کے لئے رجعت کرنا درست ہے، حائضہ عورت کی عدت تین حیض ہیں، اور حاملہ عورت کی عدت وضع حمل یعنی بچہ کی ولادت ہے ـــ رجعت کے بعد دونوں ایک نئی زندگی کی ابتداء کریں گے، پھر اگر دونوں کی ازدواجی زندگی کے درمیان رخنہ پڑ جائے، اور مرد عورت کو دوسری طلاق دیدے، تو اسے دوسری بار بھی عدت کے ختم ہونے سے پہلے رجعت کا حق ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ ﴾ (۲)

''اور ان کے شوہر ان کے واپس لے لینے کے اس (مدت) میں زیادہ حقدار ہیں''

رجعت کی صورت

رجعت قول وعمل دونوں سے حاصل ہوسکتی ہے، مثلا: مرد عورت سے کہے: میں نے تم سے رجعت کیا، یا کہے: میں نے تم کو واپس لیا، یا کہے: میں نے تم کو لوٹایا، یا عورت کے غیاب میں کہے: میں نے اپنی بیوی سے مراجعت کی، یا یوں کہے: میں نے اپنی بیوی کو روک لیا۔

(۱) حدیث صحیح، ابوداؤد، طلاق، باب طلاق السنة، حدیث نمبر:۲۱۹۱

(۲) البقرہ :۲۲۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جہاں تک عملی رجعت کی بات ہے تو ہر اس عمل سے رجعت ثابت ہو گی جو حرمت مصاہرت کی موجب ہو، جیسے: چھونا، بوسہ لینا، اور وطی وغیرہ کرنا، اس میں عورت کی رضا اور اس کی اجازت کا اعتبار نہیں، واضح رہے کہ مذاق سے بھی رجعت ثابت ہو جائے گی، خواہ مذاق قولاً ہو، یا عملاً، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

" ثلاث جدهن جد و هزلهن جد : النكاح والطلاق والرجعة " (۱)

" تین چیزیں ایسی ہیں جن میں سنجیدگی، سنجیدگی ہے اور مذاق بھی سنجیدگی ہے، اور وہ نکاح، طلاق اور رجعت ہیں"

رجعت کا اعلان کرنا اور اس پر گواہ بنانا مشروع و مستحب ہے، کیونکہ آیت میں ذکر آچکا ہے، {وَأَشْهِدُوْا } "یعنی اور گواہ بناؤ"

طلاق رجعی کے احکام

طلاق رجعی پر مرتب ہونے والے نتائج واحکام حسب ذیل ہیں:

۱) تین طلاق سے کم دی گئی طلاق رجعی ہوتی ہے، ایسی مطلقہ عورت پر بیوی کے احکام اس وقت تک جاری رہتے ہیں جب تک کہ وہ عدت میں ہے۔

۲) مطلقہ رجعیہ اپنے شوہر کے گھر میں عدت گزارے گی، گھر سے باہر شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں نکلے گی، ہاں! اگر کوئی عذرِ شرعی ہو تو نکل سکتی ہے، جب تک عدت میں ہے، اس وقت تک اس کا نفقہ، رہائش کا انتظام اور بیوی کے تمام حقوق شوہر پر لازم ہوں گے، اس کے لئے رَوا ہے کہ شوہر کے لئے زیب وزینت اختیار کرے، اچھے سے اچھا لباس و پوشاک اور زیورات سے آراستہ ہو، اپنی پسند کا عطر لگائے، اور شوہر کو اپنی طرف مائل

(۱) أبو داؤد، كتاب الطلاق، باب في الطلاق على الهزل، حديث نمبر:۲۰۴۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کرنے اور اس کی کھوئی ہوئی محبت کو حاصل کرنے کی کوشش کرے، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مطلقہ رجعیہ کا شوہر کے گھر میں عدت گزارنا اور اس کے حسبِ منشا گھر کے اندر فروکش رہنا، رات ودن اس کی حفاظت میں اور اس کے قریب رہنا رجعت میں بڑا مؤثر رول ادا کرتا ہے، جیسا کہ اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا:

﴿لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا﴾ (۱)

''شاید اللہ پیدا کردے اس طلاق کے بعد نئی صورت''

۳) ان دونوں کے درمیان نومولود کا نسب ثابت ہوگا۔

۴) مرد کے لئے درست ہے کہ وہ اپنی مطلقہ عورت سے عدت کے اندر بغیر نئے مہر اور نئے نکاح کے رجوع کرلے۔

۵) یہ طلاق دینے والا مرد اور مطلقہ میں سے ہر ایک دوسرے کا وارث ہوگا، بشرطیکہ عدت گزرنے سے پہلے موت واقع ہوئی ہو، خواہ مرد نے طلاق حالتِ صحت میں دی ہو یا مرض الموت یعنی جان لیوا مرض کی حالت میں۔

۶) اسے دوران عدت طلاق دینا درست ہے۔

۷) مطلقہ رجعیہ کو مہر مؤجل کے مطالبہ کا حق نہیں ہے، یہاں تک کہ عدت گزر جائے۔

عدت گزرنے کے بعد رجعت کا حکم

جب مطلقہ رجعیہ کی عدت گزر جائے اور شوہر دورانِ عدت رجعت نہ کرے، تو طلاق رجعی پر مرتب ہونے والے سارے احکام ختم ہوجائیں گے، اور وہ عورت اس کے حق میں عام عورتوں کی طرح اجنبین جائے گی، اور دوسرے مرد سے اس کا نکاح حلال ہو

(۱) الطلاق :۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جائے گا، اسی طرح یہ مرد بھی اس کے حق میں عام مردوں کی طرح اجنبی ہو جائے گا، اور اس کے لئے اس عورت سے نکاح بغیر نئے عقد، مہر، ولی (۱) اور گواہان کی موجودگی کے درست نہیں ہوگا، عورت کو اختیار ہوگا کہ چاہے وہ اس مرد سے نئے نکاح کو قبول کرے یا رد کردے۔

طلاقِ بائن

طلاقِ بائن ایسی طلاق کو کہتے ہیں جو ازدواجی رشتہ کو فوری زائل کردے، اس کی دو قسمیں ہیں: طلاق بائن صغریٰ یا بائن مخففہ اور طلاق بائن کبریٰ یا بائن مغلظہ۔

طلاقِ بائن صغریٰ

طلاق بائن صغریٰ یا مخففہ سے مراد تین سے کم ایک یا دو طلاقیں ہیں، طلاق کی یہ صورت رشتۂ زوجیت کو ختم کردیتی ہے، بغیر نئے نکاح کے دوبارہ عورت کو واپس نہیں لایا جاسکتا، اگر مرد عورت کو واپس لانا چاہتا ہے تو ضروری ہوگا کہ دوبارہ عورت کی رضا و رغبت سے نکاح کرے، اس کے بعد نئی زندگی کا آغاز کرے۔

ان صورتوں میں طلاق بائن صغریٰ پڑتی ہے:

۱) طلاق قبل الدخول، یعنی نکاح کے بعد مرد نے اپنی بیوی سے جسمانی تعلق ابھی قائم نہیں کیا تھا کہ اسے طلاق دیدی، اِس صورت میں عورت پر عدت واجب نہیں ہوگی، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنَ

(۱) اس سے پہلے بات گزر چکی ہے کہ بالغ سلیم العقل عورت ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح کرسکتی ہے، البتہ ولی کو اعتماد میں لے کر اور اس کی مرضی و اجازت سے شادی کرنی بہتر و افضل ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ﴾ (۱)

"اے لوگ جو ایمان لائے ہو! جب تم مؤمن عورتوں سے نکاح کرواؤ پھر انہیں ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو تو تمہاری طرف سے ان پر کوئی عدت لازم نہیں ہے، جس کے پورے ہونے کا تم مطالبہ کرسکو، لہذا انہیں کچھ مال دو اور بھلے طریقے سے رخصت کردو"

۲) مطلقہ رجعیہ بھی عدت گزرنے کے بعد بائنہ ہو جاتی ہے، بشرطیکہ سابق شوہر نے دوران عدت رجوع نہ کیا ہو۔

۳) خلع یعنی کسی چیز کے عوض طلاق دی جائے، تب بھی طلاق بائن صغری واقع ہوتی ہے۔

طلاقِ بائن کے اثرات واحکام

۱) جس مطلقہ رجعیہ کی عدت گذر جائے اور مطلقہ بائنہ کا حکم یہ ہے کہ وہ شوہر سے مکمل طور پر جدا ہو چکی، اب اس کا شوہر سے کسی درجہ میں بھی ازدواجی تعلق باقی نہیں رہا، بلکہ وہ اس کے حق میں عام عورتوں کی طرح اجنبی بن چکی ہے، ہاں اگر مرد کم از کم دو گواہوں کی موجودگی میں اس سے دوبارہ عقد نکاح کرلے تو وہ اس کے لئے حلال ہو جائے گی، واضح رہے کہ دوبارہ عقد نکاح کے لئے عورت کو مجبور نہیں کیا جاسکتا، بلکہ اس کو اختیار ہوگا کہ چاہے اسی سے نکاح کرے یا دوسرے مرد سے۔(۲)

---

(۱) الأحزاب:۴۹

(۲) کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"اور جب تم طلاق دے چکو اپنی عورتوں کو، اور پھر وہ اپنی مدت کو پہونچ چکیں، تو تم انہیں اس سے مت روکو کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح ═

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۲) نہ وہ مرد اس عورت کا وارث ہوگا، اور نہ وہ عورت اس مرد کی وارث ہوگی، نہ ہی عدت کے اندر اور نہ ہی عدت کے بعد، ہاں، اگر شوہر نے عورت کو مرض الموت میں (موت پر ختم ہونے والی بیماری) طلاق دی ہو تو عورت مرد کی وارث ہوگی، خواہ مرد کی وفات دوران عدت ہوئی ہو یا عدت گزرنے کے بعد، (۱) بشرطیکہ اس نے دوسری شادی نہ کی ہو یا مرتد نہ ہوئی ہو؛ کیونکہ مرض الموت میں طلاق دینے کی صورت میں مرد پر عورت کو میراث سے محروم کرنے کا الزام آتا ہے، اس الزام کو دور کرنے کے لئے عورت کو اس کے مال میں وارث بنایا جاتا ہے۔

طلاقِ بائن کبریٰ (مغلظہ)

طلاق بائن کبریٰ یعنی مغلظہ (۲) رشتۂ زوجیت کو فوری زائل کرتی ہے، اور اس کی

= کرلیں، جبکہ وہ آپس میں شرافت کے ساتھ راضی ہوں" (البقرۃ:۲۳۲) اور جب دوبارہ نکاح ہوگا، تو اس میں بھی خطبہ مسنونہ پڑھا جائے گا، اور نیا مہر مقرر ہوگا، کیوں کہ قرآن نے مطلق کہا ہے: "تم انہیں اپنے مال کے ذریعہ سے تلاش کرو (اس طور پر کہ) قید نکاح میں لانے والے ہو، نہ کہ مستی نکالنے والے، پھر جس مال کے عوض تم نے بعض عورتوں سے لطف اٹھایا ہے، سو انہیں ان کے طے شدہ مہر دے دو، اور تم پر اس مقدار کے بارے میں کوئی گناہ نہیں جس پر تم آپس میں مہر طے ہو جانے کے بعد رضامند ہو جاؤ" (النساء:۲۴)

(۱) احناف کے یہاں طلاق بائن کی عدت کے دوران شوہر کے انتقال ہونے سے عورت وارث نہیں ہوتی ہے، ہاں جبکہ طلاق بائن فار ہو، یعنی مرد مرض الموت میں عورت کی رضا کے بغیر طلاق بائن دے، تا کہ عورت میراث سے محروم ہو جائے، تو ایسی صورت میں عورت میراث سے محروم نہیں ہوتی ہے، بشرطیکہ شوہر کا انتقال عدت گزرنے سے پہلے ہو، اور اگر عدت گزرنے کے بعد شوہر کی وفات ہوئی، تو اس صورت میں بھی وارث نہیں ہوگی۔ (دیکھئے: درمختار ورد المحتار: ۵/ ۷، باب طلاق المریض، ۱۹۲، باب العدۃ، ہدایہ: ۲/ ۳۹۰)

(۲) طلاق بائن مخففہ ایک سے دو تک ہوتی ہے، اور طلاق بائن کبریٰ مغلظہ تین طلاق کو کہتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

وجہ سے زوجین میں سے ہر ایک دوسرے کے لئے دائمی طور پر حرام ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ عورت دوسرے مرد سے شادی کر لے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ﴾ (۱)

”پھر اگر کوئی اپنی عورت کو طلاق دے ہی دے تو وہ عورت اس کے لئے اس کے بعد جائز نہ رہے گی، یہاں تک کہ وہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے“

طلاقِ مغلظہ کے احکام ونتائج

طلاق بائن ہی جیسے احکام طلاق مغلظہ کے بھی ہیں، سوائے اس کے کہ شوہر طلاق بائن مخففہ میں نکاح جدید کے ذریعہ عورت کو واپس لا سکتا ہے، لیکن طلاق مغلظہ میں نیا نکاح کافی نہیں ہے، حلالہ بھی ضروری ہے، حلالہ یہ ہے کہ عورت عدت گزارنے کے بعد دوسرے مرد سے نکاح صحیح کر لے، پھر وہ مرد اپنے اختیار سے اس کو طلاق دیدے، اور عدت گزر جائے، تو اب وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی، یعنی پہلا شوہر دوبارہ نکاح کر کے اس کو اپنی زوجیت میں لا سکتا ہے۔

دخول سے پہلے فرقت

لعان کے علاوہ جدائی کی تمام قسمیں اگر دخول (ہم بستری یا خلوت صحیحہ) سے پہلے واقع ہو، تو وہ طلاق بائن متصور ہوگی، اگر عورت نے کسی اور سے شادی نہیں کیا ہو، تو یہ اس سے دوبارہ شادی کر سکتا ہے، وطی سے پہلے طلاق کی صورت میں متعین مہر کا نصف شوہر پر

(۱) البقرة: ۲۳۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لازم ہوتا ہے، لہٰذا اگر شوہر پہلے مہر دے چکا تھا، تو نصف مہر سے جتنا زیادہ ہو واپس لے سکتا ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ ﴾ (۱)

''اور اگر تم نے انہیں طلاق دے دی ہے قبل اس کے کہ انہیں ہاتھ لگایا ہو، لیکن ان کے لئے کچھ مہر مقرر کر چکے ہو تو جتنا مہر تم نے مقرر کیا ہے اُس کا آدھا واجب ہے''

اور اگر مہر مقرر نہ ہو تو عورت کو متعہ ملے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴾ (۲)

''اسی طرح جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو، انہیں بھی مناسب طور پر کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کیا جائے، یہ حق ہے متقی لوگوں پر''

﴿ إِلَّا أَنْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ، وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى ، وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴾ (۳)

''بجز اس صورت کے کہ (یا تو وہ عورتیں خود معاف کر دیں یا وہ اپنا حق) معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے، اور اگر تم (اپنا حق) معاف کر دو تو یہ بہت ہی قرین تقوی ہے، اور آپس میں لطف واحسان کو نظر انداز نہ کرو، تم جو کچھ کرتے ہو اللہ یقیناً اس کا

(۱) البقرۃ :۲۳۷

(۱) البقرۃ :۲۴۱

(۲) البقرۃ :۲۳۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خوب دیکھنے والا ہے"

دخول سے پہلے فرقت پر مرتب ہونے والے نتائج واحکام

۱) عورت پر عدت واجب نہیں ہوتی۔

۲) زوجین کے درمیان وراثت کا حکم جاری نہیں ہوگا۔

۳) شوہر کے لئے اس سے دوبارہ نکاح کرنا درست ہے، جیسا کہ دوسرے کے لئے اس سے عقد کرنا صحیح ہے۔(۱)

۲) طلاقِ بدعت

طلاقِ بدعت طلاق سنت کے مقابلہ میں ہے، یعنی بہتر طریقۂ طلاق —— جس کا

(۱) یہ اس وقت ہے جبکہ شوہر نے ایک طلاق دی ہو، یا اُس نے یوں کہا ہو: تمہیں طلاق ہے، تمہیں طلاق ہے، تمہیں طلاق ہے، کیوں کہ اس صورت میں ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے، اور اگر ایک لفظ سے تین طلاق دی ہو، جیسے اس نے یوں کہا: "تمہیں تین طلاق" تو ایسی صورت میں تین طلاق ہوقع ہوں گی: "ولو قال لغير المدخول بها أنت طالق ثلاث ، طلقت ثلاثا " (رد المحتار :۵۱۲/۴) ظاہر ہے کہ تین طلاق مغلظہ ہوتی ہے؛ اس لئے شوہر کے لئے بغیر حلالہ کے اس سے دوبارہ نکاح درست نہیں ہوگا، حلالہ شرعیہ کی صورت یہ ہے کہ عورت عدت گذارنے کے بعد اپنی رضا سے کسی دوسرے مرد مسلم بالغ سے اپنا نکاح کرے، پھر دوسرا شوہر اس نکاح کے بعد میاں بیوی کے تعلقات کم ازکم ایک بار قائم کرے، تعلق قائم کرنے کے بعد دوسرا شوہر اپنی مرضی سے طلاق دیدے یا مرجائے، تو عورت طلاق کی صورت میں عدت طلاق اور وفات کی صورت میں عدت وفات گذار کر پہلے شوہر کے پاس رہنا چاہے، تو باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح کر کے ایک ساتھ رہ سکتے ہیں، کیوں کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: "پھر اگر کوئی اپنی عورت کو طلاق دے ہی دے تو وہ عورت اس کے لئے اس کے بعد جائز نہ رہے گی، یہاں تک کہ وہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے" (البقرۃ :۲۳۰)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ذکر ہو چکا ہے — کے علاوہ طلاق دینے کی جو صورتیں ہیں، وہ بدعت ہیں، پس جب شوہر اپنی بیوی کو ایک طلاق دے، وہ بھی ایسے طہر میں جس میں بیوی سے جسمانی تعلق قائم نہ کیا ہو، پھر اسی حال میں اس کو چھوڑ دے یہاں تک کہ اس کی عدت گزر جائے، تو یہ طلاق سنت ہے، اگر ایسا نہیں ہے، تو وہ طلاق بدعت ہے، اسی طرح حالت حیض میں طلاق دینا، یا ایسے طہر میں طلاق دینا جس میں عورت سے جسمانی تعلق قائم کر چکا ہو، طلاق بدعت کی صورتیں ہیں، ان صورتوں میں طلاق پڑ جاتی ہے، البتہ طلاق دینے والا گنہگار ہوتا ہے۔

ایک سے زائد طلاق دینے کا حکم

مرد اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں دو یا تین طلاق ایسے طہر میں دے جس میں اس نے بیوی سے ہم بستری نہ کی ہو، مثلاً: یوں کہے: تمہیں دو طلاق ہے، یا ایک طہر میں تین طلاق، خواہ ایک مجلس میں ہو یا مختلف مجلسوں میں۔

جہاں تک اس طلاق کے حکم کی بات ہے، تو بالاتفاق یہ بدعت اور حرام ہے، اور یہ بات معلوم ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

اسی طرح طلاق بدعت کی صورتوں میں حیض کی حالت میں طلاق دینا، جس طہر میں وطی کر چکا ہو، اس میں طلاق دینا، نیز مذاق اور غصہ کی حالت میں طلاق دینا بھی ہے، ان تمام صورتوں میں طلاق پڑ جائے گی، نیز طلاق دینے والا گنہگار ہوگا، اور یہ عمل حرام ہوگا، اس سلسلہ میں دلائل بہ کثرت بھی ہیں، اور صریح وواضح بھی ہیں، ان میں سے ایک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دیدی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"مُرہ فلیُراجِعُھا ثم لیُمسِکُھَا حتّٰی تطھُرَ ثم تحِیضَ ثم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

تطهر ثم إن شاء أمسک بعدُ وإن شاء طَلَّق قَبل أن يَمَسَّ فتِلکَ العِدَّةُ التي أمر الله أن تُطَلَّقَ لها النِّساءَ " (۱)

”اس کو حکم دو کہ وہ اس سے رجوع کرے، پھر پاک ہونے تک اُسے اپنے پاس رکھے، پھر حیض آئے اور پاک ہو جائے، اب اگر طلاق دینا چاہے تو ہاتھ لگانے سے پہلے (پاکی کی حالت میں) طلاق دے، یہ وہ عدت ہے، جس کا عورتوں کو طلق دی جائیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے“

جن کی طلاق واقع نہیں ہوتی

علامہ ابن قدامہؒ نے اپنی کتاب " المغني " میں لکھا ہے کہ اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس شخص کی عقل جاتی رہی اس کی طلاق نہیں پڑتی، چنانچہ اس سلسلہ میں بکثرت احادیث بھی وارد ہوئی ہیں، ـــــ اس قاعدہ کے تحت ہر وہ شخص داخل ہے جس کی عقل زائل ہوگئی ہو، اور ہر وہ شخص جو طلاق دینے میں مختار نہ ہو، پس مکرہ (جس کو طلاق دینے پر جبر کیا جائے) سکران (ایسا نشہ آور شخص جس کی عقل اس حد تک زائل ہوگئی ہو کہ مرد وعورت کے درمیان امتیاز کو کھو چکا ہو) بے ہوش، مجنون، نابالغ بچہ، سویا ہوا شخص اور دوا پینے کی وجہ سے جس کی عقل زائل ہوگئی ہو، ان تمام اشخاص کی طلاق نہیں پڑے گی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" كُلُّ الطلاقِ جائزٌ إلا طلاقَ المعتوه " (۲)

”تمام طلاق نافذ ہے سوائے معتوہ (جس کی عقل زائل ہو چکی ہو)

(۱) بخاري ، طلاق :۲/۷۹۰

(۲) بخاري ، باب الطلاق في الأغلاق و الكره و السكران ، حدیث نمبر:۵۲۲۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی طلاق کے"

نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" إن اللّٰه وَضَعَ عن أمتي الخطأ والنسيانَ وما استُكرِهُوا عليه " (۱)

" بیشک اللہ نے میری امت پر سے خطا ونسیان اور جس پر لوگ مجبور کئے جائیں گے کے (گناہ) کو معاف کردیا ہے"

طلاق دینے کی قسم کھانا

کوئی کہے: " عليّ الطلاق " (میرے اوپر طلاق لازم ہے) " الطلاق يلزمني " (مجھ پر طلاق دینا لازم ہوگا) تو اس سے طلاق نہیں پڑے گی؛ کیونکہ یہ غیر اللہ کی قسم کھانا ہے، اور اسلام نے مسلمانوں کو غیر اللہ کی قسم کھانے سے روکا ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" من كان حالفا فليَحْلِفُ بالله أو لِيَصْمُتْ " (۲)

پس اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم کھانا درست نہیں، جہاں تک طلاق کی قسم کی بات ہے، تو لوگ جہالت میں اس طرح کی قسم کھاتے ہیں، ان کو اس سے روکا جانا چاہیئے، کیونکہ یہ معاشرہ کے لئے ایک مصیبت ہے، جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ کرتا ہے، تو اس کا مسنون طریقہ حدیث شریف میں موجود ہے، اس کے لئے مخصوص الفاظ بھی آئے ہیں، جو طلاق کی قسم کھانے کے علاوہ ہیں۔

(۱) ابن ماجه، طلاق، باب طلاق المكره والناسي :۱/۱۴۷

(۲) ترمذي، أبواب النذور و الأيمان، باب كراهية الحلف بغير الله، حديث نمبر:۱۵۳۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طلاق دینے کا شرعی طریقہ اور مناسب وقت

شریعت اسلامی کے بتائے ہوئے طریقہ پر طلاق دینے سے جہاں انسان بدعت اور گناہ سے بچتا ہے، وہیں بعد میں کف افسوس نہیں ملتا، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

" ما طلّق رجل طلاق السنة فندم " (۱)

''جس آدمی نے طلاق سنت نہیں دی وہ نادم ہوگا''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَـا أَيُّهَـا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ أَحْصُوْا الْعِدَّةَ ﴾ الآية (۲)

''اے نبی! جب تم طلاق دو عورتوں کو تو ان کو طلاق ان کی عدت پر دو اور گنتے رہو عدت کو''

اس سے پہلے بات گزر چکی ہے جب زوجین کے درمیان اختلاف بڑھ جائے، حتی کہ دونوں کی طرف سے مقرر کردہ حَکَم بھی دونوں کے درمیان صلح کرانے میں ناکام رہے ہوں، اور دونوں کے درمیان تفریق کے علاوہ کوئی اور صورت نظر نہ آتی ہو، یا نزاع کے علاوہ دوسرے اسباب تفریق میں سے کوئی سبب پایا جاتا ہو، تو مرد کو چاہیئے کہ طلاق دینے کا شرعی طریقہ اپنائے۔

چنانچہ اگر بیوی غیر مدخول بہا ہے یعنی شوہر نے ابھی ہم بستری نہ کی ہے، تو وہ ایک طلاقِ بائن سے بلا عدت جدا ہو جائے گی، اگر مرد اس سے دوبارہ رجوع کرنا چاہے، تو نکاح جدید کے ذریعہ اس سے رجوع کرسکتا ہے، البتہ نکاح کے بغیر شرعاً رجعت کی گنجائش نہیں،

(۱) ابن ابی شیبة ، کتاب الطلاق ، باب ما قالوا فی طلاق السنة :۴/۵۷

(۲) الطلاق :۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور اگر عورت مدخول بہا ہے، یعنی جس سے شوہر ہم بستری کر چکا ہے، تو مرد اسے حالت طہر میں ایک طلاق رجعی دے گا، ایسی صورت میں عدت گزرنے سے پہلے مرد جب چاہے اس سے رجعت کرسکتا ہے، اس طور پر کہ اس سے ہم بستری کر لے، یا دواعی وطی میں سے کوئی عمل کر لے، جیسے: بوسہ لے لے، یا شہوت کے ساتھ چھوئے (۱) یا اس سے کہے: میں نے تم سے رجعت کر لی، تو ان تمام صورتوں میں رجعت حاصل ہو جائے گی۔

عدت کے دوران عورت اپنے شوہر کے گھر میں رہے گی، زینت اختیار کرے گی، اچھے کپڑے پہنے گی اور جس انداز واداسے چاہے شوہر کو اپنی طرف راغب کرسکتی ہے، مرد کے لئے بھی بہتر ہے، کہ عورت سے رجوع کر لے۔

دورانِ عدت کسی مرد کے لئے نہ نکاح کا صریح پیغام دینا درست ہے اور نہ اس کی طرف اشارہ کرنا درست ہے؛ کیوں کہ جب تک عدت میں ہے اس وقت تک وہ منکوحہ کے حکم میں ہے، پھر اگر مرد مزید طلاق دینا مناسب سمجھتا ہے تو دورانِ عدت دوسری طلاق دے سکتا ہے، اور پہلے کی طرح جب تک دوسری طلاق کی عدت گزارے گی، اس دوران رجعت کرسکتا ہے، عدت گزرنے کے بعد رجعت کرنا چاہے تو نیا نکاح کرسکتا ہے، اسی طرح اگر دوسری طلاق کی عدت کے دوران ہی تیسری طلاق دیدی، تو اب دورانِ عدت رجوع نہیں کرسکتا، نیا نکاحِ بھی نہیں کرسکتا، نہ عدت کے اندر نہ عدت گزرنے کے بعد، اس پر عورت حرام ہوگئی، یہاں تک کہ عورت عدت گزرنے کے بعد دوسری شادی کرے، پھر یہ اپنی مرضی سے کسی شرعی عذر کے تحت اسے طلاق دیدے، تو پہلے شوہر کے لئے اس سے نکاح کرنا حلال ہو جائے گا۔

ایک طلاقِ رجعی کی صورت میں جب عدت گزر جائے تو دوسروں کی طرح یہ بھی عورت کے حق میں اجنبی ہو جائے گا، اب دوبارہ اس سے بغیر نئے نکاح کے رجوع نہیں

(۱) درمیان میں کپڑا یا اور کوئی چیز حائل نہ ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کرسکتا، واضح رہے کہ عورت کو پورا اختیار ہے کہ چاہے پہلے شوہر سے شادی کرے یا کسی اور سے۔

بہتر طریقہ یہ ہے کہ ایک نکاح نامہ تیار ہو، جس میں جہاں عقد نکاح درج ہو، وہیں عاقدین کے نام اور دستخط، شاہدین کے نام اور ان کی دستخط وغیرہ ضروری چیزیں ثبت ہوں گی، سبب طلاق، اس کی تاریخ، جانبین کا جن شرطوں اور مہر پر اتفاق ہوا ہو، اور طلاق پر مرتب ہونے والے احکام درج ہوں نیز اس میں عدت کی مدت بھی واضح کردی گئی ہو اگر عدت والی عورت ہے، تاکہ بوقت ضرورت اس کی طرف رجوع ہوا جاسکے، اور طرفین بھی متنبہ رہیں گے، اس کی ایک ایک کاپی دونوں فریق کو حوالہ کردینی چاہئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خلع

پیچھے بات آچکی ہے کہ اگر میاں بیوی کے درمیان اختلاف ہو تو اس اختلاف کو کیسے پاٹا جائے گا؟ــــ ہر ممکن حد تک دونوں کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کی جائے گی، لیکن جب تمام کوششیں ناکام ہو جائیں اور صلح نہ ہو سکے، عورت اپنی ضد پر اڑی رہے، کسی قیمت پر شوہر کے ساتھ رہنے پر آمادہ نہ ہو، تو اسلام نے عورت کے لئے خلع کو مشروع کیا ہے، جبکہ وہ محسوس کرے کہ اس سے شوہر کے حقوق کی ادائیگی نہیں ہو سکے گی، اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ اسلام نے مرد کو پورا اختیار دیدیا ہے کہ جس طرح چاہے عورت کے ساتھ معاملہ کرے، جب چاہے عورت کے پاس مال دیکھ کر خلع پر مجبور کرے، تا کہ اس سے مال حاصل کر سکے، یا پھر اسے لٹکا کر رکھے، تا کہ اس کی موت کے بعد اس کے مال میں وارث ہو سکے، بلکہ اسلام نے شوہروں کو بڑے سخت لہجہ میں نصیحت کی ہے اور ان کے شعور کو بیدار کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں، ارشاد ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

خَیْرًا کَثِیْرًا ﴾ (۱)

"اے ایمان والو! تمہارے لئے حلال نہیں رہے کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو، اور نہ یہ حلال ہے کہ انہیں تنگ کر کے اُس مہر کا کچھ حصہ اُڑا لینے کی کوشش کرو، جو تم انہیں دے چکے ہو، ہاں اگر وہ صریح بدچلنی کی مرتکب ہوں، ان کے ساتھ بھلے طریقہ سے زندگی بسر کرو، اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو، مگر اللہ نے اُسی میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہے"

خلع کے لغوی معنی اتارنے کے ہیں، جب کوئی شخص کپڑا اتار چکا ہو، تو اس وقت کہا جاتا ہے: خلع ثوبه، یعنی: اس نے اپنا کپڑا اتارا، اصطلاح شرع میں عورت کا اپنے شوہر سے مال کے عوض لفظ خلع یا اس کے ہم معنی لفظ کے ذریعہ جدائی اختیار کرنا، خواہ یہ عوض عورت کی طرف سے ہو، یا کسی تیسرے شخص کی طرف سے۔

خلع کی شرط زوجین کے درمیان اختلاف کا پایا جانا اور ان دونوں میں سے ہر ایک کا دوسرے کے حقوق کو بروئے کار لانے کا خوف ہونا ہے، اس سلسلہ میں اصل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ ﴾ (۲)

"سو اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ دونوں اللہ کے ضابطوں کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو دونوں پر اس (مال) کے باب میں کوئی گناہ نہ ہوگا،

(۱) النساء :۱۹

(۲) البقرہ :۲۲۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جو عورت معاوضہ میں دیدے“

خلع میں ہر اس شی کو معاوضہ بنانا درست ہے جسے مہر میں مقرر کرنا صحیح ہے۔

خلع پر مرتب ہونے والے نتائج واحکام

۱) زوجین کے درمیان رشتۂ نکاح ختم ہو جائے گا، مرد کو عورت سے رجوع کا حق نہیں ہوگا، ہاں، اگر عورت راضی ہو، تو نئے نکاح کے ذریعہ اسے اپنی زوجیت میں واپس لا سکتا ہے۔

۲) اگر شوہر ہمبستری کر چکا تھا تو عورت پر عدت لازم ہوگی، اگر ہمبستری نہیں کی تھی تو عدت نہیں ہوگی، عدت لازم ہونے کی صورت میں عدت ختم ہونے کے بعد جس سے چاہے عورت نکاح کر سکتی ہے۔

۳) عورت شوہر کی وارث نہیں ہوگی، اور نہ مرد عورت کا وارث ہوگا، نہ ہی عدت کے اندر اور نہ عدت کے بعد۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فسخِ نکاح اور اس کے اسباب

طلاق اور خلع کے علاوہ زوجین کے درمیان عقد نکاح کے ختم کرنے کا نام فسخ ہے، فسخِ نکاح کا اختیار حاکم اور قاضی شریعت کو ہے، (۱) قاضی پر واجب ہے کہ جب زوجین کے درمیان ازدواجی زندگی کی بقاء دشوار ہو تو دونوں کے درمیان نکاح فسخ کردے۔

فسخ پر مرتب ہونے والے احکام

۱) اگر عورت مدخول بہا (جس سے ہم بستری ہوچکی) ہے، تو اس پر عدت لازم ہو گی، اگر مدخول بہا نہیں ہے، تو اس پر عدت نہیں ہوگی۔

۲) حقِ حضانت (بچہ کی پرورش کا حق) عورت کو ہوگا۔

۳) عدت کے دوران نفقہ اور سکنی عورت کو ملے گا۔

---

(۱) پھر قاضی کی طرف سے یہ فسخ بھی طلاق ہوتا ہے اور فسخ نکاح یعنی کبھی تو علیحدگی کا فیصلہ قاضی شریعت اپنی شرعی حیثیت کے لحاظ سے خود اپنی طرف سے کرتا ہے، یہ فسخ نکاح ہے اور کبھی اس کے فیصلہ کی نوعیت یہ ہوتی ہے کہ وہ شوہر کی طرف سے عورت پر طلاق واقع کردیتا ہے، اور گویا وہ شوہر کی طرف سے طلاق کا نمائندہ اور وکیل ہوتا ہے، یہ صورت طلاق کی ہے (طلاق و تفریق: ۵۵، از مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۴) یہ فسخ ایک طلاق بائن ہوگی، مرد کے لئے نکاح جدید کے ذریعہ رجوع کا حق ہوگا۔

۵) عدت کے دوران زوجین میں سے کسی کی وفات ہو جائے تو دوسرا اس کے ترکہ میں وارث ہوگا۔

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

اسبابِ فسخ

۱) ایلاء

جب شوہر اپنی بیوی سے جسمانی تعلق قائم نہ کرنے کی قسم کھالے، تو اسے مہلت دی جاتی ہے کہ چار مہینے کے اندر اپنی قسم سے رجوع کرلے، پھر اگر وہ وطی کرلیتا ہے، تو رجوع ہو جائے گا یعنی رشتۂ نکاح باقی رہے گا اور قسم کا کفارہ ادا کرے گا، ورنہ دار القضاء میں عورت کا مقدمہ قابلِ سماعت ہوگا، اور قاضی مرد کو رجوع کرنے کا حکم دے گا، اگر اس نے قاضی کے حکم کو ماننے سے انکار کیا، تو قاضی اسے طلاق دینے کا حکم دے گا، پس اگر مرد طلاق دینے سے بھی انکار کرے، تو قاضی عورت کے حقِ نفس کی رعایت کرتے ہوئے نکاح فسخ کردے گا۔(۱)

(۱) یہ حکم امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے قول کے مطابق ہے، حنفیہ کے یہاں اس مسئلہ میں قاضی کے فیصلہ کی ضرورت نہیں ہے، جوں ہی چار ماہ کی مدت گذرے گی کہ آپ سے آپ عورت پر طلاق واقع ہوجائے گی، اور یہ طلاق، طلاق بائن ہوگی، ایسا ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، (فتاوی ہندیہ: ۱/۴۷۶، ہدایہ: ۳/۴۰۱) اس طرح اس شخص (شوہر) کی قسم پوری ہوجائے گی، مگر اس کی وہ عورت جس سے چار ماہ یا اس سے زیادہ دنوں تک صحبت نہ کرنے کی قسم کھائی تھی، اب اس کی بیوی باقی نہیں رہے گی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۲) ظہار

ظہار دور جاہلیت کے افعال میں سے ہے، اسلام نے اسے حرام قرار دیا ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کو اپنی کسی نسبی یا رضاعی محرم رشتہ دار عورت (کے ایسے عضو سے، جس کا دیکھنا حرام ہے) سے تشبیہ دے، یوں کہے: تو میرے اوپر میری ماں کی پشت، یا میری بہن کے پیٹ کی طرح ہے، یا یوں کہے: تو میرے اوپر حرام ہے، یہ الفاظ بولتے وقت اپنے اوپر بیوی کو حرام کرنے کی نیت ہو، تو یہ شرعاً ظہار ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو مُنکر وزُور اور موجب عذاب قرار دیا ہے، —— مرد کے لئے جائز ہے کہ وطی سے پہلے کفارۂ ظہار ادا کر کے اپنی بیوی سے رجوع کرلے، اور اللہ کا تقرب حاصل کرے، واضح رہے کہ کفارہ ادا کرنے سے پہلے مرد پر وطی اور دواعی وطی دونوں حرام ہیں۔(۱)

کفارۂ ظہار بالترتیب یہ ہے کہ غلام آزاد کرلے، اگر غلام میسر نہ ہو، تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے، اگر روزے رکھنے کی قدرت نہ ہو، تو ساٹھ مسکین کو کھانا کھلائے، یا ہر مسکین کو صدقۂ فطر کے برابر گیہوں ادا کریے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ أَنْ يَّتَمَاسَا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ

(۱) اسلام نے عورت کی جنسی ضرورت اور تقاضہ کا پورا خیال رکھا ہے، تاکہ معاشرہ صالح اور پاک رہ سکے، حتی کہ اسی مقصد کو بروئے کار لانے کے لئے قاضی شریعت کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ عورت کو اس ضرر اور نقصان سے بچانے کے لئے اس کے شوہر (مظاہر) کو کفارہ دینے پر مجبور کرے، ہو سکے تو قید کے ذریعہ یا مار پیٹ کے ذریعہ، یہاں تک کہ شوہر کفارہ ادا کرے، یا طلاق دیدے: ”(وعلى القاضي إلزامه به) بالتكفير دفعا للضرر عنها بحبس أو ضرب إلى أن يكفر أو يطلق“ (الدر المختار مع الرد، باب الظهار: ۵/۱۳۰، ط: زکریا دیوبند)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ . فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَّتَمَاسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ﴾ (۱)

”جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں، پھر اپنی اُس بات سے رجوع کریں جو انہوں نے کہی تھی، تو قبل اس کے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، ایک غلام آزاد کرنا ہوگا، اس سے تم کو نصیحت کی جاتی ہے، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے، اور جو شخص غلام نہ پائے وہ دو مہینے کے پے در پے روزے رکھے قبل اس کے دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، اور جو اس پر بھی قادر نہ ہو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھلائے، یہ حکم اس لئے دیا جا رہا ہے کہ تم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ، یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں، اور کافروں کے لئے دردناک سزا ہے“

۳) لعان

جب شوہر اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے اور عورت شوہر کو جھٹلائے، درانحالیکہ مرد کے پاس اپنے دعوی کو ثابت کرنے کے لئے کوئی ثبوت شرعی نہیں ہے، تو شوہر پر حدِ قذف جاری ہوگی، ہاں! شوہر عورت سے لعان کا مطالبہ کرے تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی (۲) اور دونوں کے درمیان لعان ہوگا، لعان ”لعن“ سے مشتق ہے، کیونکہ شوہر اپنی بیوی کے خلاف

(۱) المجادلہ: ۳-۴

(۲) حدّ قذف، یعنی تہمت لگانے کی سزا: ۸۰/کوڑے (النور: ۴)۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قاضی کے سامنے پانچ مرتبہ زنا کی گواہی دیتا ہے، پانچویں مرتبہ میں کہتا ہے: ''اللہ کی لعنت مجھ پر ہو اگر میں اپنے دعوی میں جھوٹا ہوں'' عورت اپنے شوہر کو جھٹلائے گی اور اپنے آپ کو بری قرار دے گی، اگر عورت لعان سے گریز کرے، تو اسی پر حد (شرعی سزا) جاری ہوگی، اگر عورت لعان کے لئے تیار ہو اور لعان کرے تو اس سے حد ساقط ہو جائے گی، پانچ مرتبہ کہے گی: وہ اپنے قول میں جھوٹا ہے، پانچویں مرتبہ میں اضافہ کرے گی کہ اللہ کا غضب میرے اوپر ہو اگر وہ اپنے دعوی میں سچا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِيْنَ . وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ . وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ . وَالْخَامِسَةُ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ ﴾ (۱)

''اور جو لوگ اپنی بیویوں کو تہمت لگائیں اور ان کے پاس بجز اپنے (اور) کوئی گواہ نہ ہو، تو ان کی شہادت یہ ہے کہ وہ (مرد) چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ میں سچا ہوں، اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اگر میں جھوٹا ہوں، اور عورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ اللہ کی قسم چار بار کھا کر کہے: کہ بے شک مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار یہ کہے: مجھ پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو اگر مرد سچا ہے''

(۱) النور: ۶-۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لعان کے بعد زوجین سے متعلق احکام

۱) لعان مکمل ہونے کے بعد ہمیشہ کے لئے عقدِ نکاح فسخ ہو جائے گا اور دونوں کے درمیان فرقت ثابت ہو جائے گی۔(۱)

۲) بچہ کا نسب شوہر سے ثابت نہیں ہوگا، بلکہ صرف ماں سے ثابت ہوگا۔

۳) دوران عدت زوجین میں سے دونوں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔

۴) عورت پر عدت واجب ہوگی۔

۴) ضرر

جب تفریق واجب ہو جائے اور شوہر طلاق دینے سے گریز کرے، تفریق کے وجوب کا سبب خواہ دائمی عیب ہو جو کہ عورت کے لئے ضرر رساں ہو، عورت کو اس کا پتہ نہ ہو، یا بعد میں معلوم ہوا ہو، جیسے: بیماری، یا تفریق کے واجب ہونے کا سبب کوئی ایسا مرض ہو جو

(۱) یہ شوافع وحنابلہ وغیرہ فقہاء کا قول ہے، اس مسئلہ میں حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ لعان کے ذریعہ ہونے والی فرقت (جدائیگی) طلاق بائن ہے، اور جب زوجین میں سے کوئی ایک اپنے آپ کو جھوٹا تسلیم کرلے، جیسے مرد تسلیم کرلے کہ میں جھوٹا الزام لگایا تھا، یا عورت تسلیم کرلے کہ مرد کا الزام صحیح تھا، تو پھر وہ ایک دوسرے سے نکاح کر سکتے ہیں؛ کیوں کہ حرمت اس وقت کے لئے ہے جب تک کہ ایک دوسرے پر لعنت کریں، جیسا کہ حدیث ”لعان کرنے والے جب تک ایک دوسرے پر لعنت کرتے رہیں گے، جمع نہیں ہوسکے“ (أبو داؤد، طلاق، باب فی اللعان، حدیث نمبر:۲۲۵۰، الموطأ للإمام مالک، طلاق، باب ماجاء فی اللعان، حدیث نمبر:۳۵۰، تلخیص الحبیر:۳/۱۲۷) سے ظاہر ہے، جب ان میں سے کسی نے اپنے آپ کو جھٹلا دیا تو گویا اس نے لعنت واپس لے لی، اور اب لعنت کی کیفیت باقی نہیں رہی، (ھدایہ:۲/۴۱۸، بدائع:۳/۳۹۰)۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہمبستری کے لئے مانع ہو، جیسے: شوہر کا عضوتناسل کٹا ہوا ہو، یا وہ نامرد ہو، یا مرد کا خصی ہونا وغیرہ اور عورت کی طرف سے کوئی مانع مرض نہ ہو، تو عورت کو فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق ہے، جب مرد میں مذکور بالا اسباب تفریق میں سے کوئی سبب ثابت ہو جائے، تو قاضی عورت کے مطالبہ کو قبول کرے گا، اور شوہر کو حکم دے گا کہ وہ اپنے اندر موجود ضرر و مرض کو علاج کے ذریعہ دور کرنے کی حتی المقدور کوشش کرے، اگر شوہر اس میں کامیاب نہ ہو سکے، تو قاضی شوہر کو طلاق دینے کا حکم دے گا، اگر شوہر طلاق دینے سے انکار کرے، تو عورت کے مطالبۂ فسخ پر نکاح فسخ کر دے گا۔

واضح رہے کہ ضرر کے تحت حسب ذیل صورتیں بھی شامل ہیں:

❁ مرد عورت کی رضا کے بغیر کافی دور سفر میں چلا جائے اور عورت اس سے ہمبستری کے لئے آنے کا مطالبہ کرے، اس سے مراسلت ہوئی، اور چھ ماہ کی مدت متعین ہوئی، اگر شوہر اس درمیان آجاتا ہے تو ٹھیک ہے، ورنہ عورت کو فسخِ نکاح کے مطالبہ کا حق ہوگا، (۱) ہاں، جبکہ شوہر کا سفر کسی واجب امر کی وجہ سے تھا، کسی ایسی مجبوری کی وجہ سے کہ سفر کئے بغیر چارہ نہ تھا، تو عورت کو فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق نہیں ہوگا۔

(۱) کیوں کہ شریعت نے مرد کی طرح عورت کو بھی ایک سے زائد بار مجامعت کا حق دیا ہے، پس اگر عورت کا حقِ مجامعت ادا نہ ہو تو اسے قاضی سے فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق ہوگا، قاضی واقعہ کی تحقیق کرے گا اور جب یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ واقعۃً شوہر نے اپنی بیوی کو معلقہ بنا کر چھوڑ دیا ہے، اس سے صحبت نہیں کرتا ہے، تو وہ شوہر کو بلا کر اس پر حقوق زوجیت کی ادائیگی یعنی مجامعت کو لازم کرے گا، جیسا کہ ایلاء کے باب میں اس خیال سے کہ عورت اپنے حق مجامعت کو پالے، اللہ تعالی نے مرد پر واجب قرار دیا ہے کہ یا تو جماع کرے، ورنہ کی تفریق ہو جائے گی، علامہ جصاص رازیؒ نے لکھا ہے: اللہ تعالی نے ایلاء میں یہ حکم صرف اس لئے دیا ہے عورت کو اس کا حق جماع یا تفریق تو مل جائے'' (احکام القرآن للجصاص: ۱/۳۶۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۞ مرد واجب نفقہ (خورد ونوش) لباس و پوشاک، یا رہائشی مکان قدرت کے باوجود فراہم نہیں کرے اور اپنے اس رویہ پر مصر رہے، تو عورت کو فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق ہوگا۔

بہر حال جب مرد تنگ دست ہو جائے، تو اس کی وجہ سے عورت کو فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق نہیں ہوگا (۱)؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) احناف کا مسلک بھی یہی ہے، حتی کہ نفقہ کی تینوں قسم (طعام، لباس اور سکنی) سے شوہر عاجز ہو جائے تو بھی دونوں کے درمیان تفریق نہیں کی جائے گی، بلکہ قاضی نفقہ کی مقدار متعین کر کے عورت کو حکم دے گا کہ کھانا اور کپڑا ادھار خرید کر کھاؤ اور پہنو، پھر اس کی قیمت شوہر سے لے کر جس سے لیا ہے، اسے ادا کرے گی۔ (دیکھئے: در مختار ورد المحتار: ۵/۳۰۶) لیکن اسلامی نظام عدالت کے مفقود ہونے کی وجہ سے موجودہ دور میں ہندوستان کے اندر اِس پر عمل نہیں ہے، شوافع کے قول پر عمل ہے کہ شوہر نفقہ ادا کرنے سے عاجز ہے اور عورت شوہر کے نفقہ کی ادائیگی سے عاجز ہونے کی بناء پر تفریق کا مطالبہ کرتی ہے، تو تفریق کردی جائے گی، جیسا کہ امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ کا اس پر عمل چلا آرہا ہے، چنانچہ مولانا عبدالصمد رحمانیؒ اس مسئلہ کی تحقیق کے بعد لکھتے ہیں:

"چنانچہ امارت شرعیہ بہار واڑیسہ کے دارالقضاء کا اس باب میں حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام مالکؒ کے مسلک پر عمل ہے، یعنی ایسی صورت میں کہ عورت اپنے شوہر کے نفقہ سے عاجز ہونے کی بناء پر تفریق کا مطالبہ کرتی ہے اور گواہوں کے ذریعہ سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ واقعۃً شوہر نفقہ سے عاجز ہے، تو دارالقضاء امارت شرعیہ کے قاضی صاحب امام شافعیؒ یا امام مالکؒ کے مسلک پر تفریق کر دیتے ہیں" (کتاب الفسخ والتفریق، از: حضرت مولانا عبدالصمد رحمانیؒ: ص: ۸۲)

اسی طرح شوہر نفقہ کی استطاعت رکھنے کے باوجود بیوی کے نفقہ کا کوئی خیال =

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

﴿ لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ﴾ (۲)

''خوشحالی آدمی اپنی خوشحالی کے مطابق نفقہ دے، اور جس کو رزق کم دیا گیا ہو، وہ اسی مال میں سے خرچ کرے، جو اللہ نے اسے دیا ہے، اللہ نے جس کو جتنا کچھ دیا ہے، اُس سے زیادہ کا وہ اسے

= نہیں رکھتا ہے، بلکہ بیوی کو نفقہ دینے سے گریز کرتا ہے تو اس صورت میں بھی احناف کے مسلک پر تفریق نہیں کی جائے گی، البتہ قاضی اس کی مرضی کے بغیر اس کا مال فروخت کردے گا، اور اس کی بیوی کے نفقہ میں خرچ کرے گا، اور اگر قاضی کو اس کا مال نہ ملے تو اس کو قید کرے گا یہاں تک کہ وہ اپنی بیوی کو نفقہ دے، لیکن نکاح فسخ نہیں کرے گا (طحطاوی، باب النفقہ: ۲/۲۶۱) اس سلسلہ میں مولانا عبدالصمد رحمانیؒ کا بیان ہے:

''عملاً ہندوستان میں چوں کہ اس پر عمل کی کوئی صورت نہیں ہے، اس لئے دارالقضاء امارت شرعیہ بہار واڑیسہ کا اس صورت میں بھی امام مالکؒ کے مسلک پر عمل ہے'' (کتاب الفسخ والتفریق: ص:۸۹)

یعنی تفریق کردی جائے گی، علامہ سعید بن صدیق فلاتی مالکیؒ کے فتوی ''متعنت اس شخص کو کہتے ہیں جو نفقہ دینے سے گریز کررہا ہو، مجموع امیر میں یہ تصریح ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کا موجودہ نفقہ ادا نہیں کرے تو بیوی کو مقدمہ کرنے کا اختیار ہے، پس اگر شوہر کا افلاس ثابت نہ ہو تو شوہر کو حکم دیا جائے گا کہ نفقہ ادا کرے، یا طلاق دیدے اور اگر نفقہ نہ دے تو اس کی طرف سے طلاق واقع کردی جائے گی، محشی نے کہا کہ ان کا قول ''إلا طلق'' سے مراد یہ ہے کہ حاکم بغیر انتظار کے اس پر طلاق واقع کردے گا'' (فتوی العلامہ سعید بن صدیق الفلاتی المالکی بحواله الحيلة الناجزه: ص:۱۳۳) غرضیکہ شوہر نفقہ ادا کرنے پر قادر نہیں رہے، یا قادر ہو اور ادا نہ کرے، ہر دو صورت میں اس کا نکاح فسخ کردیا جائے گا۔

(۲) الطلاق: ۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مکلف نہیں کرتا، بعید نہیں کہ اللہ تنگ دستی کے بعد فراخ دستی بھی عطاء فرمادے“

۵) شوہر کا مرتد ہو جانا

فسخ نکاح کے اسباب میں سے ایک سبب زوجین کا یا ان میں سے ایک کا مرتد ہونا بھی ہے، اس لئے کہ اختلاف دین کی وجہ سے رشتۂ نکاح ختم ہو جاتا ہے، اور اس پر درج ذیل احکام مرتب ہوتے ہیں:

❁ اگر رِدّت کا واقعہ دخول یعنی وطی سے پہلے پیش آیا، تو فوری نکاح باطل ہو جائے گا، عورت پر کوئی عدت نہیں ہوگی، اور زوجین میں سے ایک دوسرے کا وارث نہیں ہوں گے۔

❁ اور گر ارتداد کا واقعہ وطی کے بعد پیش آیا ہے، تو معاملہ عدت کے گزرنے پر موقوف ہوگا، دونوں میں سے جو بھی مرتد ہو، وہ عورت کی عدت گذرنے سے پہلے تائب ہو جاتا ہے، تو دونوں سابق نکاح پر باقی ہیں، اور اگر تائب نہیں ہوتا ہے، یہاں تک کہ عدت گزر جاتی ہے، تو نکاح فسخ ہو جائے گا اور اس پر درج ذیل احکام مرتب ہوں گے:

۱) دونوں کے درمیان عقدِ نکاح فسخ ہو جائے گا۔

۲) اگر عورت سے صحبت ہے تو اس پر عدت لازم ہوگی۔

۳) دونوں کے درمیان وراثت جاری نہیں ہوگی۔

۴) فرقت سے متعلق تمام احکام نفقہ حق پرورش اور رہائشی مکان کی سہولت کی فراہمی دونوں پر جاری ہوں گے۔

جب دوبارہ دونوں اسلام کے آغوش میں آجائیں یا ان دونوں میں سے کوئی ایک جو مرتد ہوا تھا، اسلام میں واپس آجائے، تو دونوں کے لئے دوبارہ نیا نکاح کرنا درست ہے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس طرح وہ پھر سے ازدواجی زندگی کا آغاز کر سکتے ہیں۔

۶) موت

اگر زوجین میں سے کسی ایک کی وفات ہو جائے، یا مرض الموت میں شوہر کا انتقال ہو جائے، تو موت کے وقت سے دونوں کے درمیان عقدِ نکاح فسخ متصور ہوگا، اور اس پر درج ذیل احکام مرتب ہوں گے:

- عورت سے اگر شوہر وطی کر چکا تھا، تو اس پر عدت لازم ہوگی۔
- دونوں کے درمیان وراثت کا حکم جاری ہوگا۔
- مولود بچہ کا نسب دونوں سے ثابت ہوگا۔
- حق پرورش عورت کے لئے ثابت ہوگا۔(۱)

---

(۱) ۷) شوہر کا مفقود الخبر ہونا (حاشیہ)

تفریق کی بنیادوں میں سے ایک شوہر کا مفقود ہونا ہے، مفقود سے از روئے شرع ایسا شخص مراد ہے، جو لا پتہ ہو گیا ہو، اس کے بارے میں معلوم نہیں کہ آیا وہ زندہ ہے جس کے واپسی کی امید رکھی جائے، یا مر چکا ہے۔(تنویر الابصار مع الدر المختار ورد المحتار: ۴۵۶/۶)

حنفیہ کے نزدیک ایسے شخص کا نکاح اس وقت فسخ کیا جائے گا، جب اس کے ہم عمر لوگ دنیا سے گذر جائیں، لیکن فتنہ کے پیش نظر متاخرین فقہاء احناف نے اس باب میں امام مالکؒ کے مسلک پر فتوی دیا ہے، اور اس وجہ سے نکاح فسخ کرنے کی اجازت دی ہے، دوسرے کا مسلک اختیار کیا جائے، تو اس کا لحاظ رکھا جائے کہ اس مسئلہ میں اس امام کی نزدیک جو شرطیں ہیں، ان سب کی پوری پوری رعایت کی جائے، لہذا قاضی حنفی زوجہ مفقود الخبر (لاپتہ شخص کی بیوی) کے مقدمہ میں مسلک مالکیہ کے پیش نظر ان امور کا لحاظ رکھے گا:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

....

۱) زوجہ مفقود الخبر گواہوں کے ذریعہ پہلے یہ ثابت کرے کہ میرا نکاح فلاں شخص سے ہوا تھا، یہ گواہی چاہے معائنہ کی بناء پر ہو یا سن کر۔

۲) پھر گواہوں کے ذریعہ شوہر کا مفقود الخبر اور لاپتہ ہونا ثابت کرے۔

۳) اس کے بعد خود قاضی بھی مفقود کی اس طرح پر پوری تفتیش وتلاش کرے، جس پر دارالقضاء امارت شرعیہ کا اس وقت عمل ہے، یعنی قاضی مفقود کے رشتہ داروں اور اہل تعلق، نیز اس مقام کے ذمہ دار لوگوں سے بذریعہ مراسلت تحقیق حال کرے اور اخبار میں اعلان بھی کرے۔

۴) جب اس شخص کے ملنے سے مایوسی ہو جائے، تو قاضی زوجہ مفقود الخبر کو مزید چار سال تک انتظار کا حکم دے، یہی مالکیہ کا مسلک ہے، واضح رہے کہ چار سال کی مدت حاکم کے ہاں مرافعہ (مقدمہ پیش کرنا) اور اس کی جستجو اور مایوسی کے بعد شروع ہوگی۔

۵) جب چار سال کی مدت ختم ہو جائے اور اس کے باوجود مفقود الخبر واپس نہ آئے، تو زوجۂ مفقود الخبر دوبارہ درخواست دے کر قاضی سے مفقود الخبر کی موت کا حکم حاصل کرے، اب اس کو چار ماہ دس دن عدت وفات گزار کر دوسرے مرد سے نکاح کر لینے کا حق ہے اور وہ اپنے نفس کی مجاز ہے۔

۶) یہ چار سال کی مدت مالکیہ کے یہاں اس شرط کے ساتھ ہے کہ اس مدت کے اندر اس کو برابر نفقہ ملتا رہے، ورنہ بلا کسی مہلت کے عورت کو مطالبۂ تفریق کا حق ہے: اس لئے قاضی کو دیکھنا چاہئے کہ عورت نے اپنے استغاثہ میں فسخ نکاح کے لئے نفقہ ادا نہ کرنے کا بھی ذکر کیا ہے یا نہیں؟ اگر اس کا بھی ذکر کیا ہے، تو اسی کے لحاظ سے فیصلہ کرنا چاہئے۔

۷) نیز قاضی سماعت مقدمہ کے وقت اس امر کو پیش نظر رکھے کہ مالکیہ کے یہاں زوجہ مفقود الخبر کے لئے چار سال مزید انتظار کا حکم ایسی صورت میں تو بالاتفاق ہے، جبکہ زوجۂ مفقود الخبر اتنی مدت تک صبر وتحمل اور عفت سے گزار سکے، لیکن اگر صورت حال ایسی نہ ہو اور عورت اپنے ابتلاء معصیت کا اندیشہ ظاہر کرے تو مالکیہ کے نزدیک جائز ہے کہ قاضی ایک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

....

سال کے بعد تفریق کا فیصلہ کردے، لہذا قاضی حنفی حالات کے پیش نظر زوجۂ مفقود الخبر کے ابتلاء معصیت کا خطرہ محسوس کرے اور اس کو اس کا ظن غالب ہو تو ایک سال کے بعد تفریق کردے۔ (دیکھئے: کتاب الفسخ والتفریق: ص: ۶۳-۶۴-۷۴)

۸- شوہر کا غائب غیر مفقود ہونا

غائب غیر مفقود سے مراد ایسا شوہر ہے، جو مفقود یعنی لاپتہ نہیں ہے، اس کا پتہ معلوم ہے، مگر عملاً عدم ادائیگی حقوق زوجیت اور عدم ادائیگی نان ونفقہ کے لحاظ سے اس میں اور مفقود میں کوئی فرق نہیں ہے۔

پس اگر غائب غیر مفقود شوہر کے متعلق اس کی بیوی عدم ادائیگی نفقہ کی بناء پر تفریق کے لئے درخواست دے تو قاضی کو چاہیئے کہ مقدمہ کی کاروائی میں ان امور کو پیش نظر رکھے:

۱- زوجہ گواہوں کے ذریعہ غائب غیر مفقود شوہر کے ساتھ اپنا نکاح ثابت کرے۔

۲- پھر یہ کہ وہ نفقہ دے کر نہیں گیا ہے۔

۳- نہ وہاں سے نفقہ بھیجا ہے۔

۴- نہ یہاں کچھ انتظام کر کے گیا ہے۔

۵- نہ میں نے نفقہ معاف کیا ہے۔

۶- پھر یہ کہ نفقہ اس پر واجب ہے، ہم اس کے مستحق ہیں۔

۷- لیکن اس واجب کو وہ ادا نہیں کر رہا ہے، بلکہ کوتاہی کر رہا ہے۔

۸- اس کے بعد اگر قاضی کے پاس اس کے نفقہ کی کوئی کفالت کرے تو خیر، ورنہ اس شخص کے پاس اپنا یہ حکم نامہ بھیجے:

”خود آکر اپنی بیوی کے حقوق ادا کرو، یا اس کو بلالو، یا وہیں سے کوئی انتظام کرو، ورنہ اس کو طلاق دیدو، اگر تم نے ان باتوں میں سے کوئی بات نہ کی، تو پھر ہم خود تم دونوں میں تفریق کردیں گے“

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

۹- اگر اس پر بھی شوہر کوئی صورت قبول نہ کرے، تو ایک ماہ کی مہلت کے بعد تفریق کردے، بشرطیکہ اس مدت کے اندر اس کی شکایت رفع نہ ہو۔

۱۰- مالکیہ کے مسلک پر ضروری ہے کہ حکم نامہ دو ثقہ آدمیوں کو سنا کر ان کے حوالہ کرے کہ اس غائب شخص کے پاس لے جاؤ اور یہ دونوں شخص غائب کو حکم نامہ پہنچا کر اس سے جواب طلب کریں اور جو کچھ جواب تحریری یا زبانی نفی یا اثبات میں دے، اس کو خوب محفوظ رکھیں (بلکہ زبانی جواب کو بھی احتیاطاً لکھ لیں) تاکہ واپس آکر اس پر شہادت دیں، اور اگر کچھ جواب نہ دے تو اسی کی شہادت دیں۔

۱۱- اگر ایسی جگہ پر ہو جہاں آدمی بھیجنے کا انتظام ممکن نہ ہو، تو مجبوری کے وقت واقعہ کی تحقیق کرنے کے بعد تفریق کا حکم کردے۔ (دیکھئے: کتاب الفسخ والتفریق: ص: ۷۵-۷۸)

چنانچہ دار القضاء امارت شرعیہ (بہار) میں پہلے اس شخص کو اس کے قریبی رشتہ داروں اور اس کے شہر کے لوگوں کے ذریعہ اطلاع پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے، اور اگر ایسے لوگ دستیاب نہیں ہوں تو اخبار کے ذریعہ اس کے نام تشہیر کی جاتی ہے، اور اسی کو اطلاع دینے کے قائم مقام سمجھا جاتا ہے۔

۹) شوہر کا مجبوب ہونا

اسباب تفریق میں سے ایک یہ ہے کہ شوہر کا آلۂ تناسل کٹا ہوا ہو، ایسی صورت میں جب عورت قاضی سے تفریق کا مطالبہ کرے تو قاضی دعوی کے ثبوت کے بعد فوراً عورت کو فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق دیدے گا، اور شوہر کو مزید مہلت نہیں دے گا، جیسا کہ ہدایہ (۲/۴۰۱) اور فتاوی قاضی خان کے حوالہ سے ہندیہ (باب العنین: ۱/۵۲۵) میں لکھا ہے۔

لیکن قاضی حسب ذیل شرطوں کو ملحوظ رکھ کر تفریق کا فیصلہ کرے گا:

۱- عورت آزاد اور بالغ ہو۔

۲- عورت "رتقاء" (پیدائشی طور پر شرمگاہ کا دونوں طرف سے جڑا ہوا ہونا) یا "قرناء"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

....

(شرمگاہ میں ہڈی نکل آنا) نہ ہو۔

۳- نکاح سے پہلے اس کو شوہر کی حالت کا علم نہ ہو۔

۴- نکاح کے بعد اس کے ساتھ راضی نہ ہوگئی ہو۔(در مختار ورد المحتار، باب العنین وغیرہ :۵/ ۱۶۷، ط: زکریا، دیوبند)

۱۰) شوہر کا عنین (نامرد) ہونا

اسباب تفریق میں سے ایک شوہر کا نامرد ہونا ہے، ''عنین'' قضاء کی اصطلاح میں اس کو کہتے ہیں جو باوجود عضو مخصوص رکھنے کے عورت سے جماع پر قادر نہ ہو، اور ایسا شخص جو بعض عورتوں سے جماع پر قادر ہوتا ہے اور بعض پر نہیں، تو جس سے جماع پر قدرت نہ ہو اس کے حق میں وہ عنین ہوگا۔

زوجۂ عنین کی تفریق کی صورت جو فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے، اس کا حاصل یہ ہے:

۱- عورت اپنا معاملہ قاضی کی عدالت میں پیش کرے۔

۲- قاضی واقعہ کی تحقیق کرے، یعنی پہلے خاوند سے دریافت کرے، اگر وہ خود اقرار کرے کہ میں جماع پر قادر نہیں ہوا، تو قاضی اس کو علاج کے لئے ایک سال کی مہلت دیدے۔

۳- اگر وہ اقرار نہ کرے، بلکہ جماع کا دعوی کرے، تو اس وقت تفصیل یہ ہے:

(الف) اگر عورت نے باکرہ ہونے کا دعوی نہ کیا ہو تب تو مرد سے قسم لی جائے گی کہ اس نے اس سے جماع کیا ہے، اگر اس نے قسم کھالی، تو پھر عورت کو تفریق کا حق حاصل نہیں ہوگا۔

واضح ہو کہ اس وقت دار القضاء امارت شرعیہ میں محض حلف پر شوہر کے حق میں فیصلہ نہیں دیا جاتا ہے؛ کیوں کہ اِس زمانہ میں لوگ بے تکلف جھوٹی قسم کھالیتے ہیں، بلکہ شوہر کا ڈاکٹری معائنہ بھی کرایا جاتا ہے۔(حاشیہ کتاب الفسخ والتفریق از قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ :ص:۱۰۳)

(ب) اگر شوہر نے قسم کھانے سے انکار کردیا تو اس کو ایک سال کی مہلت بغرض علاج

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

....

دیدی جائے گی۔

(ج) اگر عورت باکرہ ہونے کی مدعی ہو تو قاضی عورتوں سے عنین کی بیوی کا معائنہ کرائے، ایک عاقل تجربہ کار عورت کا معائنہ بھی کافی ہے، لیکن احتیاط دو میں ہے۔

معائنہ کرنے والی کی رپورٹ اگر باکرہ نہ ہونے کی ہو، تب خاوند سے اس بات پر حلف لیا جائے گا کہ اس نے جماع کیا ہے، اگر وہ حلف لے لے، تو اس کا قول معتبر ہوگا اور عورت کو تفریق کا حق نہیں رہے گا، اگر شوہر حلف سے انکار کرے تو ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔

اگر رپورٹ باکرہ ہونے کی ہو تو پھر قاضی بغیر حلف لئے شوہر کو ایک سال کی مہلت دے گا۔

۴- مہلت کا سال حاکم کے مہلت دینے کے وقت سے شروع ہوگا۔

قاضی مہلت دیتے وقت میں توثیق کے لئے مسل میں اس طرح کا مضمون قلمبند کردے گا، جس سے ظاہر ہو کہ مہلت کب سے شروع ہوگی؟ تاکہ حساب کر کے یہ معلوم کیا جاسکے کہ ایک سال کی مدت کب پوری ہوجائے گی۔

۵- اس سال بھر کے عرصہ میں اگر شوہر کسی طرح علاج کر کے تندرست ہوگیا اور جماع پر قادر ہوگیا، تو عورت کو فسخ نکاح کا حق نہیں رہے گا۔

۶- اگر اس عرصہ میں وہ جماع پر قادر نہ ہوسکا اور جماع نہ کرسکا تو عورت کے دوبارہ درخواست کرنے پر قاضی تحقیقات کرے گا، اگر شوہر نے اقرار کرلیا کہ میں جماع نہ کرسکا تو عورت کا دعوی صحیح ہوگا۔

۷- ایسی صورت میں قاضی عورت کو اختیار دیدے گا کہ چاہے تو تفریق کا مطالبہ کرو یا خاوند کے ساتھ رہو۔

۸- اگر اسی مجلس میں عورت نے تفریق چاہی تو قاضی خاوند سے طلاق دلوادے گا، اگر وہ انکار کرے تو قاضی خود تفریق کردے گا۔

۹- اگر خاوند اقرار نہ کرے، بلکہ جماع ہونے کا دعوی کرے، تو مرد سے حلف لینے کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

....

ساتھ اس کا ڈاکٹری معائنہ بھی کرایا جائے گا، اس کے بعد فیصلہ دیا جائے گا۔

۱۰- اگر شوہر حلف سے انکار کرے تو عورت کو فرقت کا اختیار دیدیا جائے گا۔

۱۱- عورت اسی مجلس میں تفریق چاہے گی تو تفریق ہوگی ورنہ نہیں۔

۱۲- اگر شوہر نے طلاق نہیں دی تو قاضی تفریق کردے گا اور کہہ دے گا کہ میں نے تجھ کو اس کے نکاح سے الگ کردیا، یہ تفریق شرعاً طلاق بائنہ ہوگی۔

شرائط تفریق

۱- نکاح سے پہلے عورت کو ہونے والے شوہر کے عنین ہونے کا علم نہ ہو، اگر علم ہونے کے باوجود اس نے نکاح کیا تو اب اس کو تفریق کا حق نہیں مل سکتا۔

۲- نکاح کے بعد ایک مرتبہ بھی جماع نہ کیا ہو، اگر ایک مرتبہ بھی جماع کیا تو عورت کو فسخ کا اختیار نہیں ہوگا۔

۳- شوہر کے عنین (نامرد) ہونے کی اطلاع پر رضا کی تصریح نہ کی ہو۔

۴- خلوت صحیحہ کے بعد عنین شوہر پر پورا مہر لازم ہوجاتا ہے، پس تفریق کے بعد یہ لازم رہے گا، اور عورت پر عدت واجب ہوگی۔ (دیکھئے: کتاب الفسخ والتفریق: ص: ۱۰۳- ۱۰۸)

۱۱) شوہر کا مجنون ہونا

شوہر مجنون (پاگل) ہو تو عورت کو فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں شیخین (امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ) اور امام محمدؒ کے درمیان اختلاف ہے، شیخین کے نزدیک عورت کو فسخ نکاح کے مطالبہ کا اختیار نہیں ہوگا، جبکہ امام محمدؒ کے نزدیک اس کو یہ اختیار ہوگا، تاکہ وہ اپنے آپ سے ضرر کو دور کرسکے، (دیکھئے: ہدایہ وعنایہ مع شرح فتح القدیر: ۴/۴/۲۷) ـــــ مشائخ حنفیہ نے امام محمدؒ کے قول کو اختیار کیا ہے، (ھندیہ، باب العنین:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

....

۵۲۶/۱) کیوں کہ عورت کے لئے اس کے سوا کہ اس کو تفریق کا حق دیا جائے اور کوئی دوسری راہ نہیں ہے، جس کے ذریعہ وہ اپنے حق کو حاصل کر سکے، بخلاف مرد کے کہ اگر بیوی کو جنون ہو تو وہ بیوی کو طلاق دے کر اس سے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے۔ (کتاب الفسخ والتفریق: ص: ۱۱۲)

بہر حال قاضی کے سامنے جب کوئی عورت بر بناء جنون تفریق کا مطالبہ کرے تو قاضی امام محمدؒ کی رائے پر مقدمہ کی کاروائی اس طرح کرے کہ وہ عورت سے کہے:

۱- اپنے خاوند کا خطرناک مجنون ہونا ثابت کرے۔

۲- پھر قاضی واقعہ کی تحقیق کرے، اگر صحیح ثابت ہو تو مجنون کو علاج کے لئے ایک سال کی مہلت دے۔

۳- سال ختم ہونے کے بعد اگر زوجہ (بیوی) پھر درخواست دے کہ شوہر میں جنون کا مرض ابھی تک باقی ہے، تو عورت کو اختیار دے۔

۴- عورت اگر اسی مجلس میں فسخ نکاح کا مطالبہ کرے تو قاضی تفریق کر دے۔

۵- یہ تفریق رَدِّ نکاح ہوگا، یعنی: نکاح نہ ہونے کی طرح ہوگا۔

فقہ حنفی میں زوجۂ مجنون کے دعویٰ تفریق اور خیار تفریق سے استفادہ کے لئے حسب ذیل شرطیں ہیں:

۱) نکاح سے پہلے عورت کو ہونے والے خاوند کے جنون کا علم نہ ہو۔

۲) نکاح کے بعد علم ہونے پر رضامندی کی تصریح نہ کی ہو۔

۳) جنون کے مُوجِب فسخ ہو جانے کے بعد عورت نے اپنے اختیار سے شوہر کو جماع کا یا دواعی جماع کا موقع نہیں دیا ہو، ورنہ فسخ نکاح کا اختیار ساقط ہو جائے گا، جیسا کہ زبانی تصریح سے ساقط ہو جاتا ہے۔

۴) مجلس تخییر (یعنی جس مجلس میں عورت کو فسخ نکاح کا اختیار دیا گیا ہو) میں فُرقت (جدائیگی) اختیار کر لے، ورنہ تفریق کا اختیار باقی نہیں رہے گا، اگر مجلس برخاست ہوگئی، یا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عورت خود یا کسی کے اٹھانے سے کھڑی ہو گئی، تو خیار تفریق باقی نہیں رہے گا۔

واضح رہے کہ مذکورہ بالا تصریحات اس صورت میں ہیں جبکہ "جنون حادث" (یعنی: پہلے سے جنون نہ رہا ہو، بلکہ بعد میں طاری ہوا ہو) اور اگر "جنون مطبق" (یعنی: مسلسل جنون) ہو تو بلا تاخیر و تاجیل (یعنی بغیر مہلت) قاضی تفریق کے مطالبہ پر تفریق کر دے گا۔ (دیکھئے: کتاب الفسخ والتفریق: ص: ۱۱۳-۱۱۴)

۱۲) شوہر کا مجذوم و مبروص یا ایسے مرض میں مبتلا ہونا جس کی وجہ سے بغیر ضرر کے ساتھ رہنا ممکن نہ ہو

امام محمدؒ کے قول پر عورت شوہر میں جذام و برص کی بیماری ہونے کی بناء پر قاضی سے تفریق کا مطالبہ کرے، تو قاضی اسی طرح یہاں بھی تفریق کر دے، جیسا کہ جنون کے بارے میں اوپر ذکر ہوا۔

بلکہ "طحطاوی" کے حسب تصریح قاضی پر ایسی بیماری اور عیب، جس کے ساتھ بغیر ضرر کے عورت کے لئے شوہر کے ساتھ زندگی گزارنی ممکن نہ ہو کو بھی مرض جذام، برص اور جنون کے ساتھ ملحق کر کے مذکور بالا تصریح کے مطابق تفریق کر دے۔ (دیکھئے: کتاب الفسخ والتفریق: ص: ۱۱۷)

۱۳) نکاح کا غیر کفو میں ہونا، یا غبن فاحش کے ساتھ ہونا

فقہ اسلامی میں اسباب تفریق میں سے نکاح کا غیر کفو (کفو ایک خاص اصطلاح ہے، جس کا مفہوم ہے: مرد عورت کے برابر کا ہو یا اس سے فائق ہو، (رد المحتار: ۲/ ۳۱۷) میں ہونا یا غبن فاحش (لڑکی کے مفاد کی رعایت نہ رکھی گئی ہو، جیسے: مہر بہت کم کر دینا، شریر یا فقیر سے شادی کر دینا، یا اپنی جان بچانے کے لئے ڈاکو سے شادی کر دینا) کے ساتھ ہونا بھی ہے،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیکن اس کی ہر صورت میں تفریق نہیں ہے، بلکہ مختلف صورتوں کے مختلف احکام ہیں اور وہ یہ ہیں:

۱- بالغ عورت نے اپنا نکاح غیر کفو میں خود کرلیا، ولی سے اجازت نہیں لی، تو ظاہر روایت کے مطابق یہ نکاح نافذ ہوگا، البتہ ولی کو حق اعتراض ہوگا کہ وہ قاضی کے سامنے اعتراض پیش کر کے اپنا نکاح فسخ کرالے حضرت مولانا قاضی مجاہدالاسلام قاسمیؒ نے اسی رائے کو اختیار کیا ہے۔ (کتاب الفسخ والتفریق حاشیہ: ص: ۱۲۰،) یہ حق ولی کے لئے اولاد نہ ہونے تک رہے گا۔ (دیکھئے: تنویر الابصار و در المختار مع رد المحتار :۴/۱۵۶)

۲- بالغ عورت نے اپنے ولی کی اجازت سے اپنا نکاح غیر کفو میں کیا تو نکاح لازم ہوگا، اور اس ولی کو اور اس کے درجہ اور اس سے نیچے درجہ کے اولیاء میں سے کسی کو حق فسخ نہیں رہے گا، ہاں! اس سے اوپر درجہ کے ولی کو حق ہوگا کہ فسخ نکاح کے لئے قاضی کے پاس مقدمہ دائر کرے۔ (ملاحظہ ہو: ہندیہ: ۱/۲۹۳، کتاب الفسخ والتفریق: ص: ۱۲۳)

۳- ولی نے بالغ عورت کی شادی اس کی اجازت سے غیر کفو میں کردی، درانحالیکہ عدم کفاءت کا علم نہ ہوسکا تھا، عقد کے بعد علم ہوا، تو اس صورت میں دونوں میں سے کسی کو نکاح فسخ کرانے کا اختیار نہیں ہوگا اور نکاح درست ہوگا۔ (دیکھئے: درمختار مع ردالمحتار: ۴/ ۲۰۸، ط: زکریا دیوبند)

۴- ولی نے بالغ عورت کا نکاح اس کی اجازت سے بشرط کفاءت یا ہونے والے شوہر کی طرف سے اظہار کفاءت پر کردیا، بعد میں کفو نہ ہونا ظاہر ہوا، تو عورت اور ولی دونوں کو خیار رہے گا کہ قاضی کی عدالت میں فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کریں۔ (ملاحظہ ہو: حوالۂ سابق)

۵- واضح ہونا چاہیئے کہ اس سلسلہ میں نکاح کے وقت ولی کا تفریق کے مطالبہ سے خاموشی اختیار کرنا اس کے حق فسخ کو باطل نہیں کرتا ہے، اگرچہ طویل زمانہ گزر جائے، یہاں تک کہ عورت کو بچہ پیدا ہوجائے۔ (دیکھئے: ھندیہ :۱/۲۹۲-۲۹۳، باب الأکفاء)

۶- نابالغ لڑکی کا نکاح باپ، دادا نے — جو فسق میں مبتلا بے باک و بے غیرت نہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

....

ہو اور نہ لاابالی پن کی وجہ سے سوءِ اختیار میں مشہور ہو۔۔۔ غیر کفو میں کر دیا، یا غبن فاحش سے کر دینا، یعنی: لڑکی کے مہر کو بہت کم کر دیا، تو یہ نکاح لازم ہوگا، بالغ ہونے کے بعد لڑکی کو نکاح فسخ کرانے کا اختیار نہیں ہوگا۔ (دیکھئے: در مختار ورد المحتار: ۴/۱۷۱، باب الولی، ط: زکریا، دیو بند)

۷- نابالغ لڑکی کا نکاح باپ، دادا کے سوا دوسرے ولی نے یا ایسے باپ دادا نے۔۔۔ جو سوءِ اختیار میں معروف ہو، یا کھلم کھلا بے غیرت، فاسق ہو ۔۔۔ نے غیر کفو میں یا غبن فاحش کے ساتھ کر دیا، تو یہ نکاح لازم نہیں ہوگا۔ (دیکھئے: تنویر الابصار، در مختار ورد المحتار: ۴/۱۷۲-۱۷۳، باب الولی، ط: زکریا، دیو بند) یعنی بالغ ہونے کے بعد لڑکی کو اس نکاح کے باقی رکھنے یا فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔ (کتاب الفسخ والتفریق: ص: ۱۲۷-۱۲۸)

۸- نابالغ لڑکی کا نکاح باپ دادا نے نشہ کی حالت میں فاسق سے، شریر سے، فقیر سے، ذلیل پیشہ سے کر دیا تو یہ نکاح لازم نہیں ہوگا، بلوغ کے بعد خیار ہوگا، چاہے نکاح کو باقی رکھے یا فسخ کر دے، کیوں کہ باپ دادا کا سوءِ اختیار ظاہر ہو گیا (در مختار ورد المحتار: ۴/۱۷۲، باب الولی، ط: زکریا، دیو بند)، جبکہ شرعا باپ دادا کو نابالغ بچی کے اوپر ولایت اجبار لڑکی کی مصلحت و مفاد کے تحفظ کے ساتھ مربوط ہے اور یہاں اِس کا فقدان ظاہر ہے۔

۱۴) نابالغ کا خیار بلوغ اختیار کرنا

باپ دادا کے سوا کسی ولی نے نابالغ کا نکاح کفو کے ساتھ مہر مثل پر کر دیا ہو تو یہ نکاح درست تو ہو جائے گا، البتہ لازم نہیں ہوگا، یعنی: نابالغ خواہ لڑکی ہو یا لڑکا، کو بالغ ہونے پر جبکہ عقد نکاح کا علم پہلے سے تھا، یا بلوغ کے وقت نکاح کا علم ہوا، یا بلوغ کے وقت نکاح کے بارے میں معلوم نہیں تھا کہ اس کا نکاح ہو چکا ہے، بلوغ کے بعد عقد نکاح کا علم ہوا، تو ان تمام صورتوں میں اختیار ہوگا کہ اِس نکاح کو باقی رکھے یا خیار بلوغ کے حق کی بناء پر اس کو فسخ کرا لے۔ (دیکھئے: در مختار ورد المحتار: ۴/۱۷۵)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

....

فقہی تصریحات خیار بلوغ کے بارے میں حسب ذیل ہیں:

۱- لڑکی بالغ ہو چکی ہو، اور شوہر کے بالغ ہونے میں ابھی دو چار برس کی دیر ہے، اور لڑکی کا مطالبہ ہو کہ تاخیر میں اس فتنہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے، تو ''ظہار'' اور ''ایلاء'' کے ضرر کی طرح اس ضرر کی بناء پر بھی قاضی کو نکاح فسخ کر دینا چاہیئے، خواہ یہ نکاح باپ دادا ہی کا کیا ہوا کیوں نہ ہو۔ (فسخ وتفریق:ص:۱۷۳)

۲- باپ دادا کے علاوہ دوسرا کوئی رشتہ دار نکاح کرے، یا باپ دادا ہی کرے، لیکن تجربہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہو کہ وہ اپنے اختیارات کا غلط اور ناروا استعمال کرتا ہے، تو بالغ ہونے کے بعد اسے اختیار ہے، چاہے تو اس نکاح کو باقی رکھے، اور چاہے تو فسخ کر دے، اور اگر باپ دادا نے نکاح کیا اور پہلے اپنے اختیارات کے غلط استعمال میں مشہور نہیں ہیں، تو اب ''خیار بلوغ'' حاصل نہ ہوگا۔ (دیکھئے: رد المحتار: ۲/۳۲۰، باب الولی، الفقہ علی المذاهب الأربعة: ۴/۳۰)

فقیہ العصر حضرت الاستاذ گرامی قدر مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی دامت برکاتہم کی رائے کے مطابق ہندوستان میں نابالغ بچوں اور بچیوں کو مطلقاً خیار بلوغ حاصل ہونا چاہیئے، چاہے نکاح خود اس کے باپ، دادا کریں یا کوئی اور رشتہ دار، وہ رقمطراز ہیں:

> ''ہندوستان کے موجودہ حالات یہ ہیں کہ نابالغ کے نکاح کا رواج اہل علم، اہل دانش اور متمدن لوگوں کے طبقہ میں شاید ایک فی ہزار بھی نہ ہوگا، ایسے نکاح کے واقعات زیادہ تر پسماندہ و جاہل اور علم دین سے ناآشنا اور دیہاتیوں کے حلقہ میں پیش آتے ہیں، اور ان کی جہالت اور پسماندگی، نیز بعض موقعوں پر حرص یا مجبوری اکثر اوقات ان کے اختیارات کا غلط استعمال کراتی ہے، اس لئے مناسب ہوگا کہ اس مسئلہ میں قاضی شریح کی رائے اختیار کی جائے، اور باپ دادا کے نکاح کرنے کے باوجود نابالغ کو ''خیار بلوغ'' کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

....

مستحق قرار دیا جائے‘‘ (جدید فقہی مسائل: ۳/ ۱۱۵)

خیار بلوغ کے حق کے استعمال کی صورتیں

طریقۂ کار اور احکام

نابالغ لڑکا ہو یا لڑکی بالغ ہونے پر اسے نکاح فسخ کرنے کا خیار حاصل ہوتا ہے، اسی کو فقہاء ’’خیار بلوغ‘‘ سے تعبیر کرتے ہیں، اس کے اصول، طریقۂ کار، صورتیں اور احکام حسب ذیل ہیں:

۱- نابالغ لڑکا اور ثیبہ (شوہر دیدہ) لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد اس وقت خیار بلوغ حاصل رہتا ہے، جب تک وہ اپنی زبان یا عمل سے رضامندی کا اظہار نہ کردے، مثلاً: کہے کہ میں اس سے راضی ہوں، یا لڑکا اپنی بیوی کا اور لڑکی اپنے شوہر کا بوسہ لے لے، یا کوئی ایسا عمل کر گزرے جو شوہر اور بیوی کے درمیان ہی روا ہے، اب اس کا خیار ختم ہو جائے گا اور نکاح لازم ہو جائے گا: ’’خیار الغلام والثيب لا يبطل بلا رضاء صريح أو دلالة‘‘ (شرح وقایه، باب الولي والكفو: ۲/ ۲۵) ’’ولا يبطل خيار البلوغ ما لم يقل: رضيت، أو يجيء منه ما يعلم أنه رضاء‘‘ (هدايه: ۲/ ۲۹۷)

۲- نابالغ لڑکی اگر باکرہ ہو تو جس وقت آثار بلوغ ظاہر ہوں، اسی وقت فوراً تاخیر کئے بغیر زبان سے یہ کہے کہ میں اس نکاح سے راضی نہیں، چاہے کوئی شخص موجود ہو یا نہ ہو۔ (’’بطل خيار البكر بالسكوت لو مختارة عالمة بأصل النكاح، فلو سألت عن قدر المهر قبل الخلوة أو عن الزوج أو سلّمت على الشهود لم يبطل خيارها‘‘ (الدر المختار، باب الولي: ۲/ ۳۰۹)

۳- اس کے بعد دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ اسکو دو مرد یا ایک مرد اور عورتوں کو گواہ بنا لے، اگر اس جگہ گواہ موجود نہ ہوں تو گواہ کو تلاش کرنے چاہئیں، خود ان کے پاس چلی جائے، یا ان کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

....

بلالے، اوران کے سامنے کہے کہ میں ابھی بالغ ہوئی ہوں اورآپ کو گواہ بناتی ہوں کہ میں اپنا نابالغی میں کیا گیا نکاح فسخ کرتی ہوں۔(" خيار البلوغ كشفعة ، فإنها كما بلغت ينبغي لها أن تختار نفسها كالشفيع و تشهد على النقض لو كان عندها من تقبل شهادته ، وإلا تخرج إلى الناس وتختار ثانيا " (معين الحكام ، باب الرابع والأربعون في القضاء:ص:۱۵۴)

۴۔ خیار بلوغ میں چوں کہ قاضی کا فیصلہ ضروری ہے، اس لئے قاضی کے پاس مقدمہ دائر کرنا ہوگا، اس کی دوصورتیں ہوں گی:

(الف) عرضی دعوی میں لکھے کہ میں ابھی بالغ ہوئی ہوں، اور یہ نکاح مجھے منظور نہیں، میں نے اس کو فسخ کیا، تو اس صورت میں بغیر گواہ اور حلف کے قاضی نکاح فسخ کردے گا۔

(ب) دوسری صورت درخواست کی یہ ہے کہ میں جس وقت بالغ ہوئی، اسی وقت نکاح فسخ کردیا، تو اس صورت میں قاضی حلف لے کر یا بینہ لے کر نکاح فسخ کردے گا۔

(ج) تیسری صورت یہ ہے کہ کل بالغ ہوچکی ہوں اور نکاح کو فسخ کرچکی ہوں، تو اس صورت میں قاضی شہادت لے گا، اور شہادت کے بعد تفریق کردے گا۔ (کتاب الفسخ والتفریق:ص:۱۳۸-۱۳۹)۔

۱۵) تکلیف دہ مار پیٹ اور ظلم وزیادتی کی بناء پر فسخ نکاح

میاں بیوی کے درمیان تعلقات ناخوشگوار ہونے لگیں تو اس کی اصلاح اور درستگی ضروری ہے، اب سوال یہ ہے کہ اس کی صورت کیا ہوگی؟ تو خود قرآن مجید نے اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے:

﴿ وَالّٰتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ﴾

(النساء:۳۴)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''جن عورتوں سے نافرمانی کا اندیشہ ہو، تو ان کو سمجھاؤ، خوابگاہوں میں ان سے علیحدگی برتو، اور ان کو مارو، پس جب وہ تمہارا کہنا مان لیں، تو پھر ان پر راہ مت تلاش کرو''

معلوم ہوا کہ اصلاح حال کے کئی مراحل ہیں: پہلا مرحلہ وعظ ونصیحت اور سمجھانا ہے، اگر وہ سمجھانے کے باوجود اپنی نافرمانی سے باز نہ آئے، تو دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ مرد اپنی خوابگاہ اور بستر چند دنوں کے لئے اس سے الگ کرلے، یا ایک ہی بستر پر سوئے، لیکن اپنا چہرہ دوسری جانب کرلے، اس کے باوجود وہ اپنی نافرمانی سے باز نہ آئے، بلکہ اپنی سابق روش پر باقی رہے، تو تیسرا مرحلہ معمولی مار پیٹ ہے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان مبارک کے مطابق ''ضرب مبرح'' سے کم مارنا ہے۔

اس موقع سے تین باتیں قابل توجہ اور وضاحت طلب ہیں: اول: کس طرح کی نافرمانی پر شریعت نے مارنے کی اجازت دی ہے؟ دوسری: ضرب مبرح سے کیا مراد ہے؟ تیسری: ضرب مبرح کی صورت میں آیا عورت کو قاضی سے کس چیز کے مطالبہ کا حق حاصل ہوتا ہے؟

اول: فقہاء نے عام طور پر حسب ذیل نافرمانیوں کا ذکر کیا ہے، جن کی بنیاد پر شوہر کے لئے بیوی کی سرزنش و مار پیٹ کی شرعاً اجازت ہوتی ہے: ''زیب وزینت نہ کرنا، بلانے کے باوجود ہمبستری کے لئے معقول عذر کے بغیر آمادہ نہ ہونا، نماز نہ پڑھنا، غسل جنابت نہ کرنا اور گھر سے بلا اجازت نکل جانا'' (حاشیہ شبلی علی ھامش تبیین الحقائق:۳/۲۱۱، ھندیہ:۲/۲۳۶)

دوسری: یقیناً شریعت نے شوہر کو عورت کی اصلاح حال کے لئے عورت کو مارنے کی اجازت دی ہے، لیکن جانوروں کی طرح نہیں، بلکہ معمولی، اور نازک جگہوں پر نہیں، چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''عورت کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو، تم نے ان کو اللہ کی امانت کے ذریعہ حاصل کیا ہے، اور اللہ کے حکم سے ان کی عصمتیں حلال کی ہیں،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تمہارا ان پر حق ہے کہ وہ تمہارے بستر کو روندنے نہ دیں، جس کو تم ناپسند کرتے ہو، اگر وہ ایسا کر گزریں تو ان کو اس طرح مارو کہ تکلیف دہ نہ ہو، اور تمہارے ذمہ ان کے لئے معروف طریقہ پر روزی اور لباس ہے" (أحکام القرآن للجصاص: ۲/۹۸-۹۹)

ایک حدیث میں ہے کہ (عورت کو) چہرے پر نہ مارو اور نہ گالی گلوج دو۔ (ابوداؤد، نکاح، باب ۴۱، حدیث نمبر: ۲۱۴۲، ابن ماجہ، نکاح، باب: ۳، حدیث نمبر: ۱۸۵۰)

حاصل یہ ہے کہ شریعت نے ضرب مبرح (تکلیف دہ مار پیٹ) سے منع کیا، اور معمولی سرزنش کی اجازت دی، سوال یہ ہے کہ دونوں کے درمیان فرق کرنے کے لئے معیار کیا ہوگا؟ اس سلسلہ میں احادیث اور فقہاء کی تصریحات کی روشنی میں درج ذیل صورتیں "ضرب مبرح" میں داخل ہیں:

۱- چہرہ پر مارنا۔

۲- بدن کے کسی ایک ہی مقام پر مسلسل مارنا۔

۳- اس طرح مارنا کہ جسم پر نشان پڑ جائے، یا سیاہ ہو جائے، یا چمڑہ پھٹ جائے، یا ہڈی ٹوٹ جائے۔

۴- پیٹ، سینہ، دماغ اور جسم کے ایسے حصوں پر مارنا جو طبی اعتبار سے خاص نزاکت کے حامل ہوں۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے: جدید فقہی مسائل: ۳/۱۶۵)

پس اگر شوہر عورت کو تکلیف دہ (ضرب مبرح) حد تک مار پیٹ کرے، خواہ عورت کی غلطی ہو یا نہ ہو، بہر حال عورت قاضی کے پاس مقدمہ کر سکتی ہے، قاضی عورت کے مطالبہ پر اس کے شوہر کی مناسب سرزنش کرے گا، لیکن چونکہ ہندوستان اور اس جیسے غیر مسلم ممالک میں قاضی کسی کی سرزنش کرنے پر قدرت نہیں رکھتا ہے، اس لئے مالکیہ کی رائے پر عمل کرتے ہوئے فیصلہ کرے گا، ایسی صورت میں امام مالکؒ کے ہاں عورت طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ (دیکھئے: الشرح الصغیر: ۲/۵۱۲) حضرت الاستاذ گرامی قدر مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

....

رقمطراز ہیں:

''ہندوستان میں چوں کہ نظام عدل مسلمانوں کے ہاتھ میں نہیں ہے اوران کے پاس ایسی مقتدر قوت نہیں ہے، جو ایسے لوگوں کی جسمانی سرزنش کر سکے، اس لئے اس کے سوا چارہ نہیں کہ اس مسئلہ میں مالکیہ کی رائے اختیار کی جائے اور اس پر عمل کیا جائے ، اور امارت شرعیہ بہار، اڑیسہ (وجھارکھنڈ) پھلواری شریف پٹنہ میں اسی پرعمل ہے'' (جدید فقہی مسائل:۳/۱۶۳)

مالکیہ کے مذہب کے مطابق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ شوہر نے بیوی کو تکلیف دہ حد تک مار پیٹ کی ہے، خواہ ایک ہی بار مار پیٹ کا واقعہ کیوں نہ پیش آیا ہو، پھر بھی عورت اپنے شوہر سے تفریق چاہتی ہو، تو قاضی تفریق کردے گا۔ (دیکھئے: الشرح الصغیر:۲/۵۱۲)

اوراگر عورت کا مطالبہ طلاق کا نہ ہو، بلکہ شوہر کی اصلاح حال اور مصالحت کی خواہاں ہو، تو قاضی اس کی کوشش کرے گا، اس طور پر کہ اس کو بتائے کہ شوہر پر اپنی بیوی کے ساتھ بہترین معاشرت واجب ہے، اور عورت کے ساتھ بدسلوکی کے نتیجہ میں دونوں کے درمیان علیحدگی ہوسکتی ہے، جس کے نتیجہ میں بچوں کا نقصان ہوگا، پس اگر وعظ ونصیحت سے فائدہ ہو جائے تو ٹھیک ہے، لیکن اگر عورت دوبارہ قاضی کے پاس آئے اوراس کو بتائے کہ شوہر مار پیٹ سے باز نہیں آیا ہے اور معاملہ واضح نہ ہو تو قاضی ایک دورکنی مصالحتی کمیٹی قائم کرے گا، جس میں بہتر ہے کہ ایک مرد کا رشتہ دار ہو اور دوسرا عورت کا، دونوں سمجھدار اور شرعی احکام سے واقف ہوں، پھر وہ ان دونوں کے حالات کا جائزہ لیں، اگر مصالحت اور اتفاق کی کوئی صورت نکل آئے تو دونوں میں مصالحت کرادیں، اوراگر یہ ممکن نہ ہو سکے اور دونوں کی رائے ہو کہ باہم تفریق اور علیحدگی کرادی جائے تو ایسا بھی کر سکتے ہیں، اس طرح مرد کا رشتہ دار حکم طلاق دیدے، اور عورت کا رشتہ دار حکم مہر معاف کردے، یا جو معاوضہ مناسب سمجھے عورت کو اس کی ادائیگی کا پابند کرے اور دونوں میں تفریق ہو جائے۔ (دیکھئے: أحکام القرآن للجصاص : ۲/۱۹۲،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

....

الجامع لأحکام القرآن للقرطبی :۵/۱۷۶،الأحوال الشخصیة :ص:۴۰۷)

۱۶) میاں بیوی کے درمیان شقاق

شقاق کے اصل معنی عداوت، دشمنی اور مخالفت کے ہیں، اس کی اصل ''ش ق'' ہے، جس کے معنی کنارہ کے ہیں، گویا کہ فریقین میں سے ایک آدمی ایک سرے پر اور دوسرا دوسرے سرے پر، (دیکھئے :قرطبی :۲/۹۶) اس لحاظ سے مطلب یہ ہوا کہ میاں بیوی کے درمیان اختلاف اس طور پر ہو کہ مرد ایک سرے پر ہو اور عورت دوسرے سرے پر ہو، یعنی دونوں کے درمیان شقاق (عداوت اور اختلاف) نے انتہائی صورت اختیار کر لی ہو، تو اس کے متعلق شرعی حکم یہ ہے، جیسا کہ قرآن نے بیان کیا:

﴿ وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِنْ يُّرِيْدَا إِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ، إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴾ (النساء: ۳۵)

''اگر تم کو میاں بیوی میں ''شقاق'' کا اندیشہ ہو، تو ایک منصف آدمی مرد کے کنبے کا اور ایک منصف آدمی بیوی کے کنبے کا مقرر کردو، اگر یہ دونوں منصف اصلاح کرنا چاہیں گے، تو اللہ بھی ان میں موافقت کرا دے گا، بے شک اللہ ہر چیز جانتا ہے بوجھتا ہے''

شقاق عام ہے، خواہ شوہر کی طرف سے مار پیٹ اس کا سبب ہو، یا عورت کی بے پردگی، بے حیائی، بلا اجازت اور بلا ضرورتِ شرعی کے باہر نکلنا، یا عورت کا صوم وصلاۃ کا پابند نہ ہونا، یا اختلافات کی وجہ جو بھی ہو، سب کے لئے قرآن مجید کا حکم یہ ہے کہ حکمین کے ذریعہ اس شقاق کو دور کیا جائے۔

امام ابو حنیفہؒ بلکہ جمہور علماء کے نزدیک میاں بیوی کے درمیان باہمی اختلاف کو ختم کرنے کی صورت سوائے طلاق کے کوئی دوسرا چارۂ کار نظر نہ آئے تو اُس وقت بھی حکمین کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

....

طلاق دینے کا اختیار نہیں ہے، ہاں، اگر زوجین (میاں بیوی) ان دونوں کو طلاق اور خلع کا وکیل بنادیں، تو وہ دونوں ایسا کرسکتے ہیں، ورنہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ ممکن حد تک دونوں کے درمیان صلح کی کوشش کریں گے۔ (تفسیر مظہری:۲/۱۰۱)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چوتھا باب

تفریق کے بعد کے احکام

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عدت

ایک مدت کا نام، جو نکاح کے آثار کے ختم کرنے کے لئے مقرر و مشروع ہوئی ہے، اس لئے کہ جب زوجین کے درمیان تفریق ہوتی ہے تو زوجیت کا رشتہ مکمل طور پر فوری ختم نہیں ہوتا، بلکہ کچھ اثرات باقی رہتے ہیں، اس لئے عورت کچھ دنوں تک انتظار کرتی ہے، دوسرے سے شادی نہیں کرسکتی، یہاں تک کہ شریعت کی طرف سے مقررہ مدت گذر جائے۔

ایسی عورت جس سے شوہر ہم بستری کر چکا ہو، یا اس کے ساتھ شوہر کی تنہائی ہو چکی ہو اور مرد اس سے وطی کرنے پر قادر ہو، لیکن اس کے باوجود اس سے وطی نہ کی ہو، (۱) ——پر عدت واجب ہوتی ہے، جبکہ وہ اپنے شوہر سے طلاق، خلع، فسخ، لعان، شوہر کی وفات کے بعد جدا ہو جائے گو نکاح فاسد رہا ہو، یا موطوءَ بہ شبہ (شبہ کی بنیاد پر وطی ہوئی ہو) اور اگر عورت غیر مدخول بہا (یعنی جس سے شوہر نے وطی نہ کی ہو) ہو، اور اس کے ساتھ شوہر کی تنہائی بھی نہ ہوئی ہو، تو اس پر عدت نہیں۔

عدت کی تین صورتیں ہیں، وضع حمل کے ذریعہ، حیض کے ذریعہ اور مہینے کے ذریعہ۔

(۱) خلوت صحیحہ وطی کے حکم میں ہے؛ اس لئے اس سے بھی عدت واجب ہوتی ہے: ''العدة قد تجب بالخلوة الصحيحة بلا دخول" (رد المحتار: ۵/۲۴)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

۱) حاملہ

حاملہ عورت کی عدت وضع حمل یعنی بچہ کو جننا ہے،(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ﴾(۲)

''اور جن کے پیٹ میں بچہ ہے ان کی عدت یہ کہ جن لیں پیٹ کا بچہ''

حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے ہیں، ویسے ولادت اکثر نو مہینے سے کچھ زیادہ پر ہوتی ہے۔

۲) بیوہ

جس عورت کے شوہر کی وفات ہوگئی ہو، اور وہ حاملہ ہو، اس کی عدت ولادت ہے، اور حاملہ نہ ہو تو چار مہینے دس دن ہے۔

۳) حیض والی

جس عورت کو حیض کا سلسلہ جاری ہو اور وہ حاملہ نہ ہو، اگر شوہر سے کسی وجہ سے اس کی علاحدگی ہو، تو اس کی عدت مکمل تین حیض ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اَلْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ ﴾ (۳)

(۱) عورت حاملہ ہو، اور شوہر کی وفات ہوگئی ہو، تو اب وہ کونسی عدت گذارے گی؟ آیا وضع حمل یا چار ماہ، اس سلسلہ میں صحابہ کرام ﷺ اور بعد کے مجتہدین فقہاء کے درمیان دونوں ہی طرح کے اقوال ملتے ہیں، تاہم احناف اور جمہور کے نزدیک ہر حال میں وضع حمل یعنی بچہ کی ولادت ہے۔(درمختار ورد المحتار:۴/۱۸۸-۱۸۹)

(۲) الطلاق :۴

(۳) البقرہ :۲۲۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

''اور جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو، وہ تین مرتبہ ایامِ ماہواری آنے تک اپنے آپ کو روکے رکھیں''

۴) غیر حائضہ

اگر حیض والی عورت نہ ہو، جیسے: نابالغ بچی ہو یا جس کو حیض آنا بند ہو گیا ہو، جیسے: سن رسیدہ عورتیں، تو اس کی عدت تین مہینے ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ ﴾ (۱)

''اور جو عورتیں ناامید ہو گئیں حیض سے تمہاری عورتوں میں اگر تم کو شبہ رہ گیا تو ان کی عدت ہے تین مہینے، اور ایسے ہی جن کو حیض نہیں آیا''

۵) عارضی طور پر حیض بند ہو جائے

اگر حیض کا سلسلہ جاری ہے، لیکن بچہ کو دودھ پلانے کی وجہ سے عارضی طور پر حیض بند ہو گیا ہو، تو انتظار کرے گی یہاں تک کہ دوبارہ حیض آجائے، تو حیض سے عدت گذارے گی، اور اگر حیض ازخود بند ہو گیا، بند ہونے کی وجہ معلوم نہیں ہے، تو حمل کے شبہ کی وجہ سے ازراہ احتیاط نو مہینے انتظار کرے گی، پھر تین مہینے عدت گزارے گی، عدت گذرنے کے بعد عورت کو حمل کے آثار ظاہر ہونے کا شبہ ہو، تو دوسری شادی نہ کرے، یہاں تک کہ شک ختم ہو جائے۔

(۱) الطلاق: ۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

٦) مفقود الخبر کی بیوی

عورت انتظار کرے گی یہاں تک کہ حاکم اس کے لاپتہ شوہر کی موت کا فیصلہ کردے، اس کے بعد عدت وفات چار مہینے دس دن گزارے گی، زوجین کے درمیان سوائے شوہر کی موت کے تفریق کی کوئی بھی صورت ہو، وہی عدت واجب ہوگی، جو طلاق کی وجہ سے واجب ہوتی ہے، یعنی حیض آتا ہوتو تین حیض، یا ابھی آیا ہی نہ ہو یا مکمل طور پر بند ہو تو تین ماہ، یہی حکم وطی بالشبہ اور زنا کی صورت میں بھی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلاَثَةَ قُرُوْءٍ وَّلاَ يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ﴾ (۱)

''اور جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو، وہ تین مرتبہ ایام ماہواری آنے تک اپنے آپ کو روکے رکھیں''

(۱) البقرہ:۲۲۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سوگ منانا

جس عورت کا کسی مرد سے نکاح صحیح ہوا اور سوء قسمت اس مرد (شوہر) کا انتقال ہو گیا ہو، کے لئے عدت کے دوران ہر ایسی چیز سے پرہیز کرنا ضروری ہے، جو مرد کے لئے باعث کشش ہو، اس کی طرف نگاہوں کو کھینچتی ہو اور اس سے نکاح کی طرف داعی ہو، جیسے: زیب و زینت اختیار کرنا اور خوشبو لگانا، —— عدت وفات اس گھر میں گذارنا واجب ہے، جس میں اس کے شوہر کا انتقال ہوا اور وہ وہاں موجود تھی، اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ بلا شدید ضرورت کے منتقل ہونا درست نہیں، (۱) البتہ قضاء حاجت کے لئے گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

(۱) اصل تو یہی ہے کہ شوہر کے گھر میں ہی عدت گذارے، (ردالمحتار: ۵/۲۲۳-۲۲۵، فصل فی الحداف، اللہ تعالیٰ ارشاد ہے: ''اور اللہ سے ڈرو جو تمارا رب ہے'' (زمانۂ عدت میں) نہ تم انہیں اُن کے گھر سے نکالو اور نہ وہ خود نکلیں، (طلاق: ۱) ہاں! اگر حالات سازگار نہ ہوں کہ وہاں سے منتقل ہونا ہی پڑے، جیسے: گھر منہدم ہو جائے، یا منہدم ہونے کا قوی اندیشہ ہو، یا مکان کرایہ کا ہو، کرایہ ادا کرنے عورت میں طاقت نہ ہو، یا مالک مکان خالی کرنے پر مجبور کرے، یا اُس مکان میں اپنی عزت و ناموس اور مال محفوظ نہ پائے، تو اس سے قریبی مکان میں منتقل ہو جائے گی، اور بقیہ عدت وہاں گذارے گی (درمختار و ردالمحتار: ۵/۲۲۴-۲۲۶)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

معتدہ کا نفقہ

عدت (۱) گذارنے والی عورت کا نفقہ شوہر پر واجب ہوتا ہے، جبکہ علاحدگی نکاح صحیح کے بعد ہوئی ہو، (۲) نفقہ سے مراد خورد ونوش، لباس و پوشاک اور رہائشی مکان ہے، جو کہ عدت کے دوران پوری مدت لازم ہوتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

(۱) خواہ یہ عدت طلاقِ رجعی کی ہو یا طلاقِ بائن مخففہ اور مغلظہ کی ہو، خواہ عورت حاملہ ہو، یا حاملہ نہ ہو، حائضہ ہو یا حائضہ نہ ہو، یا نابالغہ یا سن رسیدہ ہونے کی وجہ سے حیض ہی نہ آتا ہو، سوائے عدتِ وفات کے، اس کو نفقہ، رہائش اور لباس و پوشاک شوہر کے ترکہ سے نہیں ملے گا۔ (درمختار ورد المحتار: ۵/۳۳۴، باب النفقة)

(۲) اگر عورت نکاحِ فاسد یا شبہ میں کی گئی صحبت کی عدت گذار رہی ہو تو اکثر فقہاء کے نزدیک صحبت کرنے والے مرد پر اس کے نفقہ ورہائش کی ذمہ داری نہیں ہے۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: ۷/۶۵۹-۶۵۰)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نسب

محض دعوی سے نسب ثابت نہیں ہوتا ہے، جب تک کہ اس کے ساتھ ثبوت بھی نہ ہو، جیسے: اس نے مولود کی ماں سے نکاح صحیح کیا ہو اور اس سے ہم بستری بھی کی ہو، یا کم از خلوت صحیحہ کا تحقق ہوا ہو، یا نکاح فاسد ہو، اور حقیقی طور پر عورت سے جسمانی تعلق قائم ہوا ہو، اسی طرح شبہ کی بناء پر وطی سے بچہ پیدا ہو جائے تو اس سے بھی نسب ثابت ہوتا ہے؛ البتہ زنا سے پیدا ہونے والے مولود بچہ کا نسب زانی مرد سے ثابت نہیں ہوتا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" الولدُ للفراشِ وللعاهرِ الحَجَرُ " (۱)

"مولود صاحب فراش کے لئے ہے اور زانی کے لئے محرومی ہے"

اسی طرح اس مولود کا نسب بھی ثابت نہیں ہوگا، جو نکاح کے بعد چھ مہینے سے کم مدت میں پیدا ہوا ہو، ہاں! اگر شادی کے وقت سے ٹھیک چھ ماہ یا اس سے زیادہ میں پیدا ہو، تو نسب ثابت ہوگا، واجب ہوگا۔

(۱) أبو داؤد، طلاق، باب الولد للفراش، حدیث نمبر:۲۲۷۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حضانت (پرورش)

مدتِ حضانت ــــ یعنی وہ مدت جس میں بچہ عورت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ــــ میں بچہ کی تربیت و پرورش، نگہداشت و نگرانی، اس کی تربیت، اور اس کے مصالح و مفاد کی نگہبانی و انجام دہی، ماں کا حق ہے اور مدتِ حضانت تک اس پر واجب ہے، خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی۔

پرورش و پرداخت کرنے والی عورت (خواہ ماں ہو یا کوئی اور) کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ عاقل، بالغ، بچہ سے متعلق کاموں کی انجام دہی پر قدرت رکھنے والی، تندرست، صحیح سالم، بچہ کے حق میں امانتدار، اور اس کے مفادات کے تحفظ کے لئے خواہاں ہو، نیز اس کا شوہر زیرِ پرورش مولود کا غیر محرم نہ ہو۔

جہاں تک دودھ پلانے کی بات ہے، تو اس پر پرورش کرنے والی ماں کو مجبور نہیں کیا جا سکتا، جبکہ بچہ کی جان کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو، ورنہ اسے دودھ پلانے پر مجبور بھی کیا جا سکتا ہے، ــــ دودھ پلانے کی اجرت حضانت کے خرچ میں شامل ہوگی باپ اسے برداشت کرے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾(۱)

(۱) البقرہ: ۲۳۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

”اور جس کا بچہ ہے، اس کے ذمہ ہے ان (ماؤں) کا کھانا اور کپڑا دستور کے موافق “

یہاں معروف سے مراد لوگوں کے درمیان متعارف شئ ہے۔

حضانت کی انتہاءِ مدت

جہاں تک حضانت کی مدت کی انتہاء کی بات ہے، تو اس سلسلہ میں قرآن وحدیث کی کوئی صراحت منقول نہیں ہے؛ اس لئے سالوں کی تحدید قطعیت سے کرنا مشکل ہے، البتہ حضانت کے سبب ومقصد کی طرف رجوع کریں، حضانت کا سبب زیر پرورش بچہ عورتوں کی تربیت کا ضرورت مند ہونا ہے، لڑکے ولڑکی جب عورتوں کی ضرورت سے مستغنی ہو جائیں گے، حق حضانت بھی ختم ہو جائے گا، بہر حال یہ مدت بلوغ اور رشد سے متجاوز نہیں ہوگی۔ (۱)

(۱) بچہ کے والدین میں اگر رشتۂ نکاح موجود ہو تو ظاہر ہے کہ بچہ کی پرورش ایسی جگہ ہوگی جہاں زوجین موجود رہیں، اگر شوہر زوجین کے مقام سکونت سے دوسری جگہ تنہا چھوٹے بچے کو لے جائے تو اس کے لئے اس کی اجازت نہیں، اور عورت شوہر کی اجازت کے بغیر خود کہیں جائے اور بچہ کو لے جائے تو یہ بھی جائز نہیں، (قاموس الفقہ :۳/۲۶۶)

اگر زوجین میں علاحدگی ہو چکی ہو اور عدت بھی گذر چکی ہو تو بچہ کی پرورش کہاں ہونی چاہئے، اس سلسلہ میں فقہاء کی تصریحات کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۱) عورت اتنی دور مسافت پر بچہ کو لے جاسکتی ہے کہ باپ روزانہ اپنے بچہ کو دیکھ کر واپس آسکے۔

۲) بچہ کو دوسرے شہر لے جانا چاہے اور اس کی دوری زیادہ ہو تو ایسے شہر تک بچہ کو لے جاسکتی ہے، جہاں اس کا میکہ ہو اور وہیں اس مرد کے ساتھ عورت کا نکاح ہوا ہو، اگر میکہ ہو؛ لیکن مقام عقد نہ ہو، یا مقام عقد ہو لیکن وہاں عورت کا میکہ نہ ہو، دونوں صورتوں میں بچہ کو وہاں منتقل کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ ==

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ولایت

حضانت کی عمر پار کرنے کے بعد بچہ پر دو ولایتیں ثابت ہوتی ہیں: جان پر ولایت مال میں ولایت (۱) یعنی جان و مال میں تصرف کرنے کا اختیار۔

═ (۳) عورت بچہ کو شہر سے دیہات منتقل کرنا چاہے، جہاں اس کا میکہ بھی ہے؛ لیکن وہاں مقام عقد نہیں ہے تو گو یہ دیہات شہر سے قریب ہو پھر بھی عورت بچہ کو یہاں منتقل کرنے کی مجاز نہیں کہ اہل دیہات کے اخلاق و عادات اہل شہر سے کمتر ہوتے ہیں۔ (بدائع الصنائع: ۴/۴۴-۴۵)

(۱) بنیادی طور پر ولایت تین طرح کی ہوتی ہے، جیسا کہ علامہ ابن نجیم مصریؒ نے تصریح کی ہے کہ ولی کبھی مال اور نکاح کا ہوتا ہے، اور وہ باپ و دادا ہیں جنہیں مال اور نکاح دونوں کی ولایت حاصل ہے، اور ولی کبھی صرف نکاح کا ہوتا ہے، اور وہ تمام عصبہ، ماں اور ذوی الارحام ہیں، اور ولی کبھی صرف مال کا ہوتا ہے، اور وہ اجنبی وصی ہے۔ (الأشباه و النظائر: ۱/۱۵۷، القاعدة السادسة عشرة)

عصبہ سے مراد وہ مرد رشتہ دار جو مرد سے چلے ہوں درمیان میں کسی عورت کا واسطہ نہ ہو، وہ یہ ہیں: بیٹا، پوتا، اور اس کا اولادی سلسلہ، سگا بھائی، سگے بھائی کا بیٹا، باپ شریک بھائی، اور اس کا بیٹا، باپ کا سگا بھائی، یعنی حقیقی چچا اور اس کا بیٹا، باپ کا باپ شریک بھائی اور اس کا بیٹا، آزاد کرنے والا آقا اور آزاد کرنے والی مالکہ- اور ذوی الارحام سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جو نہ عصبات میں سے ہوں، اور نہ ذوی الفروض میں سے، جیسے نواسے، بھانجے وغیرہ۔ (ملاحظہ ہو: سراجی: ص:۵-۶، أحکام المواریث: ص:۹۳-۹۴)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ولایت علی النفس

نابالغ پر ولایت قریب تر عصبہ رشتہ دار کو حاصل ہے، عصبہ رشتہ داروں کی ترتیب یہ ہے: باپ، بھائی اور چچا، باپ اور ماں شریک، علاتی رشتہ دار (یعنی باپ شریک) ولایت کے استحقاق کے بارے میں مقدم ہوگا، اور جب ہم درجہ رشتہ دار جمع ہو جائیں تو ان میں جو زیادہ مفید اور بہتر بچہ کے حق میں ہوگا، وہ اس پر ولایت کا حقدار ہوگا، اور بچہ کو اس کے حوالہ کر دیا جائے گا، لیکن اگر لڑکی ہے، تو غیر محرم رشتہ دار کے حوالہ نہیں کی جائے گی، جیسے: چچا زاد بھائی،----ولی کی اہم ترین ذمہ داری بچہ کی تربیت اور اس کی حفاظت ونگہداشت ہے۔

ولایت علی المال

باپ کو اپنی نابالغ اولاد، مجنون اور معتوہ یعنی نہایت کم عقل جو اپنے لئے نفع ونقصان کا امتیاز نہ کر سکے، پر ولایت ہوتی ہے، بشرطیکہ باپ عاقل، دانا و بینا اور معاملہ فہم ہو، اس کے اختیارات عدالت نے سلب نہ کر لئے ہوں، اس کے بعد اس کے وصی، پھر دادا، پھر دادا کے وصی کو ولایت حاصل ہوتی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قرابتداروں کا نفقہ

اس سلسلہ میں اصل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ... وَ عَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ﴾(۱)

''اور جس کا بچہ ہے، اس کے ذمہ ہے ان (ماؤں) کا کھانا اور کپڑا موافق دستور کے......اور اسی طرح کا (انتظام) وارث کے ذمہ بھی ہے''

خوشحال اور کمانے پر قادر شخص پر اس کے محتاج اصول (والدین اور ان کے اوپر کا سلسلہ) اور فروع (اولاد اور ان سے نیچے کا سلسلہ) کا نفقہ مطلق لازم ہوتا ہے، خواہ وہ ان کے وارث ہوتا ہو، جیسے: باپ، بیٹا، یا ذوی الارحام، یا نہ وہ ان کا وارث ہوتا ہو، اور نہ یہ اس کا وارث ہوتے ہو، جیسے: نانا، اور پوتی۔

اسی طرح خوشحال اور کمانے پر قدرت رکھنے والے شخص پر اس کے صرف قرابتدار فقراء میں سے صرف ان کا نفقہ واجب ہوتا ہے، جن کا فی الجملہ یہ وارث ہوتا ہے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

(۱) البقرہ: ۲۳۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ضبط ولادت

ضبط ولادت کے معنی کثرت اولاد کو روکنا ہے، اس کا مقصد ملک میں بڑھتی ہوئی آبادی کو روکنا ہے، حالانکہ ملک کی پیداوار ملک کی آبادی کے گذر اوقات کے واسطے کافی ہے۔

جہاں تک ضبط ولادت کے شرعی حکم کی بات ہے، تو اس میں تفصیل ہے، کہ نسبندی ملک کی پوری آبادی مالدار اور غریب تمام طبقے کے لئے یکساں طور پر لازم ہو، تو یہ شرعاً ناجائز ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی مذمت بیان فرمائی، جو لوگ سرزمین پر زندگی گزارتے ہیں، پیداوار کو ہلاک کرتے ہیں، اور افزائشِ نسل کو روکتے ہیں، اور اس کو زمین پر فساد سے تعبیر کیا ہے، ارشاد ہے:

﴿ وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴾ (۱)

”اور جب پیٹھ پھیر جاتا ہے، تو اس دوڑ دھوپ میں رہتا ہے کہ زمین پر بگاڑ پیدا کرے اور کھیتی اور جانورں کو تلف کرے، درانحالیکہ اللہ بگاڑ کو (بالکل) پسند نہیں کرتا“

اور اگر ملک کی پوری آبادی پر نسبندی لازم نہ ہو، بلکہ آدمی کا اپنا انفرادی معاملہ ہو،

(۱) البقرہ :۲۰۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی آبادی میں کا اکا دکا اشخاص نسبندی کراتا ہے تو یہ جائز ہے؛ کیونکہ اس کی ممانعت کے بارے میں کوئی حدیث وارد نہیں، نیز یہ بعض افراد کے لئے شخصی طور پر ضرورت وحاجت کے درجہ میں بھی ہوسکتا ہے، البتہ جنین (بطن مادر کا بچہ) یا بچہ کے قتل کی حرمت کے بارے میں خاص طور پر حدیث میں ممانعت وارد ہوئی ہے، حاصل یہ ہے کہ نسبندی انفرادی طور پر جائز ہے، اجتماعی طور پر حرام۔(۱)

(۱) نسبندی، یعنی ایسا آپریشن جس سے دائمی طور پر قوت تولید فوت ہوجاے اور توالد و تناسل کی اہلیت باقی نہ رہے۔

حضور اکرم ﷺ، صحابہ کرام ﷺ اور فقہاء مجتہدین کے دور میں تو ایسا کوئی آپریشن ایجاد نہیں ہوا تھا؛ اس لئے قرآن وحدیث یا مقتدمین کی کتابوں میں براہ راست اس کا حکم نہیں مل سکتا، البتہ اس سلسلہ میں ہمیں ایسے اصول ونظائر مل سکتے ہیں، جن کی روشنی میں ہم ان کا حکم جان سکیں۔

ایام جاہلیت میں قوت تولید کے خاتمہ کے لئے ''اختصاء'' کی صورت اختیار کی جاتی تھی، اختصاء کا مطلب یہ ہے کہ فوطوں کی وہ گولیاں نکال دای جائیں، جو جنسی صلاحیت اور جنسی خواہشات کا اصل سرچشمہ ہیں، —— خود آنحضور ﷺ سے بعض صحابہ ﷺ نے اس کی اجازت چاہی؛ تاکہ دنیا سے کنارہ کشی ہوکر زیادہ سے زیادہ اللہ کی عبادت کی جاسکے، لیکن آپ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا، بخاری اور مسلم کی مختلف روایتوں میں اس کا تذکرہ موجود ہے اور تمام فقہاء کا اس کے حرام ہونے پر اتفاق ہے، حتی کہ اگر کسی نے کسی کو ''خصی'' کردیا تو اس پر وہی تاوان ہوتا ہے، جو ایک آدمی کے قتل پر واجب ہوتا ہے، فقہ کی کتابوں میں ایسی عبارتیں بہ کثرت ملتی ہیں، جس میں قوت تولید کے ضائع کردینے پر دیت یعنی خون بہا کا موجب ٹھہرایا گیا ہے۔(دیکھئے :الفقه على المذاهب الأربعة :۵/۳۴۱،هدايه مع الفتح :۱۰/۲۸۳،فتح الولی المالک :۲/۲۹۰،نهاية المحتاج :۴/۳۲۲،الإقناع :۴/۲۲۸)

یہ حکم صرف مردوں ہی کے لئے نہیں ہے، بلکہ اگر عورتوں کے ساتھ کوئی ایسی صورت اختیار کی جائے کہ وہ حاملہ نہ ہوسکے، جب بھی یہی حکم ہوگا؛ کیوں کہ حرمت کی اصل وجہ قوت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

....

تولید کا فوت ہو جانا اور توالد و تناسل میں رکاوٹ ڈالنا ہے، چنانچہ شیخ عبدالرحمٰن الجزیری لکھتے ہیں:

''یہ عورت کے حاملہ ہونے کی صلاحیت کو ختم کر دینے سے پوری دیت واجب ہوگی؛ کیوں کہ اس سے نسل رُک جاتی ہے''(الفقه على المذهب الأربعة :۳۲۲/۵)

اگر بالفرض اختصاء کی ممانعت سے مقصود یہ ہو کہ قوت جماع اور جنسی خواہش کو ضائع نہ کیا جائے تو قوت تولید اور بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت کو معطل کر دینا بدرجہ اولی ممنوع ہوگا؛ اس لئے کہ جب اسباب حرام ہوں تو اصل مقصود کی حرمت میں کیا شبہ؟

قرآن نے اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تغییر کو شیطان کی اتباع قرار دیتے ہوئے اس سے منع کیا ہے، نسبندی بھی اسی زمرے میں آتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ﴾ (النساء :۱۱۹)

''اور ہم ان کو حکم دیں گے تو وہ جانوروں کے کان پھاڑ ڈالیں گے اور ہمارے حکم سے اللہ کی خلقت میں تبدیلی کر دیں گے''

یہاں تغییر خلق کا ذکر کرنے سے پہلے جانوروں کے کان چیرنے کا تذکرہ کیا گیا ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن نے جس ''خلق'' میں تغییر کی مذمت کی ہے، اس سے مراد جسمانی اور خلقی ساخت ہے، اس طرح یہ آیت پوری طرح موجودہ نسبندی پر صادق آتی ہے۔

پس نسبندی جو مرد و عورت کی قوت تولید کو دائمی طور پر ختم کر دینے کا ذریعہ ہے، قرآن و حدیث کی رو سے ایک غیر اسلامی طریق کار ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرز عمل، نیز فقہاء کرام کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے جائز نہ ہونے پر ماہرین قانون اسلامی کا اتفاق ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مصنف نے انفرادی طور پر نسبندی کو جائز قرار دیا ہے، مصنف کا قول وضاحت طلب ہے اور وہ یہ ہے کہ نسبندی انفرادی طور پر بھی مطلق جائز نہیں ہے؛ بلکہ جس کے حق میں ضرورت یا کم از کم حاجت کے درجہ میں ہو، تو اس کے لئے گنجائش ہو سکتی ہے، گویا کہ انفرادی طور پر بھی نسبندی کرانے کی گنجائش اضافی ہے — مزید اس کی وضاحت کے لئے فقہ کی درج ذیل اصطلاحات کا سمجھنا ضروری ہے، اور وہ یہ ہیں کہ فقہاء نے احکام شرعیہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے:

۱) **ضروریات**: یعنی وہ امور جو شریعت کے پانچ بنیادی مقاصد جان، مال، دین، نسل اور عقل کے تحفظ کے لئے آخری درجہ ضروری ہوں اور اگر ان کی اجازت حاصل نہ ہو تو پانچ چیزوں میں سے کوئی چیز محفوظ نہ رہ سکے، مثلاً: اگر فاقہ اور بھوک سے موت کا اندیشہ ہو تو شراب پینے اور سور کا گوشت کھانے کی اجازت دی گئی؛ اس لئے اس وقت اس کے بغیر جان کا تحفظ ممکن نہیں ہے، ایسی ہی ناگزیر ضرورت کو فقہ کی اصطلاح میں "ضروریات" کہا جاتا ہے۔

۲) **حاجیات**: ضرورت کے بعد دوسرا درجہ حاجت کا ہے، یا حاجیات سے ایسی چیزیں مراد ہیں، جن پر ان پانچ کا پایا جانا اور انسان کی ان بنیادی ضرورتوں کا تحفظ موقوف تو نہیں ہو؛ لیکن اگر ان کی اجازت نہ دی جائے، تو آدمی کو مشقت اور دشواری ہو، مثلاً: بھوکا شخص کھانے کی کوئی چیز نہ پائے، تو مشقت و دشواری سے دوچار ہوگا؛ لیکن ہلاک نہیں ہوگا، تو حرام چیز کھانے کی اجازت نہیں ہوگی، البتہ اگر روزہ سے ہو تو روزہ توڑنا مباح ہو جائے گا۔ (الحموی: ۱/۲۵۲)

۳) **تحسینیات**: یعنی وہ احکام و امور، جن پر انسان کی زندگی موقوف بھی نہ ہو اور ان کے نہ ملنے کی وجہ سے آدمی کسی بڑی مشقت میں مبتلا بھی نہ ہو جائے، البتہ مزید راحت، آسانی اور زینت کے لئے اس کی اجازت دی گئی ہو، مثلاً عمدہ کھانا اور کپڑا۔

احکام شرعیہ کے مذکورہ بالا تین درجات پر غور کرنے سے محسوس ہوتا ہے کہ نسبندی نہ اجتماعی حیثیت سے ضرورت ہے اور نہ حاجت، ظاہر ہے کہ کسی کے حق میں یہ بات یقین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ضبطِ ولادت کی بعض صورتیں

جسمانی تعلق قائم کرنے سے پہلے دوا کے ذریعہ ضبطِ اولاد، یا سرجری کے ذریعہ استقرار حمل کو روکنا، یا جماع کے وقت عزل کے ذریعہ اولاد ہونے سے گریز کرنا، یہ تمام صورتیں نسبندی کے حکم میں ہیں، اور شرعاً جائز ہیں، عزل کا عمل صحابہ کرام ﷡ سے ثابت ہے، اور آپ ﷺ نے اس پر نکیر نہیں فرمائی۔(۱)

=کے ساتھ نہیں کہی جاسکتی ہے کہ دو کے بعد جو بچے پیدا ہوں گے ان کے بھوک سے مرنے کی نوبت آجائے گی، ہاں انفرادی طور پر چند فیصد آدمی اپنے آپ کو دو یا تین بچوں سے زیادہ کے پرورش کے لائق نہ پاتے ہوں، تو واقعی میں ایسے لوگ جن کی معاشی حالت اس حد تک ابتر ہو کہ وہ زیادہ بچوں کی پرورش کی استطاعت نہ رکھتے ہوں، تو ان کے حق میں نسبندی حاجت کے درجہ میں ہوگی، اور شرعاً کرانے کی گنجائش ہوسکتی ہے؛ لیکن اجتماعی اور قومی سطح پر یہ بات نہیں کہی جاسکتی کہ معاشرہ کا ہر فرد، یا غالب اکثریت فضول خرچی اور اسراف کا خانہ خالی کر کے چند بچوں کی پرورش نہیں کرسکتی۔

(۱) مادۂ منویہ کو ضائع کرنا یا ایسی شکل پیدا کرنا کہ مادۂ منویہ عورت کے رحم میں پہنچ ہی نہ سکے، جیسے نرود، لوپ وغیرہ کا استعمال، گذشتہ زمانہ میں اس کی نظیر عزل کی ملتی ہے، اس سلسلہ میں روایات متضاد ملتی ہیں، بعض احادیث سے بلا کراہت جواز معلوم ہوتا ہے، جیسا کہ حضرت جابر بن عبداللہ ﷛ سے مروی ہے:

"کنا نعزل والقرآن ینزل" (بخاری: ۲/۷۸۴)

"نزول قرآن کے زمانہ میں بھی ہم لوگ عزل کیا کرتے تھے"

جبکہ بعض احادیث میں ایسی تعبیر اور ایسا لب ولہجہ اختیار کیا گیا ہے، جو عزل کی ممانعت کو بتلاتا ہے؛ چنانچہ حضرت جدامہ بن وہب ﷛ سے روایت ہے:

"میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، آپ ﷺ اس وقت کچھ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

....

لوگوں کے بیچ میں تشریف فرماتھے، پھر لوگوں نے آپ ﷺ سے عزل کے بارے میں دریافت کیا، آپ ﷺ نے جواب دیا، وہ ایک درجہ بچہ کو زندہ دفن کر دینا ہے، قرآن کی اس آیت: ﴿ وَإِذَا الْمَوْؤُدَةُ سُئِلَتْ ﴾ (کس گناہ کے سبب زندہ درگور کی گئی) کا مصداق ہے"(مسلم:۱/ ۴۶۵)

اسی طرح حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن بشر رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے صحاح ستہ میں احادیث موجود ہیں، جن سے کم از کم عزل کا مکروہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اسی وجہ سے فقہاء کے درمیان اس کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں اختلاف ہوگیا، ایک گروہ مطلق حرام قرار دیتا ہے، یہ رائے ابن حزم اندلسی اور اصحاب ظواہر کی ہے، جبکہ امام مالکؒ اور امام احمدؒ کراہت کے ساتھ جواز کے قائل ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی ایسا ہی مروی ہے، تیسرا گروہ اس کو بلا کراہت جائز قرار دیتا ہے، بعض مشائخ حنفیہ کا یہی مسلک ہے۔(المحلی:۱۰/ ۷۰-۷۱، ط: بیروت، المغني :۷/ ۲۲۶، شرح مهذب :۱۶/ ۴۲۱، طحاوی :ص:۱۷-۲۰)

مجموعی طور پر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عزل کے عمل کو ناپسند فرمایا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی اکثر کا رجحان یہی معلوم ہوتا ہے، سلف اور فقہاء مجتہدین عام طور پر کم از کم اس کی کراہت کے ضرور قائل ہیں، جہاں تک ان احادیث کی بات ہے کہ جن سے عزل کا حرام ہونا ثابت ہوتا ہے، ان کو کراہت پر محمول کیا جا سکتا ہے، اور جن احادیث سے عزل کا جائز ہونا معلوم ہوتا ہے، ان سے کراہت کی نفی نہیں ہوتی ــــ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عزل کرنا ثابت ہے، وہ درج ذیل مقاصد کے تحت کرتے تھے:

۱) اسلام میں بیوی کی طرح باندی سے بھی جنسی تعلقات قائم کیے جا سکتے ہیں، لیکن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

....

اگر باندی اپنے آقا کے بچہ کی ماں بن جائے تو وہ فروخت نہیں کی جاسکتی، بسا اوقات اسی لئے عزل کیا جاتا تھا کہ باندی حاملہ نہ ہو اور اس کو فروخت کرنے کی گنجائش باقی رہے۔

۲) بچہ کی پیدائش سے حسن و جمال بھی متاثر ہوتا ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ بھی عزل کا ایک سبب ہوا کرتا تھا؛ چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن بشر ﷺ کی روایت میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ

"آدمی کے پاس باندی ہوتی، جس سے وہ مباشرت کرتا اور اسے یہ بات ناپسند ہوتی کہ باندی حاملہ ہو جائے" (مسلم: ۱/ ۴۶۵)

۳) عزل سے بعض اوقات زیر حمل بچہ کو نقصان سے بچانا مقصود ہوتا تھا۔

۴) عزل کرنے کا چوتھا سبب عورت کے حاملہ ہونے کی وجہ سے شیر خوار بچہ کے دودھ کے متاثر ہو جانے کا اندیشہ تھا۔

جہاں تک ان مذکورہ بالا صورتوں کے علاوہ دوسری صورتوں میں عزل یا اس کے مماثل طریق کار اختیار کرنے کی بات ہے، تو یقیناً احادیث میں حصر اور تحدید نہیں ہے کہ صرف مذکورہ بالا چار صورتوں میں ہی اس طریق کار کا اختیار کرنا جائز ہو، اور دوسرے مقاصد کے لئے جائز نہیں، البتہ اتنا ضرور ہے کہ جس مقصد کے لئے عزل یا اس کے مماثل طریق کار کو اختیار کیا جائے، وہ مقصد شرعاً معتبر و جائز ہو اور اسلامی افکار کے معارض نہ ہو، مثلاً عورت کو کسی مہلک بیماری کا قوی اندیشہ ہو یا بچہ کی پیدائش سے طبی اندازے کی بناء پر عورت کو موت کا خطرہ لاحق ہو، جیسا کہ علامہ ابن نجیم مصریؒ نے لکھا ہے کہ ان حالات میں بچہ میں روح پیدا ہونے سے پہلے اسقاط حمل جائز ہے۔ (البحر الرائق: ۳/ ۲۲۰)

بہرحال مذکور بالا تصریحات سے واضح ہو گیا کہ عزل، نرودھ یا لوپ یا اس جیسے دوسرے ذرائع کا استعمال زیادہ سے زیادہ کسی کے لئے طبی اعذار کی بناء پر درست ہو سکتا ہے، اجتماعی سطح پر اس کو رواج دینے، ترغیب دینے، محض تلذذ اور معاشی نقطۂ نظر سے اس کو اختیار کرنے کی شرعاً

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

....

کوئی گنجائش نہیں ہے، طبی اعذار یہ ہیں:

۱) عورت کو کسی مہلک بیماری کا قوی اندیشہ ہو۔

۲) بچہ کی پیدائش سے عورت کو موت کا خطرہ ہو۔

۳) شیر خوار بچہ کو دودھ خشک یا متاثر ہونے کا اندیشہ ہو۔

۴) زیر حمل بچہ کو نقصان سے بچانا مقصود ہو۔ (ملاحظہ ہو: تلخیص از جدید فقہی مسائل: ۵/۱۰۲-۱۴۷)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

المكتبة الرحمانية

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

Our Books

AL-FAROOQ PUBLICATIONS

20/373, Mastan vali Street, KADAPA-516 001.

Ph : 08562 - 245161 e-mail : ciwskadapa@gmail.com